نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو اس سے پہلے کہ تم پر بھی عذاب اترے

حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا:

”اے لوگو! تم سے پہلے لوگ صرف گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے ہیں، ان کے علما اور فقہا نے انہیں روکا نہیں، اللہ نے ان پر سزائیں نازل کیں۔ غور سے سنو! نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو اس سے پہلے کہ تم پر بھی عذاب اترے جو اُن پر اترا تھا اور یہ سمجھ لو کہ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے سے نہ رزق کم ہوتا ہے اور نہ موت جلدی آتی ہے۔ آسمان سے تقدیر کے فیصلے بارشوں کے قطروں کی طرح اترتے ہیں، چنانچہ ہر انسان کے اہل و عیال، مال وجان کے بارے میں کم ہو جانے یا بڑھ جانے کا جو فیصلہ اللہ تعالیٰ نے مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ آسمان سے اترتا ہے۔ اب جب تمہارے اہل وعیال اور مال وجان میں کسی قسم کا نقصان ہو اور تمہیں دوسروں کے اہل وعیال اور مال وجان میں نقصان کی بجائے مزید اضافہ نظر آئے تو اس سے تم فتنہ میں نہ پڑ جانا۔ مسلمان آدمی اگر خیانت و کمینگی کا ارتکاب کرنے والا نہ ہو تو اسے جب بھی یہ نقصان یاد آئے گا وہ عاجزی، انکساری، دعا اور التجا کا مظاہرہ کرے گا (اور یوں اسے باطنی نفع ہو گا) اور کمینے لوگوں کو اس پر بہت غصہ آئے گا۔ جیسے کہ کامیاب ہونے والا جوئے باز، تیروں سے جوا کھیلنے میں پہلی ہی دفعہ ایسی کامیابی کا انتظار کرتا ہے جس سے خوب مال ملے اور تاوان وغیرہ اسے نہ دینا پڑے۔ ایسے ہی خیانت سے پاک مسلمان آدمی جب اللہ سے دعا کرتا ہے تو دو اچھائیوں میں سے ایک کی اسے امید ہوتی ہے (کہ یا تو جو مانگا ہے وہ دنیا میں مل جائے گا اور اگر نہ ملا تو پر اس دعا کے دنیا میں قبول نہ ہونے کے بدلہ میں آخرت میں اسے ثواب ملے گا) جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے لیے بہتر ہے یا پھر اللہ اسے مال دیں گے اور اس کے اہل وعیال میں خوب کثرت ہو گی اور وہ خوب مال دار ہو گا۔ کھیتی دو طرح کی ہے (ایک دنیا کی، دوسری آخرت کی) دنیا کی کھیتی مال اور بیٹے ہیں اور آخرت کی کھیتی نیک اعمال ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دونوں قسم کی کھیتیاں عطا فرماتے ہیں“۔

[ابن ابی الدنیا، ابن عساکر]

جلد نمبر ۱۰، شمارہ نمبر ۵

شعبان ۱۴۳۸ھ مئی 2017ء

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانا، پھر جہاد کرنا، پھر حج مبرور، مشرق و مغرب کے درمیان کے تمام اعمال سے افضل ہے''۔ (مسند احمد)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawaiafghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

میرے پیارے نبی ﷺ تجھ پہ سب کچھ فدا!

اہلِ ایمان کے دلوں کی راحت اور سکون تو وابستہ ہی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت، حرمت اور تقدیس کی حفاظت کے لیے کُل کائنات لُٹادی جائے تو بھی سودا بالکل مہنگا نہیں! نیک اعمال سے تہی دامن اور گناہ کی سیاہیوں سے میں دن رات بِتانے والے کسی بھی مسلمان کو ٹٹول کر دیکھ لیں، اُس کے نہاں خانہ دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے عشق اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ووارفتگی کی پوری دنیا آباد ہو گی۔ اُس بے عمل اور نیکیوں سے کوسوں دور بندۂ مسلم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے دفاع کی سعادت ملے تو وہ ''میں صدقے یا رسول اللہ'' پکارتے ہوئے اپنا تن من دھن نچھاور کرنے میں لمحہ بھر بھی تاخیر نہ کرے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں غیرت وحمیت ہر قلبِ مسلم میں یوں جاگزیں ہے کہ اُس کے لیے یہ تصور ہی محال ہے کہ کوئی دریدہ دہن اپنی فطرتِ شیطانی کا اظہار کرتے ہوئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس پر حملہ آور ہو اور وہ مسلمان اُسے کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر جائے! یہ معاملہ تو ہے ہی سراسر ایمان کا! شرط ہے کہ ایمان ہو! جہاں ایمان ہوگا، چاہے مضمحل ہو، کمزور ہو، کردار وعمل میں معصیتوں اور گناہوں کے چلتے جھکڑوں کے باوجود' دل کے گوشوں میں اس کی شمع ٹمٹمارہی ہو تو ایک مسلمان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر سمجھوتہ کرلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے تحفظ کی بجائے ''قانون کی پاس داری'' کو ترجیح دے، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملہ آور ہونے والوں کو ''چونکہ چنانچہ، اگر مگر، لیکن ویکن'' کے پیرائیوں میں چھوٹ دینے کی کوششیں کرے...... ممکنات کی دنیا میں اس سب کا گزر نہیں! لیکن شرط وہی ہے کہ دل کے کسی گوشے میں ایمان موجود ہو!

یہی کچھ مردان یونی ورسٹی میں ہوا... مردود ملعون مشال کو جہنم رسید کرنے والا ہجوم کن لوگوں کا تھا؟اُن میں دین کا شعور رکھنے والے تو خال خال ہی تھے، اکثریت تو اے این پی سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد کی تھی جن کا دین سے واجبی تعلق معروف ہے، لیکن یہاں معاملہ اُس ہستی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تھا کہ جس سے قلبی وابستگی اور دلی تعلق ہی کچھ اس نوعیت کا ہوتا ہے کہ اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذاتِ مبارکہ پر حرف آتا دیکھ کر صبر کے پیمانے لبریز نہیں ہوتے بلکہ ٹوٹ جاتے ہیں، محبت رسول کے چشمے ابلنے لگتے ہیں، ایمانی غیرت انگڑائی لے کر جاگتی ہے اور ایسے ملعون فطرت کو نشانِ عبرت بنادیتی ہے!

ایک طرف تقاضائے ایمانی کو نبھاتے ہوئے حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا یہ عمل ہے، جس کے نتیجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر دست درازی کرنے والے کے انجامِ بد کو پہنچا، جب کہ اس کے فوراً بعد دوسری طرف ملک بھر کے کفر نواز حلقوں کا آگ بگولہ ہو کر ایک طوفان اٹھادینے کا منظر ہے۔ اس ملحد وزندیق کے جہنم رسید ہونے سے ملکِ پاکستان میں بسنے والے دین بے زاروں سے لے کر سیاسی و جمہوری اداکاروں تک کو اور لادینیت کے ہرکاروں سے لے کر دین فروشوں کے قبیلے تک کو ''دردِ انسانیت'' کی ٹیسوں سے بے حال دیکھا گیا... اخبارات کی سرخیوں اور خبروں کے بازار سے لے کر اداریوں اور کالموں کی بھرمار تک، کئی کئی گھنٹے محیط ٹی وی نشریات میں باؤلے ہوتے لبرل فاشسٹوں سے لے کر سوشل میڈیا پر غُل مچانے والے روافض اور غامدی النسل دین بے زاروں تک نے مشال کے جہنم واصل

ہونے پر ایسی دہائیاں دیں اور میڈیا میں موجود دین دشمن لابی نے ایسا ماحول پیدا کر دیا کہ حکمرانوں سے لے کر سیاسی جماعتوں کے قیادت اور درباری علما تک نے اس قدر حساس دینی مسئلہ پر متقاضیاتِ دین کو یکسر فراموش کر کے سارا زور ملعون مشال کی ''مظلومیت'' ثابت کرنے، انسانیت کے درس دینے اور قانون کی پاس داری کا علم بلند کرنے میں صرف کر دیا۔ دلوں سے اللہ کے خوف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو نکال کر فراعین دنیا کا ڈر بٹھا لینے اور لذاتِ دنیا کی چاہتوں کو بسا لینے والوں کو کہیں مشال کے باپ میں ''پیغمبرانہ اوصاف'' جھلکتے دکھائی دیے اور کسی نے اُسے ''شہید'' قرار دے دیا۔ غرض بھانت بھانت کی بولیاں تھیں اور توہین رسالت اور شعائر دینیہ کے استہزا کو معمول بنا لینے والوں کی وکالت کے نت نئے انداز واطوار تھے۔

نواز شریف بولا کہ ''پوری قوم کو متحد ہو کر اس واقعے کی مذمت کرنی چاہیے، قانون کو ہاتھ میں لینے والوں کے ساتھ کوئی رعایت نہ برتی جائے۔ کوئی باپ اس خوف سے بچوں کو تعلیم سے محروم نہ کرے کہ اس کی لاش واپس آئے گی''۔ اس کی بیٹی بولی کہ ''مشتعل ہجوم کا خود منصف بننا ذہنی تنزلی اور پستی کا عکاس ہے''... ان خبیث باپ بیٹی سے کوئی تو پوچھے کہ اتفاق فاؤنڈری کی بھٹیوں میں مفلوک الحال مزدوروں کو زندہ ڈال کر کوئلہ بنا دینے والے سفاک درندوں نے یہ کیوں نہ سوچا تھا کہ اُن مزدوروں کے ماں باپ اور بال بچوں نے اُنہیں سوختہ لاشیں بن جانے کو نہیں بلکہ دو وقت کی روٹی کمانے کو بھیجا تھا... جیتے جاگتے انسانوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنانے والوں کی ذہنی پستی اور تنزلی کا رونا کسی مریم نے کیوں نہ رویا؟؟؟ یہی حال سرکاری ودرباری علما کا رہا... شہر کراچی کا ایک مفتی' مشال ملعون کے غم میں اتنا نڈھال ہوا کہ اُسے ''شہید'' تک قرار دے دیا۔ دین کا بیوپار کرنے والے ایسے سنگ دل اس لیے ہو گئے ہیں کہ ایمان ان کے دلوں سے رخصت ہو چکا ہے، وہن نے ان کے دلوں کو چاٹ لیا ہے اور حب دنیا کی ''چربی'' ان عقلوں کو چڑھ چکی ہے۔ ایم کیو ایم جیسی دین دشمن اور شریعت بے زار جماعت کو باقاعدہ پروموٹ کرنے والا، سیکورٹی اداروں سے تعلقات کے بل بوتے پر مساجد پر قبضے کرنے والا، مضاربے کے نام پر غریب ولاچار عوام کے اربوں روپے ڈکار جانے والے مفت خورا' اب گستاخانِ رسول کو شہادت کے سرٹیفکیٹ دیتا پھرتا ہے! قبح اللہ علی وجھه ولسانه!!! مذہبی سیاسی جماعتوں کی قیادت نے بھی اس پورے واقعہ میں ''چونکہ چنانچہ'' سے آگے اگر کچھ کہا تو یہی ایک کہ ''قانون کو ہاتھ میں لینے کی حمایت نہیں کر سکتے''... غضب خدا کا! ان جمہوری تماشہ گروں پر اللہ کا قہر نازل ہو کہ اِنہوں نے اپنی جماعتوں اور قیادتوں کو تو معبود بنا رکھا ہے، ایسا معبود کہ کوئی اُن کی طرف ہلکا سا اشارہ بھی کرے تو کف اڑاتے، سینہ پھُلاتے اور ہذیان بکتے ہوئے اُس پر ٹوٹ پڑتے ہیں، لیکن سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس وحرمت پر زمانے بھر کے بھنگی اور چُوڑے چمار بھونکتے ہیں اور یہ ایسی توہین کی وجوہات گنوانے میں لگے رہتے ہیں! ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وعزت کے مسئلے کو اس قدر ہلکا لے لیا ہے! اس سارے معاملے میں سب سے زیادہ جس چیز کو پس پشت ڈال گیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت ہی تو ہے!!! ان کی اپنی گھڑی ہوئی مصلحتوں نے اس قابل بھی نہیں چھوڑا کہ کسی ایک کی زبان سے ہی یہ بھی سننے کو ملتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر سمجھوتہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام بلند اور رفعت وعظمت پر انگلی اٹھائے گا وہ جو بھی ہو، جہاں بھی ہو، جیسا بھی ہو بُری طرح سے قتل کیا جائے گا!

ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے لہجے کی درشتی اور الفاظ و بیان کی سختی بہت زیادہ ہورہی ہے لیکن یہ معاملہ ہمیں اپنے ماں باپ، جان و اولاد، عزت و آبرو اور مال و متاع سمیت ہر شے سے عزیز تر ہے کیونکہ یہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی ناموس کا معاملہ ہے! ہم ہر کسی کو اُس کا جائز مقام اور عزت دیں گے اور پوری دیانت داری سے دیں گے! لیکن جب بات ہمارے آقا و مولا، سیدنا و نبینا فداہ آباؤنا و امھاتنا کی تقدیس کی آئے گی تو اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ناموس کی طرف بڑھنے والے نجس و پلید ہاتھ کی جو بھی وکالت کرے گا، وہ اپنے تئیں کتنا ہی معزز و مکرم بنے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے ہاں اُس کی نہ کوئی عزت ہے نہ ہی کوئی احترام!!!

قانون کی پاس داری کا سبق دینے والے اور قانون کو ہاتھ میں نہ لینے کی رٹ لگانے والے ذرا بتائیں کہ اس قانون نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کے ساتھ آج تک کیا معاملہ روا رکھا ہے؟ وکلا کے مطابق اس وقت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295c کے تحت ۱۷ مجرموں کو سزائے موت سنائی جاچکی ہے جن میں سے بعض کیسز دس بارہ سال پرانے ہیں لیکن اب تک کسی ایک مجرم کو بھی پھانسی نہیں دی گئی۔ یاد رہے یہ تمام وہ مجرمین ہیں جن پر پاکستان ہی کی عدالتوں میں توہین رسالت کا جرم ثابت ہو چکا ہے۔ مشال کے قتل کے بعد چترال میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا جس میں مسجد کے مولوی صاحب نے نماز جمعہ کے اجتماع میں کھڑے ہو کر نبوت کا دعویٰ کرنے والے رشید نامی منحوس کو اہل ایمان کے غیض وغضب سے بچا کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ اس معاملے میں قانون نے کیا کیا؟ اُس ملعون کو پاگل قرار دیا گیا (یہ پاگل بھی عجیب ہوتے ہیں کہ اپنے باپ دادا کی پگڑیوں تک ان کا ہاتھ نہیں پہنچتا لیکن تاجدارِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقام و مرتبہ اور عزت و ناموس تک اپنے پلید ہاتھ جا پہنچاتے ہیں!) اب وہ ''پاگل'' پولیس کی حفاظت میں ہے اور اُس کے خلاف احتجاج کرنے والوں کو پکڑ پکڑ کر جیلوں میں ٹھونسا جارہا ہے! یہ ہے وہ کفریہ قانون جس کی پاس داری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر ترجیح دی جاتی ہے!!!

کبھی کہا جاتا ہے کہ مل بیٹھ کر بات کریں، تشدد پسندی کی بجائے مباحثہ مکالمہ اور دلیل کے میدان میں آئیں... ہم صاف اور دوٹوک الفاظ میں کہتے ہیں کہ دلیل اور مکالموں کا موقع وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی تشکیک یا ابہام پایا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے معاملے میں کیا ابہام اور کیسی تشکیک؟! اور یاد رکھو کہ امت کے مرد بھی اٹھیں گے اور امت کی بیٹیاں بھی (پسرور میں امت کی تین بیٹیوں نے انبیاء علیہم السلام کے ایک گستاخ رافضی کو قتل کیا)! اور دیکھو! تم نے اپنے تئیں سارا زور لگا کر دیکھ لیا اور جتنا ڈھنڈورا پیٹ سکتے تھے پیٹ لیا لیکن تمہارے ''مشال خان بیانیہ'' کے لیے تو امت کی تین بیٹیاں ہی کافی ہو گئیں!!!

حالت یہ ہے کہ ملعونین چہار اطراف سے اُمڈتے آتے ہیں (مردان اور چترال کے بعد بلوچستان کے شہر حب میں حال ہی میں ایک خبیث ہندو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے) اور محمد رسول اللہ (فداہ ابی و امی) صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے درپے ہیں، یہ عظیم ترین فتنہ ہے اس سے زیادہ کسی بھی فتنہ و فساد کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا زبانیں قابو میں رکھو، ملعونین سے ہمدردیاں جتانے کا شوق ہے تو اُنہی کی صفوں میں شمار کیے جاؤ گے اور پھر اللہ پاک اپنے کسی نہ کسی بندے کو اٹھائے گا، تم پر مسلط کرے گا اور وہ تمہاری رگِ جاں کاٹ کر رکھ دے گا!!!

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک کے انوار وانعامات

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی نوّر اللہ مرقدہ

حصولِ رضا کا موقع:

یہ شعبان کا آخری جمعہ ہے، ان شاءاللہ تعالیٰ آئندہ ہفتے کے بعد ماہِ مبارک رمضان شریف کا آغاز ہو رہا ہے۔ کاش! ہم کو اپنے ایمان کی عظمت، قدر و منزلت ہوتی تو اس ماہ مبارک کی سعادتوں سے بہرور ہونے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے کہ ہمارے ضعفِ ایمان اور ناکارہ اعمال کو از سر نو قوی اور کامل بنانے کے لیے رمضان المبارک کے چند گنتی کے دن عطا فرمائے ہیں۔ اس لیے ان کو غنیمت سمجھ کر ہمیں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ ان ایام معدودہ کی قدر کرنی چاہیے۔ یوں تو اللہ جل شانہ نے ہماری دنیا و آخرت کے سرمائے کے لیے ہم کو چند فرائض و حقوق واجبہ کا مکلف بنایا ہے مگر اس ماہِ مبارک میں چند نوافل و مستحبات کے اضافے کے ساتھ ہم کو زیادہ سے زیادہ حلاوت ایمانی اور اعمال کی پاکیزگی اور اپنے حصولِ رضا کا موقع عطا فرمایا ہے۔ اس کی قدر کرو اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھاؤ اور اس کے شروع ہونے سے پہلے اپنے ظاہری و باطنی اعضا کو خوب توبہ، استغفار سے پاک وصاف کر لو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر اس لیے یہ احسان وانعام فرمایا کہ ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے فائز المرام ہونے پر خوش ہو جائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس اعلان کا مصداق بنیں:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

احتیاط اہتمام:

اس لیے ہمارے ذمے بھی شرافتِ نفس کا تقاضا یہی ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ اور اپنے آقائے نامدار نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے حتی الامکان کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ اس لیے ہم اس وقت عہد کر لیں کہ ان شاءاللہ تعالیٰ ہم اس ماہِ مبارک کے تمام لمحات، شب و روز اسی احتیاط اور اہتمام میں گزاریں گے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہیں۔ اس کے لیے ابھی چند روز باقی ہیں، ہم ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔ احتیاط اس بات کی کہ تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے بچیں گے اور اہتمام اس بات کا کہ زیادہ نیک کام کریں گے اور عبادات وطاعات میں مشغول رہیں گے۔

یوں تو سب دن اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، ہر وقت اور ہر آن انہی کی مشیت کار فرما ہے اور ہماری تمام عبادات وطاعات انہی کے لیے ہیں اور وہی ہم کو دنیا و آخرت میں اس کا صلہ مرحمت فرمائیں گے مگر امتیان نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا لامتناہی احسانِ خصوصی یہ ہے کہ فرمایا: ''یہ مہینہ میرا ہے اور اس کا صلہ میں خود دوں گا''۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو صلہ اور اجر اس ماہ کے اعمال کا ہوگا وہ بے حد و حساب ہوگا۔ اور یہ بے حد و حساب ہونا اللہ تعالیٰ علیم و خبیر کے علم میں ہے۔ اس احسان شناسی کے جذبے کو قوی کرنے کے لیے توکلاً علی اللہ ہم کو بھی عزم بالجزم کر لینا چاہیے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ ہم جو کچھ بھی کریں گے وہ للہ رب العالمین ہے، ان شاءاللہ ہم خود مشاہدہ کریں گے۔

اعلانِ رحمت:

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا کس قدر بڑا احسان ہے کہ اپنے گناہ گار غفلت زدہ بندوں کو پہلے ہی متنبہ کر دیا کہ جیسے ہی رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو تم اپنے عمر بھر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف کرالو تاکہ تم کو مربی حقیقی سے صحیح و قوی تعلق پیدا ہو جائے اور اگر تم نے ہماری مغفرتِ واسعہ و رحمتِ کاملہ کی قدر نہ کی تو پھر تمہاری تباہی و بربادی میں کوئی کسر باقی نہ رہے گی۔ اب اس اعلانِ رحمت پر کون ایسا بدنصیب بندہ ہے جو اس کے بعد محروم رہنا چاہے گا۔ اس لیے ہم سب لوگ یقیناً بڑے خوش نصیب ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ اپنی زندگی میں پا رہے ہیں اب تمام جذباتِ عبدیت کے ساتھ اور قوی ندامت کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں اور اس ماہِ مبارک کے تمام برکات، انوار و تجلیات الٰہیہ سے مالا مال ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی زیادہ سے زیادہ توفیق ہم سب کو عطا فرمائے، آمین۔

جی بھر کر دو دن تین دن چار پانچ دن اپنے تمام گناہ عمر بھر کے جتنے یاد اور تصور میں آسکیں اور جہاں جہاں نفس شیطان سے مغلوب رہے ہیں۔ چاہے وہ دل کا گناہ ہو، آنکھ زبان کا یا کان کا، سب ندامتِ قلب کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں پیش کر دو اور کہو کہ اب وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ یااللہ! ہم کو معاف فرما دیجیے، یااللہ! ہم سے غفلت و نادانی کی وجہ سے نفس و شیطان کی شرارت سے عمداً و سہواً جو بھی گناہ کبیرہ و صغیرہ صادر ہو چکے ہیں جو ہمارے دنیا و آخرت کے لیے انتہائی تباہ کن ہیں اور جن کی شامت اعمال کا خمیازہ ہم ہر روز بھگت رہے ہیں، اپنی مغفرت کاملہ اور رحمت واسعہ سے سب معاف فرما دیجیے۔ ہم انتہائی ندامت قلب کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں منت سماجت کے ساتھ دستِ بدعا اور سربسجود ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

ہر وہ بات جو قابل مواخذہ ہو معاف فرما دیجیے۔ دنیا میں، قبر میں، دوزخ میں، حشر میں، پل صراط پر، جہاں بھی مواخذہ ہو سکتا ہے سب معاف فرما دیجیے اور یااللہ! آپ جتنی زندگی عطا فرمائیں گے، وہ حیات طیبہ ہو، اعمالِ صالحہ کے ساتھ۔ یااللہ! ہمارے ایمان کو مضبوط اور قوی فرما دیجیے۔ ان شاءاللہ حسب وعدۂ الٰہی ہماری یہ دعا ضرور قبول ہوگی۔

گزشتہ معاصی کے بارے میں تنبیہ:

اب خبردار! اپنی گزشتہ غفلتوں اور کوتاہیوں کو اہمیت نہ دینا، زیادہ تکرار نہ کرنا، مایوس و ناامید نہ ہونا۔ جب ان کا وعدہ ہے تو سب ان شاءاللہ معاف ہو جائے گا۔ لیکن ہاں! چند گناہ ایسے ہیں جن کی معافی مشکل ہے۔ مسلمان مشرک تو ہوتا نہیں لیکن کبھی کبھی یہ ممکن ہے

کہ پریشان ہو کر عالم اسباب کی کسی قوت کو موثر سمجھ لیا ہو۔ دنیا، وسائل وذرائع کے سامنے اس طرح جھک گئے ہوں جس طرح ایک مومن کو جھکنا نہیں چاہیے۔ تو یااللہ! آپ یہ سب لغزشیں بھی معاف کر دیجیے۔ بس اب مغفرتِ کاملہ ہو گئی، اب ان کی رحمتِ واسعہ طلب کرو۔ اسی طرح ایک ناقابل معافی گناہ کبیرہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے کھوٹ اور کینہ ہو، کینہ رکھنے والے کے متعلق حدیث ہے کہ یہ ایسا شخص ہے، جو شب قدر کی تجلیات، مغفرت اور قبولیت دعا سے محروم رہے گا۔ عالمِ تعلقات میں اپنے اہل وعیال، عزیز واقارب، دوست احباب سب پر ایک نظر ڈالو اور دیکھو کہ ان میں کسی کی طرف سے دل میں کسی قسم کا کھوٹ، کینہ اور غصہ تو نہیں ہے، کسی کی حق تلفی تو نہیں ہوئی ہے، کسی کو ہماری ذات سے تکلیف تو نہیں پہنچی ہے، اللہ پاک اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک ان کی مخلوق ہم سے راضی نہیں ہو جاتی۔ دیکھو! اگر تم اس معاملے میں حق بجانب اور دوسرا باطل پر ہے تو پھر جب تم اللہ پاک سے مغفرت چاہتے ہو تو اس کو معاف کر دو اور اگر تمہاری زیادتی ہو تو اس سے جا کر معافی مانگ لو، اس میں کوئی شرم کی بات نہیں۔ اگر بالمشافہ ہمت نہ ہو تو ایک تحریر لکھ کر اس کے پاس بھیج دو کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے، اس میں اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ دلوں کو صاف رکھنا چاہیے، اس لیے ہم اور آپ بھی آپس میں دل صاف کر لیں اور ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔

اس کے بعد ان سے بدخواہی نہ کرو، نہ دل میں انتقام لینے کا خیال کرو۔ اپنی بیوی بچوں پر بھی نظر ڈالو کہ ان میں سے کوئی تم سے ناراض تو نہیں! یعنی ان کے ساتھ کوئی بے جا تشدد یا زیادتی تو نہیں کی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں، بلکہ خوش اسلوبی سے ایسا برتاؤ کرو جس سے وہ خوش ہو جائیں، اسی طرح بھائی بہن، عزیز واقارب۔ غرض کسی سے کسی قسم کی بھی رنجش ہے تو تم ان کو معاف کر دو اس لیے کہ تم بھی آخر اللہ میاں سے معافی چاہتے ہو!

غیر ضروری مشاغل کا ضرر:

لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرو۔ لغو باتیں کرنے سے عبادت کا نور جاتا رہتا ہے۔ لغو باتیں کیا ہیں؟ جیسے فضول قصے، کسی کا بے فائدہ ذکر، سیاسی امور پر بحث یا خاندان کی باتیں اگر شروع ہو جائیں تو اس میں غیبت ہونے کا امکان ضروری ہوتا ہے۔ پھر اخبار بینی یا کوئی اور بے کار مشغلہ ان سب سے بچتے رہو، صرف تیس دن گنتی کے ہیں اگر کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو کلام پاک پڑھو، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو اور دینی کتاب کا مطالعہ کرو۔

عبادات رمضان:

رمضان شریف میں دو عبادتیں سب سے بڑی ہیں کہ ایک تو کثرت سے نمازیں پڑھنا، اس میں تراویح کی نماز بھی شامل ہے، اس کے علاوہ تہجد کی چند رکعات ہو جاتی ہیں۔ پھر اشراق، چاشت اور اوابین کا خاص طور پر اہتمام ہونا چاہیے۔ دوسرے تلاوتِ کلام پاک کی کثرت جتنی بھی توفیق ہو۔

کلام پاک پڑھنے سے کئی فائدے نصیب ہو جاتے ہیں۔ تین چار عبادتیں اس میں شریک ہوتی ہیں اور بہت باعث برکت ہیں، یعنی دل میں عقیدت، عظمت ومحبت اور یہ خیال کر کے پڑھنے سے کہ اللہ پاک سے ہم کلامی کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، یہ دل کی عبادت ہے، زبان بھی تکلم کرتی ہے، یہ زبان کی عبادت ہے، کان سنتے جاتے ہیں، اور آنکھیں کلامِ الٰہی کی عبادت کے نقوش کی زیارت کرتی ہیں اور ان تمام اعضا کو عبادات میں جداگانہ ثواب ملتا ہے۔ ان اعضا کا اس سے زیادہ اور کیا صحیح مصرف ہو سکتا ہے اور یہ سعادتیں ہی نہیں بلکہ ان میں تجلیاتِ الٰہی مضمر ہیں۔ نور حاصل ہوتا ہے اور نور کے معنی روشنی کے نہیں بلکہ طمانیتِ قلب کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قرب ورضا کے ہیں۔

جب تلاوت سے تکان ہونے لگے تو بند کر دیں اور پھر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کلمہ طیبہ کا ورد رکھیں۔ دس پندرہ مرتبہ لاالٰہ الااللہ تو ایک بار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہیں۔ ان متبرک ایام میں اگر ذکر اللہ کی عادت ہو گئی تو پھر ان شاءاللہ ہمیشہ اس میں آسانی ہو گی۔

اسی طرح درود شریف کی بھی کثرت رکھیے۔ ان محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی بدولت ہمیں یہ دین ودنیا کی نعمتیں مل رہی ہیں۔ استغفار جی بھر کر تو کر چکے پھر بھی جب یاد آ جائیں چند بار کر لیا کریں۔ ماضی کے پیچھے زیادہ نہ پڑیئے اور مستقبل کو سوچئے، مستقبل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعات وعبادات میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارے۔ اس طرح ایک مومن روزے دار کی ساری ساعتیں عبادت میں ہی گزرتی ہیں۔ الحمدللہ علی ذالک۔

اگر تم کسی دفتر میں کام کرتے ہو تو تہیہ کر لو کہ تمہارے ہاتھ سے، زبان سے، قلم سے خدا کی مخلوق کو کوئی پریشانی نہ ہو۔ کسی کو دھوکہ نہ دو، کسی ناجائز غرض سے کسی کا کام نہ روکو، کوئی بات شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اگر تم تاجر ہو تو صداقت وامانت سے کام کرو، کسی قسم کے لالچ یا نفع سے کام نہ کرو جس سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے یا تمہارا معاملہ کسی کو ایذا کا سبب بن جائے۔

آنکھیں گناہوں کا سرچشمہ ہیں۔ ان کو نیچا رکھیں، بدنگاہی صرف کسی پر بری نظر ڈالنا ہی نہیں بلکہ کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا، حسد کی نظر یا برائی کی نظر سے دیکھنا بھی آنکھوں کا گناہ ہے۔

روزے کی تائید:

روزے داروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ بات بات پر غصہ آتا ہے۔ گھر کے اندر یا گھر کے باہر کہیں بھی، سو یہ بات اچھی نہیں ہے۔ روزہ تو بندگی وشائستگی پیدا کرتا ہے۔ عجز ونیاز پیدا کرتا ہے۔ پھر یہ روزے کا بہانہ لے کر بات بات پر غصہ اور لڑنا جھگڑنا کیسا؟ روزہ درماندگی

کی چیز ہے۔اس میں تواضع پیدا ہونا چاہیے۔ جھک جانا چاہیے۔ جھک جانے میں بڑی فضیلت ہے۔ تیس دن تکیہ کر لیجیے،اس میں نفس کا بڑا مجاہدہ ہوتا ہے،جو تمام عمر کام آتا ہے۔ یہ عادت بڑی نعمت ہے جوان دنوں بڑی آسانی سے ہاتھ آتی ہے۔

رمضان کی راتیں عبادتوں میں گزارنے سے دن میں بھی سچائی اور دیانت سے کام کی عادت ہو جاتی ہے۔اس کا اہتمام کریں کہ مسجدوں میں باجماعت نمازیں ادا کریں۔

بڑے کام کی بات:

اور اگر توفیق و فرصت مل جائے تو بڑے کام کی بات بتا رہا ہوں، تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ نماز عصر کے بعد مسجد میں بیٹھے رہیں اور اعتکاف کی نیت کر لیں۔ قرآن شریف پڑھیں، تسبیحات پڑھیں اور غروبِ آفتاب سے پہلے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر پڑھتے رہیں اور قریب روزہ کھولنے کے خوب اللہ پاک سے مناجات کریں اور اپنے حالات و معاملات پیش کریں، دنیا کی دعائیں مانگیں، آخرت کی دعائیں مانگیں۔

اکثر دین دار خواتین اس بات کی شکایت کرتی ہیں کہ ان کا روزہ افطار کرنے سے قبل عصر اور مغرب کے درمیان تسبیحات پڑھنے یا دعائیں کرنے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ یہ وقت ان کا باورچی خانے میں صرف ہو جاتا ہے، کھانا تیار کرنے میں مشغول رہتی ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ وقت بھی عبادت میں گزرتا ہے۔ روزہ رکھتے ہوئے وہ کھانا تیار کرنے کی مشقت گوارا کرتی ہیں جو اچھا خاصا مجاہدہ ہے۔ پھر روزہ داروں کے افطار اور کھانے کا انتظام کرتی ہیں، جس میں ثواب ہی ثواب ہے اور وہ جن عبادات میں مشغول ہونے کی تمنا کرتی ہیں، یہ ان کی تمنا خود ایک نیک عمل ہے جس پر بھی ان شاءاللہ ثواب ملے گا۔ پھر یہ ممکن ہے کہ غروب آفتاب سے آدھ گھنٹہ قبل انتظامات سے فارغ ہونے کا اہتمام کر لیں تو پھر ان کو بھی یکسوئی کے ساتھ رجوع الی اللہ ہونے کا موقع مل سکتا ہے اور نہ بھی ملے تو ثواب ان شاءاللہ ضرور مل جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ شریعت و سنت کے مطابق اپنی زندگی بنائیں۔

عبادتِ مالی:

اس ماہِ مبارک میں ہر عملِ نیک کا ستر گنا ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ جہاں اور عبادات وغیرہ ہیں وہاں اس ماہِ مابرک میں صدقہ وخیرات خوب کرنا چاہیے۔ اپنی حیثیت کے مطابق جس قدر ممکن ہو یہ سعادت بھی حاصل کرے۔ یہ بھی خوب سمجھ لیجیے کہ اس ماہِ مبارک میں جس طرح نیک اعمال کا بے حد و حساب اجر و ثواب ہے، اسی طرح ہر گناہ کا مواخذہ عذاب بھی شدید ہے۔ العیاذ باللہ

اپنے مرحوم اعزا، آباؤاجداد اور احباب کے لیے ایصال ثواب کرنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے اور بہترین صدقہ ہے۔ میں اپنے ذوق اور قلبی تقاضے سے ایک بات کہتا ہوں جس کا جی چاہے عمل کرے یا نہ کرے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق واجب فرمائے ہیں، انہوں نے ہمیں پالا پرورش کیا، دعائیں کی، راحت پہنچائی اور جب تک تم بالغ نہیں ہوئے تمہارے کفیل رہے اور جب تم بالغ ہوئے تو تم نے ان کی کیا خدمت کی ہو گی؟ تو دیکھو جتنا سرمایہ ہے اپنے زندگی بھر کے اعمالِ حسنہ کا اور طاعاتِ نافلہ کا سب نذر کر دو اپنے والدین کو، ان کا بہت بڑا حق ہے۔ کیونکہ والدین کو اللہ تعالیٰ نے مظہرِ ربوبیت بنایا ہے۔ اس عمل خیر کا ثواب تمہیں بھی اتنا ہی ملے گا جتنا دے رہو ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ یہ تمہارا ایثار ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ میں تو اپنی ساری عمر کی تمام عبادات و طاعات نافلہ اور اعمال خیر اپنے والدین کی روح پر بخش دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اب بھی حق ادا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت واسعہ سے قبول فرمالیں۔ اپنی عبادات نافلہ کا ثواب احیا و اموات دونوں کو منتقل کیا جا سکتا ہے۔

عبادات اور رمضان کا حاصل:

اس ماہِ مبارک میں لیلۃالقدر ہے، لیلۃالقدر کیا چیز ہے؟ کلام پاک میں ہے کہ تم کیا جانو لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے۔ کہاں پاؤ گے ہزار مہینے جہاں خیر ہو، اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر انعام ہے اور انہی کے خزانہ لا متناہی میں اس خیر کا سرمایہ ہے۔ رمضان شریف کے مہینے میں ہر دن تو شب قدر کے انتظار ہی میں ہے۔

ہر شب، شب قدر است گر قدر بدانی:

اس انتظار اور اس کے اہتمام میں وہی ثواب ہر روز ملے گا جو شب قدر میں ہے۔ اگر شب قدر ۲۷ رمضان کو ہے تو جو روزہ پہلے رکھا وہ سب قدر ہی کی جانب تو ایک قدم ہے، اسی طرح دوسرا روزہ رکھا، تیسرا روزہ رکھا تو یہ سارے شب قدر سے قریب ہونے کا ذریعہ ہیں یا نہیں؟! جس طرح مسجد میں جانے پر ہر قدم پر ثواب ملے گا بشرطیکہ ہم اس کے حریص ہوں۔ اب ہم لوگوں کی ایک ایک رات شب قدر ہے اور اس کی قدر کرنی چاہیے۔

شب قدر کے متعلق یہ بات بھی ہے کہ اس کا وقت غروبِ آفتاب سے طلوعِ فجر تک رہتا ہے۔ اس لیے اس کا ضرور اہتمام رکھنا چاہیے۔ جس قدر ممکن ہو نوافل و تسبیحات اور دعاؤں میں کچھ اضافہ ہی کر دینا چاہیے۔ ساری رات جاگنے کی بھی ضرورت نہیں جس قدر تحمل ہو بہت ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو یہ ایک ذریعہ ہے، اپنے بندوں کو اپنا بنانے کا۔ اب ہم لوگ بھی اس محبت کا حق ادا کریں اور یہ امید رکھیں کہ ان شاءاللہ تعالیٰ ہمارا تعلق اللہ میاں سے قوی ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک کا استقبال اور ہماری ذمہ داری

مفتی محمد صادق قاسمیؔ

بہت جلد نیکیوں کا موسمِ بہار ماہِ رمضان المبارک ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور عنایتوں والا مہینہ جلوہ گر ہونے والا ہے، عبادت اور اطاعت کا نورانی ماحول چھانے والا ہے، رمضان المبارک مہمان بن کر آتا ہے اور اس کا اکرام کرنے والے اور قدر دانی کرنے والے کو انعامات الٰہی سے نواز کر جاتا ہے، اسی لیے اس مہینہ کی آمد کا انتظار ہر مسلمان کو رہتا ہے، اور جس کی آمد سے ہر ایک کو بے پناہ خوشی و مسرت ہوتی ہے اور ممکن بھر اس کی قدر دانی کی فکر لاحق ہوتی ہے اس مہینہ کا انتظار خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رہتا اور آپ رجب کے مہینہ سے اپنی دعاؤں میں اس کا اضافہ فرماتے کہ:

اللھم بارك لنا فی رجب و شعبان وبلغنا رمضان۔(مسند احمد)

''اے اللہ! ہمارے لیے رجب و شعبان میں برکت عطا فرمایا اور رمضان کے مہینہ تک ہمیں پہنچا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی فرماتے تھے:

اللھم سلمنی لرمضان وسلم رمضان لی و سلمه لی متقبلا(الدعاء للطبرانی)

''اے اللہ! مجھے رمضان کے لیے اور رمضان کو میرے لیے صحیح سالم رکھیے اور رمضان کو میرے لیے سلامتی کے ساتھ قبولیت کا ذریعہ بنا دیجئے''۔

رمضان المبارک کے پیشِ نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ میں عبادتوں کا اہتمام دیگر مہینوں کے مقابلے میں زیادہ فرماتے اور رمضان المبارک کی تیاری کا عملی نمونہ پیش فرماتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کی عظمت اور اہمیت ہی کی بنیاد پر اس کی آمد سے پہلے شعبان کے آخری ایام میں حضرات صحابہ کرامؓ کو جمع فرما کر اس کی فضیلت بیان کیا اور اس کی خصوصیتوں کو بیان فرمایا، اور ایک عظیم الشان خطبہ دے کر اس کی اہمیت اور عظمت کو اجاگر کیا۔

خطبۂ نبوی:

حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں:

شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: ''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اس مہینے میں ایک رات ہے (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام (تراویح) کو غیر فرض (یعنی سنت) کیا، جو شخص اس مبارک مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت کرے گا تو اس کا ثواب دوسرے زمانے کی فرض نیکی کے برابر ملے گا اور اس مہینے میں فرض نیکی کا ثواب دوسرے زمانہ کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی و غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو یہ اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہو گا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اس کے کہ روزہ دا کے ثواب میں کمی کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان مہیا نہیں ہوتا تو (غریب لوگ اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی کا روزہ افطار کرا دے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مبارک مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے، اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔ جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا، اور اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں دو چیزیں ایسی ہیں جس کے ذریعہ تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو، اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے، اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو، اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی سے سیراب کرے اس کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے۔ (صحیح ابن خزیمہ، شعب الایمان للبیہقی)

خطبۂ نبوی کی جھلکیاں:

رمضان المبارک کی آمد سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ دیا اور اس کے ذریعہ آپؐ نے در حقیقت صحابہ کرامؓ کو استقبالِ رمضان کا حقیقی تصور پیش کیا اور رمضان المبارک کی نہ صرف اہمیت اور فضیلت بیان کی بلکہ حقیقی استقبال کی فکروں کو بیدار کیا اور رمضان المبارک کے لیے ہمہ تن رتیار رہنے اور اس کے لیے اپنے معمولات میں ان تمام چیزوں کو داخل کرنے کی تعلیم دی جس مقصد کے لیے رمضان آتا ہے، عبادت تو ایک

مسلمان سال بھر اپنی بساط بھر کرتا ہے لیکن رمضان المبارک چونکہ خالصتاً عبادتوں کا موسم اور نیکیوں کا سیزن ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عبادتوں کے اجر و ثواب میں اضافہ اور زیادتی کی جاتی ہے، نوافل کو فرض کا ثواب اور فرائض کا ثواب ستر درجہ بڑھادیا جاتا ہے اس کو بیان کیا اور ایمان والو کے ذہن و دل میں یہ بات بٹھادی کہ رمضان المبارک کے استقبال کے لیے اپنے آپ کو عبادت کے لیے فارغ کرنا اور طاعات میں سرگرداں ہو جانا ضروری ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استقبالِ رمضان کے موقع پر حضرات صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے، بدنی عبادتوں کے لیے تیار ہونے کے ساتھ ساتھ، ایثار و ہمدردی کے خوابیدہ جذبات کو بھی بیدار کرنا اور انسانوں کی خیر خواہی والی صفات سے بھی آراستہ ہونے کی آپ نے تلقین فرمائی، اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ بھی صحابہ کرامؓ کے استفسار پر طریقہ بھی بتادیا کہ اس عمل کو انجام دینے کے لیے کوئی لمبی چوڑی دعوت ضروری نہیں بلکہ ایک کھجور، لسی یا پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ لیکن مسلمان کو اس راہ بھی نیکیاں کمانے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے آمادہ ہونا ضروری ہے، تبھی جاکر وہ رمضان المبارک کی حقیقی قدردانی کرنے والا شمار ہوگا، روزہ انسان کی اس سلسلہ میں بہترین تربیت کرتا ہے اور حقیقی روزہ دار ایثار و ہمدردی سے مزین ہوگا اور اسے سارے انسانوں کے تئیں ہمدردی پیدا ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ صبر کی تربیت کا ہے کیوں کہ اس میں روزہ کی شکل مسلمان لمبے وقت کے لیے اپنے تقاضوں اور خواہشات کو قربان کرتا ہے اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے حلال و جائز چیزوں کو بھی ترک کردیتا ہے اس کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برداشت و تحمل کے مزاج کو حاصل کرنے کی تعلیم دی کہ جس کے بغیر اس عظیم عبادت کی انجام دہی دشوار ہو جاتی ہے۔ اس خطبہ کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اہم چیز کی طرف توجہ دلائی اور رمضان المبارک میں اس کے حصول کو ضروری قرار دیا اور یہ سکھایا کہ رمضان المبارک کے بابرکت اوقات کو اور قیمتی لمحات کو ان چیزوں کی طلب اور دعا میں میں گذارنا چاہیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ماہِ مبارک میں دو چیزیں ایسی ہیں کہ اس کی ضرورت سے کوئی بندہ مستغنی نہیں، ہر ایک اس کا حاجت مند اور طلبگار ہے ان میں سے ایک جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ کی دعائیں اور التجائیں ہیں ، رمضان کے مبارک ماحول میں اس فکر میں رہنا ضروری ہے کہ کسی طرح رمضان انسان کو جنت تک پہنچادے اور جہنم سے محفوظ کردے، اس کو خداوندِ قدوس سے مانگنا اور حاصل کرنا ہے، اگر یہ مبارک مہینہ میں بھی انسان کے لیے جنت کا فیصلہ نہ ہو جائے اور جہنم سے نجات کا اعلان نہ ہو جائے تو بلاشبہ سب سے بڑا شقی القسمت اور بدنصیب ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہو سلم نے اس مہینہ کو انسانوں کی مغفرت کا مہینہ قرار دیا اور اس انسان کو بدنصیب فرمایا وہ رمضان تو پائے اور اپنی مغفرت نہ کروالے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آنے سے پہلے اس اہم ترین سعادت کے حصول کے لیے تیار ہو جانے کی ترغیب دلائی۔ اور اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مبارک لیل ونہار کو فضول گپ شب، لایعنی مشاغل، تضیع اوقات کے بجائے کارآمد بنانے کا نسخہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس مہینہ کو کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت کرنی چاہیے اور اپنی زبان کو غیر ضروری باتوں سے بچاتے ہوئے ذکر اللہ کی کثرت میں تر رکھنے کا حکم دیا۔ اس خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی حقیقت بھی بیان کردی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی تقسیم کے انداز سے بھی آگاہ کردیا کہ اس مہینہ کا پہلا عشرہ رحمتوں کا ہے انسان کو رحمت الٰہی کے حصول میں منہمک رہنا چاہیے دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے اس میں مغفرت اور بخشش کی دعاؤں کا التزام رکھنا چاہیے اس کا اس کا آخری عشرہ جہنم کی آگ سے خلاصی اور چھٹکارہ پانے کا ہے لہٰذا ان چیزوں کو پیشِ نظر رکھ کر عبادتوں کی تیاری کرنے اور اپنے ذہن و دل کو تیار کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہایت بلیغ اور عظیم خطاب فرماکر صحابہ کرام کو اس جانب سے متوجہ کیا۔

استقبالِ رمضان اور اعمال کی فکر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھی بعض خطبات آمدِ رمضان سے قبل دیئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف انداز میں میں رمضان المبارک کی عظمت کو بیان کیا اور اس کی قدردانی کی بھرپور رغبت دلائی۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> ''تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آرہا ہے پس تم اس کے لیے تیاری کرو اور اپنی نیتوں کو صحیح کرو اور اس کا احترام اور تعظیم کرو، اس لیے کہ اس مہینہ کا احترام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت عظیم احترام والی چیزوں میں سے ہے، لہٰذا اس کی بے حرمتی مت کرو، اس لیے کہ اس مہینہ میں نیکیوں اور برائیوں دونوں (جزا و سزا) کی میں اضافہ کردیا جاتا ہے''۔ (کنزالعمال)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں احترام رمضان کی شدید ضرورت کو بیان کیا، ہمارے ذہنوں میں یہ بات تو ہے کہ اس میں نیکیوں کا اجر وثواب بڑھادیا جاتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس عظیم مہینہ میں اگر نافرمانی کی جائے اور شریعت کی تعلیمات کی مخالفت کی جائے تو سزا میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو اپنے اعمال کی فکر میں رہنے اور بے احترامی والے کاموں سے احتراز کرنے کی تاکید کی۔

اہتمام رمضان اور اکابرین:

رمضان المبارک کا استقبال اور اس کی آمد سے قبل اس کی حقیقی تیاریوں کا اہتمام بزرگانِ دین میں خاص طور پر پایا جاتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس انداز میں صحابہ کرامؓ کے ذوق اور جذبات کو پروان چڑھایا اس کے اثرات امت میں پے درپے منتقل ہوتے گئے

اور امت کے صلحا اور اتقیا نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس کی مبارک مہینہ کی قدر دانی کر کے ایک عملی نمونہ انسانوں کو دیا، آمدِ رمضان سے پہلے ہی وہ اپنی ذمہ داریوں کا جائزہ لے کر اپنے اوقات کو فارغ کر لیتے تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت عبادات میں گذرے اور پورے شوق وانہماک کے سا تھ اعمال کو انجام دیا جاسکے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوریؒ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن و رات تلاوت ہی کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی ذرا گوارا نہ تھی، بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر سادی چائے کے ایک دو فنجان نوش فرمائیں اتنی دیر حاضر خدمت ہو جایا کریں''۔ (فضائلِ رمضان:۷)

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے بارے میں نقل فرماتے ہیں کہ:

''رمضان المبارک میں مولانا کی خاص حالت ہوتی تھی، اور دن رات عبادتِ خداوندی کے سوا کوئی کام ہی نہ ہوتا، دن کو لیٹتے اور آرام فرماتے لیکن رات کا اکثر حصہ بلکہ تمام رات قرآن مجید سننے میں گزار دیتے''۔ (اکابر کا رمضان:۳۱)

ماضی قریب کے اکثر بزگانِ دین اور اکابرین کی رمضان المبارک میں یہی کیفیت ہوتی وہ مکمل خود کو فارغ کر لیتے اور دل وجان سے عبادات و طاعات میں مشغول ہو جاتے۔ اس طرح ان حضرات نے رمضان المبارک کی قدر کی اور نیکیوں سے دامن کو بھرا اور انعامات الٰہی کے حق دار بن کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

استقبالِ رمضان اور نظام الاوقات:

استقبالِ رمضان صرف یہی نہیں ہے کہ چند جلسے سن لیے اور کچھ بیانات میں شرکت ہو گئی بلکہ رمضان المبارک کا حقیقی استقبال یہ ہے کہ اس آنے والے مبارک مہینہ کے لیے اپنے روز کے نظام العمل میں کچھ تبدیلی لائیں، مصروفیات اور مشغولیات سے وقت کو فارغ کرنے کا نظم بنائے، کیوں کہ دنیا میں کوئی کام بغیر نظام العمل کے بحسن وخوبی پائے تکمیل کو نہیں پہنچتا تو عبادات کا نظام بغیر نظم وضبط کے کیسے قابو میں آسکتا ہے؟ اس لیے اس کے واسطے ہر مسلمان کو رمضان المبارک کی آمد سے قبل ہی اپنے معمولات کا ایک جائزہ لینا ضروری ہے، اور لایعنی وفضول کاموں سے اجتناب کرتے ہوئے رمضان لمبارک کا نظام لعمل ترتیب دینا چاہیے تاکہ سلیقہ وسہولت کے ساتھ وقت کی رعایت و پابندی کے ساتھ رمضان المبارک کو گذارا جائے اور عبادتیں انجام دی جائیں۔

اس طرح اگر رمضان لمبارک کا استقبال ہو تو پھر واقعی ہر مومن نیکیوں کو سمیٹنے اور اعمال کو انجام دینے میں اس قدر مصروف ہوگا کہ اسے بے کار اور لایعنی امور میں پڑنے اور وقت کو غیر ضروری چیزوں ضائع کرنے موقع ہی نہیں ملے گا۔

ہماری ذمہ داری:

رمضان لمبارک کی قدر ومنزلت اور اس کے استقبال سے متعلق یہ چند باتیں ذکر کی گئیں، اصل یہ ہے کہ ہمیں اس بارے میں فکر مند ہونا چاہیے کہ آج کل جس طرح ہم رواجی انداز میں رمضان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اس کی آمد پر مسرت کا اظہار کرتے ہیں لیکن رمضان کے چند دن گذرنے بھی نہیں پاتے کہ بے احترامی اور ناقدری کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے، ابتدا میں مسجدیں مصلیوں سے بھریں ہوئی نظر آتی ہیں بلکہ بعض اوقات تنگ دامنی کا شکوہ کرتی ہیں مگر جوں ہی کچھ دن گذرنے نہ پاتے ہیں کہ تعداد میں کمی اور شوق و ذوق میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے یہ اس وجہ ہے کہ ہم نے رمضان کی حقیقی قدر نہیں جانی اور جس انداز میں اس میں عبادتوں کو انجام دینا تھا اس سے ہم غافل رہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے گی کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔ (فضائل الاوقات للبیہقی:۴۱)

اس لیے رسمی اور رواجی مزاج کو ختم کرتے ہوئے ایک نئے انداز میں اور مکمل شوق واحترام کے ساتھ رمضان المبارک کا استقبال کرنے کی ضرورت ہے کہ جو رمضان کے ختم ہونے تک کمزور نہ ہونے پائے، اس کے لیے مکمل لائحہ عمل بنانے کی ضرورت ہے کہ: عبادت کا اہتمام کیا جائے، فرائض کے ساتھ نمازِ تراویح مکمل ادا کی جائے، سنتوں اور نوافل کا التزام ہو۔ تلاوتِ قرآن کریم کا پورے اہتمام سے معمول بنایا جائے۔ تسبیحات وذکر کو بھی نظام العمل میں داخل کیا جائے۔ رمضان میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، پورے خلوص کے ساتھ دعاؤں کا معمول بنایا جائے۔ جھوٹ، غیبت، چغل خوری وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔ گناہوں سے بچنے کا اور نافرمانی والے کام انجام دینے سے بچا جائے۔ استغفار کی کثرت ہو۔ اوقات کو ضائع ہونے اور لایعنی کاموں میں لگنے حفاظت کی جائے۔ حسبِ حیثیت صدقہ وغیرہ کا اہتمام کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کو جان کر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ دینی کتابوں کا مطالعہ اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے وغیرہ وغیرہ۔ (ماہِ رمضان کے فضائل واحکام:۴۷)

ان چیزوں اور اس کے علاوہ دیگر اور بھی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں کے جذبات کے ساتھ رمضان المبارک کا استقبال کیا جائے تو ان شاء اللہ رمضان کی خیر وبرکات اور اس کی سعادتوں سے ہر ایمان والے بہرہ ور ہوگا، اور رمضان مسلمانوں کی زندگیوں کو سدھارنے کا ذریعہ بنے گا، ورنہ تو اللہ کے جو بندے اس کی قدر کرتے ہوئے گذارتے ہیں وہ رحمت الٰہی سے اپنے دامن کو بھر لیتے ہیں اور ان کی زندگیاں انقلاب کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک میں کرنے کے کام

عدیل عثمان

رمضان کا مبارک مہینہ ان عظیم نعمتوں میں سے ایک انتہائی عظیم نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو عطا فرمائی۔ اس ماہ میں ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی نعمت عطا کی گئی۔ اس ماہ میں ہمیں قرآن مجید دیا گیا گیا جو ہدایت ہے، فرقان ہے، رحمت ہے، نور ہے، شفا ہے۔ اس ماہ میں بدر کا وہ یوم الفرقان امت کو نصیب ہوا، جس دن اس کے لیے اور انسانیت کے لیے زندگی مقدر کر دی گئی، جن کو ہلاک ہونا تھا وہ روشن دلیل کے ساتھ ہلاک ہوئے اور جن کو زندہ رہنا تھا وہ روشن دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔ اسی ماہ میں وہ دن بھی ہے جو یوم الفتح کے نام سے جانا گیا۔ امت کی زندگی اور سربلندی کا راز دعوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جہاد میں پوشیدہ ہے۔ کہیں انسانوں کا دل جیتنے کے لیے جدوجہد تو کہیں اسلام دشمنوں کے لیے تلوار بے نیام سے قتال...اور اس جہاد کے ساتھ ساتھ کامیابی کے لیے اپنے نفس سے جہاد، تاکہ تقویٰ حاصل ہو۔

انفرادی تقویٰ بھی، اور اجتماعی تقویٰ بھی۔ خلوتوں میں نالۂ نیم شبی، آہِ سحر گاہی اور اشکوں سے وضو بھی، اور جلوتوں میں، پبلک لائف میں، صداقت، دیانت، امانت، عدالت، شجاعت، اخوت اور حقوق انسانی کا احترام بھی۔ رمضان علم و عمل کا وہ راستہ ہے جس کے ذریعے یہ سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ رمضان کا مبارک مہینہ بس چند روز میں ہمارے اوپر سایہ فگن ہونے کو ہے، اور اس کی رحمتوں کی بارش ہماری زندگیوں کو سیراب کرنے کے لیے برسے گی۔ اس مہینے کی عظمت و برکت کا کیا ٹھکانا جسے خود نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وسلم نے ''شہر عظیم اور شہر مبارک'' کہا ہو! نہ ہم اس ماہ کی عظمت کی بلندیوں کا تصور کر سکتے ہیں، نہ ہماری زبان اس کی ساری برکتیں بیان کر سکتی ہے۔

بشارت دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جو رمضان المبارک میں روزے رکھے اس کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور اس شخص کو جو راتوں میں نماز کے لیے کھڑا رہے کہ اس کے بھی اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور وہ جو شب قدر میں قیام کرے، اس کے بھی۔ بس شرط یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی باتوں اور وعدوں کو سچا جانے، اپنے عہد بندگی کو وفاداری بشرط استواری کے ساتھ نبھائے، اور خود آگہی وخود احتسابی سے غافل نہ ہو۔ (بخاری: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

اس مہینہ کی برکت اور عظمت بلاشبہ عظیم ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں اس میں برسنے والی رحمتیں اور برکتیں ہر اس فرد کے حصہ میں آجائیں گی جو اس کو پالے گا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ بارش کا برسنا، بارش برستی ہے تو پوری زمین پر برابر پڑتی ہے، مختلف ندی نالے اور تالاب اس سے اپنی وسعت کے مطابق فیض اٹھاتے ہیں۔ زمین کے مختلف ٹکڑے بھی اپنی استعداد کے مطابق ہی فصل دیتے ہیں۔ بارش تو سب پر یکساں ہی برستی ہیں لیکن جتنا پانی ایک چھوٹے سے گڑھے کے حصے میں آتا ہے اس سے کہیں زیادہ پانی سے ایک تالاب بھر جاتا ہے۔ بارش تو چٹانوں پر بھی ایسی ہی برستی ہے جیسی کہ نرم زمینوں پر مگر چٹانوں سے پانی بہہ جاتا اور وہ اس سے کچھ نفع حاصل نہیں کر پاتیں، جبکہ وہی بارش جب کہیں کسی اور زمین پر برستی ہے تو وہ زمین اس کے لیے اپنا سینہ چاک کر دیتی ہے اور لہلہانے لگتی ہے۔

یہی حال انسانوں کی فطرت اور ان کے نصیب کا بھی ہے۔ رمضان کریم سے ہمیں کیا ملے گا؟ اگر آپ کے دل زمین کی طرح نرم اور آنکھیں نم ہوں گی، آپ ایمان کا بیج اپنے اندر ڈالیں گے اور اپنی صلاحیت واستعداد کی حفاظت کریں گے، تو بیج پودا بنے گا اور پودا درخت۔ درخت اعمال صالحہ کے پھل پھول اور پتیوں سے لہلہا اٹھیں گے۔ کسان کی طرح، آپ محنت اور عمل کریں گے تو آپ کی جنت کی کھیتی تیار ہو گی، جتنی محنت ہو گی اتنی ہی اچھی فصل تیار ہو گی۔ دل پتھر کی طرح سخت ہوں گے اور آپ غافل سوتے پڑے رہ جائیں گے تو روزوں، تراویح اور رحمت وبرکت کا سارا پانی بہہ جائے گا اور آپ کے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا۔ توفیق الٰہی کے بغیر یقیناً کچھ ممکن نہیں لیکن یہ توفیق بھی تب ہی ملتی ہے جب آپ اس کے لیے کچھ کوشش اور محنت دکھائیں۔

اللہ کریم تو کہتے ہیں تم میری طرف ایک بالشت آو میں تمہاری جانب دس قدم آؤں گا۔ تم میری طرف چلنا شروع کرو میں تمہاری طرف بھاگتا ہوا آؤں گا (مسلم: ابوذر رضی اللہ عنہ)۔ لیکن آپ کھڑے رہیں، پیٹھ پھیر کر، غافل اور لاپرواہ، تو بتائیں کہ توفیق الٰہی آپ کے پاس کیسے آئے؟؟؟ کہیں ایسا نہ ہو رحمتیں برستی رہیں، برکتیں لنڈھائی جاتی رہیں اور آپ اتنے بدنصیب ہوں کہ آپ کی جھولی خالی رہ جائے۔ کچھ کرنے اور رحمتیں لوٹنے کے لیے کمر کس لیجیے مگر اس سے ذرا پہلے اس تنبیہ کو ذھن نشین کر لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''کتنے روزہ دار ہیں جن کو روزوں سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا اور کتنے راتوں کو نماز پڑھنے والے ہیں جن کو اپنی نمازوں سے رتجگے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا''۔ (الدارمی: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

سارا انحصار آپ پر ہے! نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے پہلے اپنے رفقاء کو مخاطب کر کے رمضان کی برکت وعظمت سے آگاہ کرتے اور اس سے رحمتیں حاصل کرنے کی کوشش اور تلقین بھی فرماتے۔ آج سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں میرا مقصد بھی یہی ہے کہ رمضان کی تیاری کے حوالے سے گفتگو کی جائے۔ رمضان کا مہینہ اس لیے مبارک نہیں ہے کہ اس میں روزے رکھے جاتے ہیں تلاوت قرآن کی جاتی ہے بلکہ بات یوں ہے کہ اس ماہ کا انتخاب کیا گیا روزوں اور تلاوت قرآن کے لیے کیونکہ یہی وہ ماہ ہے جس میں نزول قرآن کا عظیم الشان اور منفرد و بے مثال واقعہ پیش آیا۔ یہ جلیل القدر واقعہ

اس بات کا متقاضی ہوا کہ اس کے دنوں کو روزوں کے لیے اور راتوں کو قیام و تلاوت کے لیے مخصوص کیا جائے۔اللہ تعالیٰ خود اس بات کو یوں آشکارا فرماتے ہیں: رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو سارے انسانوں کے لیے سر تا سر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔لہٰذا جو شخص اس مہینے کو پائے لازم ہے کہ وہ اس میں روزے رکھے۔ (البقرہ:۱۸۵)

آپ کیا کریں؟؟ پہلی چیز صحیح نیت اور پکا ارادہ ہے۔نیت شعور و احساس پیدا کرتی ہے اور اس کو متحرک کرتی ہے۔ شعور بیدار ہو تو ارادہ پیدا ہوتا ہے اور ارادہ، محنت اور کوشش کی صورت میں ظہور کرتا ہے۔رمضان کے استقبال کے لیے آپ کو چاہیئے کہ رمضان کے مقام، اس کے پیغام، اس کے مقصد اور اس کی عظمت و برکت کے احساس کو دوبارہ تازہ کریں۔اس بات کی نیت کریں کہ اس مہینے میں آپ جن معمولات اور عبادات کا اہتمام کریں گے ان سے آپ اپنے اندر وہ تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو روزے کا حاصل ہے اور جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے دین کے تقاضوں اور قرآن مجید کے مشن کو پورا کرنے کے قابل بنا سکے۔

پہلی چیز:

آپ رمضان المبارک کے آغاز سے پہلے آخری دن میں یا آغاز ہونے کے فوراً بعد پہلی ہی رات میں، دو گھڑیاں تنہا بیٹھ جائیں۔اللہ تعالیٰ کے حضور خود کو حاضر جانیں۔اللہ کی حمد بیان کریں، رسوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، اپنے گناہوں کا استغفار کریں۔اس کے بعد آنے والے مہینے کے لیے اک لائحہ عمل طے کیجیے۔اک خاکہ سے کھینچ لیں ذھن میں کہ آپ کیسے اس ماہ کو گزاریں گے۔کن عبادات کو کن اوقات میں ادا کریں گے۔ان تمام باتوں کو پھر سے سوچیں جو آپ رمضان کی عظمت کے بارے جانتے ہیں۔اس کے بعد پورے ماہ کے لیے کوشش اور محنت کی نیت باندھیں اور اللہ کریم سے توفیق طلب کریں اور دعا کریں کہ اللہ رب رحیم آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو اپنی راہ پر چلائے۔

دوسری چیز:

قرآن مجید کی تلاوت و سماعت اور علم و فہم کے حصول کا اہتمام ہے۔رمضان المبارک کا مہینہ اپنی مخصوص عبادات یعنی روزے اور قیام الیل کو قرآن مجید پر مرکوز رکھتا ہے۔اس مہینے کا اصل حاصل ہی قرآن سننا اور پڑھنا، قرآن سیکھنا اور اس پر عمل کی استعداد پیدا کرنا ہے۔اس لیے آپ کو سب سے زیادہ اہتمام جس چیز کا کرنا ہو گا وہ ہے قرآن مجید سے تعلق۔نماز تراویح کی پابندی سے اتنا تو ضرور حاصل ہوتا ہے کہ پورے کا پورا قرآن آپ ایک دفعہ سن لیتے ہیں۔عربی نہیں جانتے اس لیے اس بات کا اہتمام کریں کہ رات جو پڑھا جائے اس کا ترجمہ گھر میں ضرور دیکھیں اور اس کو خود میں جذب کرنے کی کوشش کریں۔اس کے ساتھ اپنی روح اور دل کے تعلق کو گہرا کریں اور پروان چڑھائیں۔قرآن اپنے سننے اور پڑھنے والوں کے متعلق کہتا ہے کہ جب اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو سننے والے اور پڑھنے والوں کے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور نرم ہو جاتے ہیں۔ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں، ان پر گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ان کا ایمان بڑھتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا ہے کہ جب قرآن پڑھو تو روا گر رو نہ سکو تو رونے کی کوشش کرو، اس لیے کہ قرآن حزن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔آج شب ہی اک تجربہ کر دیکھیں قرآن کی چھوٹی سورہ القارعہ کو ترجمہ کے ساتھ دل میں اتارنے کی کوشش کریں۔اس کے معانی و مفاہیم پر نظر کریں اور دیکھیں آپ کے دل کا کیا حال ہوتا ہے۔مگر شرط صرف یہی ہے کہ اس میں ڈوب کر پڑھیں۔جب تلاوت کریں دل اور دماغ بھی زبان کے ساتھ ہوں۔

تیسری چیز:

اللہ کی نافرمانی اور معصیت سے بچنے کی خصوصی کوشش کرنا۔روزے کا مقصد تقویٰ پیدا کرنا ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ تقویٰ کی افزائش کا موسم بہار ہے۔اس لیے اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کو خصوصی کوشش کرنی چاہیئے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ عام دنوں میں کوشش نہ کی جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ رمضان میں قرآن مجید سے خصوصی تعلق، صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دن بھر بھوکا پیاسا رہنے اور اس کے بعد راتوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور اس کا کلام سننے سے ایک خاص ماحول بنتا ہے اور ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔اس ماحول اور کیفیت میں یہ جذبہ زیادہ گہرا اور قوی ہو سکتا ہے کہ آپ ہر اس چیز سے بچیں جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہو۔اچھی طرح جان لیجیے کہ روزہ صرف پیٹ کا روزہ نہیں ہے۔آنکھ کا بھی روزہ ہے، کان کا بھی روزہ ہے، زبان کا بھی روزہ ہے، ہاتھ پاؤں کا بھی روزہ ہے۔وہ روزہ یہ ہے: آنکھ وہ نہ دیکھے، کان وہ نہ سنے، زبان وہ نہ بولے، ہاتھ پاؤں وہ کام نہ کریں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور جن سے منع کیا گیا ہے۔اپنی خرابیوں کو ایک ایک کر کے دور کرنے کی کوشش کی جیئے اس رمضان میں عہد باندھیے کہ اپنی زبان کی حفاظت کریں گے، فضول گوئی سے پرہیز، غیبت سے دوری اور چلا کر بات کرنے سے بچیں گے۔

چوتھی چیز:

ہر طرح کی نیکیوں کی خصوصی جستجو کریں ہر لمحے، ہر قسم کی نیکی کی طلب اور جستجو تو مومن کی فطرت کا جز ہونا چاہیے، لیکن رمضان کے مہینے میں اس معاملے میں بھی خصوصی توجہ اور کوشش ضروری ہے۔اس لیے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں آپ جس نیکی سے بھی اللہ کا قرب تلاش کریں گے اس کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے (بیہقی: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ) اس سے بڑی خوش خبری اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ جستجو مراسم عبادت کے دائرے

میں میں بھی کریں، مثلاً تکبیر تحریمہ کاالتزام، نفل نمازوں کا اہتمام۔ یہ جستجو انسانی تعلقات کے دائرے میں بھی کریں۔ اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے، اس کو ایذا نہ پہنچانا بھی صدقہ ہے، اس کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔ اس رمضان میں آپ چند ایک نیکیوں کو مخصوص کر لیں کہ ان پر آپ خصوصی توجہ دیں گے جیسے ہر کسی کو سلام کرنا، مسکرا کر ملنا، نرم لفظوں میں بات کرنا وغیرہ۔

پانچویں چیز:

قیام الیل ہے۔ رات کا قیام اور تلاوت قرآن اپنا احتساب اور استغفار، تقویٰ کے حصول کے لیے بہت ضروری ہے اور انتہائی کارگر نسخہ ہے۔ یہ متقین کی صفت اور علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ متقین وہ ہیں جو رات کو کم سوتے ہیں اور سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں۔ (الذاریات)

چھٹی چیز:

ذکر اور دعا کا اہتمام ہے۔ ذکر اور دعا کا اہتمام پوری زندگی میں ہر وقت ضروری ہے۔ ذکر کیا ہے؟ ذکر ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے ذکر ہے، خواہ دل سے ہو، زبان سے ہو یا اعضاو جوارح سے۔ روزہ بھی ان معنوں میں ذکر ہے بھوک پیاس بھی ذکر ہے، اور تلاوت قرآن، خصوصاً نماز میں تو ہے ہی ذکر کی بڑی اعلیٰ وارفع صورت۔ لیکن رمضان المبارک میں زبان سے ذکر، یعنی کلمات ذکر کا ورد اور دعا کا اہتمام بہت ضروری اور نافع ہے۔ ذکر کی ایک صورت دعا ہے۔ دعا کی بنیاد یہ ایمان ہے کہ سب کچھ اللہ سے ہی مل سکتا ہے اور سارے اختیارات اور خزانوں کا وہی مالک ہے۔ دعا سراپا محتاج اور فقیر ہونے کا اقرار ہے۔ رمضان میں عام اوقات کے علاوہ مخصوص اوقات بھی ہیں دعا کی قبولیت کے۔ اس ضمن میں کوشش کریں کہ پہلے عشرے میں رحمت کی طلب کثرت سے کریں۔ دوسرے عشرے میں مغفرت کی اور تیسرے عشرے میں نار جہنم سے رہائی کی۔ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عشروں کی یہ برکات بیان فرمائی ہیں۔ (بیہقی: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ) مختلف اوقات اور حالات کی دعاؤں اور جامع مسنون دعاؤں میں سے بھی ہر رمضان میں چند دعائیں یاد کر لیا کریں۔

ساتویں چیز:

شب قدر اور اعتکاف کا اہتمام کرنا۔ شب قدر وہ مبارک رات ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ یہ رات اپنی قدر و قیمت کے لحاظ سے، اس کام کے لحاظ سے جو اس رات میں انجام پایا، ان خزانوں کے لحاظ سے جو اس رات میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ہزاروں مہینوں اور ہزاروں سالوں سے بہتر ہے۔ جو اس رات قیام کرے اس کو سارے گناہوں کی مغفرت کی بشارت سی گئی ہے۔ یہ رات کون سی رات ہے؟ یہ ہمیں یقینی طور پر نہیں بتایا گیا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری عشرے کی کوئی طاق رات ہے، یعنی اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا انتیسویں۔ بعض احادیث میں کہا گیا ہے کہ یہ آخری عشرے کی کوئی ایک رات یا رمضان المبارک کی کوئی بھی رات ہے۔ اس کو پوشیدہ رکھنے کا راز یہ ہے کہ آپ اس کی جستجو اور تلاش میں سرگرداں رہیں، محنت کریں، اپنی آتش شوق کو جلتا رکھیں۔ آخری عشرے کی ہر طاق رات میں اسے تلاش کریں۔ اس سے زیادہ ہمت ہو تو اس پورے عشرے کی ہر رات میں اور اگر اس سے بھی زیادہ ہمت رکھتے ہیں تو رمضان کی ہر رات میں تلاش کریں۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے وہ یہ کہ بندہ اس کو خوش کرنے کے لیے اور اس کی رحمت اور انعامات کی طلب میں ہر وقت ہمہ تن جستجو بنا رہے، مسلسل کوشش میں لگا رہے۔ کام سے زیادہ، ارادہ اور مسلسل کوشش ہے جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔ اگر ہمت و حوصلہ ہو تو پھر آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کریں۔ دس دن ممکن نہ ہو تو کم مدت کا ہی سہی لیکن کوشش ضرور کریں اعتکاف کی۔ اعتکاف، قلب و روح، مزاج انداز اور فکر و عمل کو للّٰہیت کے رنگ میں رنگنے اور ربانیت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس طرح شب قدر کی جستجو کا کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اعتکاف ہر کسی کے لیے تو ممکن نہیں لیکن اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اس کو فرض کفایا کہا گیا ہے، نبی کریمؐ نے ہمیشہ اعتکاف کیا ہے اور اس کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کس لیتے، راتوں کو جاگتے، اپنے گھر والوں کو جگاتے اور اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور عشرے میں نہ کرتے۔ (بخاری و مسلم)

آٹھویں چیز:

انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کریم کی راہ میں فیاضی سے خرچ کرنا۔ نماز کے بعد سب سے بڑی عبادت اللہ کی راہ میں خرچ ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے وہ سب خرچ کرنا۔ وقت بھی اور جان و مال بھی۔ لیکن رمضان میں سب سے بڑھ کر مال خرچنا ہے اس لیے کہ مال دنیا کی محبوب شے ہے اور یہی دین اور آپ کے درمیان اکثر آڑے آتا ہے۔ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں سے زیادہ فیاض اور سخی تھے۔ لیکن جب رمضان المبارک آتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات جبرائیلؑ سے ہوتی تو پھر آپ کی سخاوت اور داد و دہش کی کوئی انتہا نہ رہتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فیاضی میں بارش لانے والی ہوا کی مانند ہو جایا کرتے تھے (بخاری و مسلم: ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔ قیدیوں کو رہا کرتے اور مانگنے والے کو کچھ نہ کچھ عطا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆

عُجب وخود پسندی... باطن کی دو انتہائی مضر بیماریاں

مولانا عاصم عمر دامت برکاتہم العالیہ، امیر جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قد افلح من زکاھا وقد خاب من دساھا

وقال سبحانہ وتعالیٰ: ان النفس لامارۃ بالسوٓء الا ما رحم ربی۔

وقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ عَدُوُّكَ الَّذِي إِذَا قَتَلَكَ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ، وَإِذَا قَتَلْتَهُ كَانَ لَكَ نُورًا، أَعْدَى عَدُوٍّ لَكَ نَفْسُكَ الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْكَ

اللہ تعالیٰ نے مجاہد ساتھیوں پر انتہائی فضل و کرم فرمایا کہ ان کو اپنے دین پر مر مٹنے اور جان و مال قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ فتنوں کے اس دور میں دنیا کی تنگیوں سے نکال کر اللہ کی وسیع جنتوں کی جانب سبقت لے جانے کی رہنمائی فرمائی۔ تمام تعریفیں اسی ذاتِ باری کے لیے ہیں۔

لیکن میرے پیارے بھائیو! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جہاد وہ مبارک عمل ہے جس سے ابلیس کی کمر ٹوٹتی ہے، کیونکہ جہاد ابلیس کے لگائے اس شجرِ خبیثہ کی شاخوں کے بجائے اس کی جڑ ہی کاٹ ڈالتا ہے۔ اس مبارک عمل کے ذریعہ نظامِ کفر کے اس شجرِ خبیثہ کا خاتمہ کیا جاتا ہے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی شریعت کا شجرِ طیبہ لگایا جاتا ہے۔ تاکہ اللہ کے بندے اس کے سائے میں، بے خوف ہو کر زندگی کے ہر شعبے میں صرف ایک اللہ کی عبادت کر سکیں۔

چنانچہ انسانیت کا دشمن ابلیس یہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ کوئی مسلمان دنیا میں اس کے پھیلائے جالوں سے نکل کر جہاد جیسے عظیم راستے کا راہی بن جائے۔ وہ مسلمان کو جہاد سے روکنے کے لیے ہر طرح کی محنت کرتا ہے۔ جہاد سے پیچھے رکھنے کے لیے اس کے سامنے نت نئی تاویلیں، نئے نئے عذر اور عقلی دلائل کے انبار لگا دیتا ہے۔ اور پھر ان کو اپنے کارندوں کے ذریعہ اتنا عام کر دیتا ہے کہ لوگ اسی میں الجھ کر رہ جاتے ہیں۔

لیکن پھر بھی اگر کوئی مسلمان اللہ کے فضل سے جہاد میں نکل آئے تو یہ اس کے جہاد کو خراب کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

لیکن ابلیس سے بھی بڑا دشمن انسان کا نفس ہے جس کو یہ ہر وقت ساتھ لیے پھرتا ہے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَعْدَى عَدُوٍّ لَكَ نَفْسُكَ الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْكَ

''تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے پہلو میں ہے''۔

واقعی نفس بہت بڑا دشمن ہے۔ کیونکہ ابلیس کو انا خیر منہ یعنی میں آدم سے بہتر ہوں، کہلوانے والا اس کا یہ نفس ہی تو تھا۔

جس طرح میدانِ جنگ میں مجاہد اپنے ظاہری دشمن سے ہر وقت چوکنا رہتا ہے، یہ نفس ایسا دشمن ہے جس سے ہر وقت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ عَدُوُّكَ الَّذِي إِذَا قَتَلَكَ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ

تمہارا دشمن وہ نہیں جو تمہیں قتل کر دے تو اس کا یہ قتل کرنا تمہیں جنت میں پہنچا دے۔

وَإِذَا قَتَلْتَهُ كَانَ لَكَ نُورًا

اور اگر تم اس کو قتل کر دو تو یہ قتل کرنا تمہارے لیے قیامت میں نور بن جائے۔

أَعْدَى عَدُوٍّ لَكَ نَفْسُكَ الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْكَ

تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے پہلو میں ہے۔

اس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

قد افلح من زکاھا وقد خاب من دساھا

''واقعی وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اس نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعات کے ذریعہ پاکیزہ کر لیا، اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو گناہوں میں آلودہ کر لیا''۔

جبکہ اس کی طبیعت کو بیان کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

ان النفس لامارۃ بالسوٓء الا ما رحم ربی

''حقیقت یہ ہے کہ نفس برائیوں پر ابھارنے والا ہے البتہ جس پر میرا رب رحم فرما دے''۔

یہ نفس انسان پر کس طرح حملہ آور ہوتا ہے۔ عالم ہو یا عابد، مہاجر ہو یا مجاہد یہ ہر ایک پر اس کے مزاج و نفسیات کے اعتبار سے حملہ آور ہوتا ہے۔

اس کا آسان شکار غافل شخص ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر حرم میں عبادت کرتا عابد یا عین میدانِ جہاد میں جنگ کرتا مجاہد بھی غفلت کا شکار ہو جائے تو اس کا حملہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ

عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا احتساب کرے اور موت کے بعد کی تیاری کرتا رہے۔

وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ (المستدرك على الصحيحين للحاكم (۴/ ۲۸۰) [التعليق - من تلخيص الذهبي] — صحيح)

عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کا غلام بنا دے اور اس کے باوجود اللہ سے بڑی امیدیں لگائے رکھے۔

فُضَيْلَ بْنَ عِيَاضٍؒ اللہ تعالیٰ کے اس قول {وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ} کہ تم اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَا تَغْفُلُوا عَنْ أَنْفُسِكُمْ۔ محاسبة النفس لابن أبي الدنيا (ص: ۱۱۳)

یعنی اپنے نفس سے غافل نہ ہو جاؤ

مَنْ غَفَلَ عَنْ نَفْسِهِ فَقَدْ قَتَلَهَا

کیونکہ جو اپنے نفس سے غافل ہوا اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔

ابلیس کے بہکائے ہوئے کو اپنے بہک جانے کے احساس ہوتا ہے۔ لیکن نفس کا بہکایا ہوا آسانی سے اپنے بہک جانے کا احساس بھی نہی کر پاتا۔ چنانچہ ہر ساتھی کو اس کے حیلوں اور تدبیروں سے باخبر ہونا چاہئے جس طرح اپنے ظاہری دشمن کی تدبیروں سے سے باخبر رہتے ہیں۔

نفس کے حملوں میں سے بہت خفیہ اور خطرناک حملہ عجب یعنی خود پسندی کا حملہ ہے۔

عجب کے معنیٰ یہ ہیں کہ انسان دل ہی دل میں اپنے علم، اپنے تقویٰ، دولت و شہرت یا طاقت و ذہانت پر اس طرح خوش ہو کہ اس کو اپنا کمال سمجھے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب نہ کرے، خواہ یہ نعمت دنیاوی ہو یا دینی۔ اور اگر یہ خوش ہونا دل سے نکل کر اس کے کسی عمل میں ظاہر ہونے لگے تو یہ تکبر کہلاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ عجب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

العُجب أن ترى أن عندك شيئًا ليس عند غيرك

''عجب یہ ہے کہ آپ یہ سمجھیں کہ آپ ایسی نعمت کے مالک ہیں جو کسی اور کے پاس نہیں ہے''۔

حضرت محاسبیؒ نے فرمایا:

العُجب هو حمد النفس على ما عملت أو علمت، ونسيان أن النعم من الله عزوجل

''اپنے علم یا اپنے عمل پر نفس کا اپنی تعریف کرنا عجب ہے۔ اور اس بات کو بھول جانا کہ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں''۔

جبکہ امام غزالیؒ نے فرمایا:

العُجب هو استعظام النعمة والركون إليها مع نسيان إضافتها للمنعم.

''اپنے پاس موجود کسی نعمت کو بڑا سمجھنا، اور اسی کی طرف مائل رہنا اس طرح پر کہ (اس کو اپنا کمال سمجھنے لگ جانا اور) اس نعمت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کو بھول جانا''۔

چنانچہ عجب اس اعتبار سے خفیہ حملہ ہے کہ اس کا احساس کرنا آسان کام نہیں ہوتا۔ کیونکہ خود پسندی کے سارے خیالات بغیر زبان پر آئے دل ہی میں دل میں پنپ رہے ہوتے ہیں۔ اور دل کے پردے پر اتنی تیزی سے گذر جاتے ہیں کہ اللہ ہی جس کو اس سے محفوظ رکھے۔ ورنہ احساس بھی نہیں ہو پاتا کہ نفس ہمارے ساتھ کیا کر گیا ہے۔ عابد اپنی عبادت پر، عالم اپنے علم پر، طاقت ور اپنی طاقت پر نفس کا شکار ہو کر خود پسندی میں مبتلا ہو جایا کرتے ہیں۔ بلکہ حیرانی کی بات یہ ہے کہ نفس کا یہ حملہ کسی تہی دامن شخص کو نہیں چھوڑتا، خصوصا اس دور میں تو آپ دیکھ لیجئے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہیں وہ بھی خود پسندی کا شکار ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین کرام اس سے بچنے کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔

تقول السيدة عائشة رضي الله عنها: لبست مرة درعًا لي جديدة فجعلت أنظر إليها فأعجبت بها. فقال أبو بكر: ما تنظرين؟ إن الله ليس بناظر إليك! قلت: ومم ذاك؟ قال: ما علمت أن العبد إذا دخله العُجب بزينة الدنيا مقته الله عزوجل حتى يفارق تلك الزينة! قالت: فنزعته فتصدقت به .. فقال أبو بكر: عسى ذلك أن يكفر عنك (حلية الاولياء لابي نعيم ج: ا ص: ۳۷)

''ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک بار میں نے نئی قمیص پہنی، میں اس قمیص کو دیکھنے لگی یہ قمیص مجھے اچھی لگی، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا دیکھ رہی ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا: وہ کیوں؟ انہوں نے فرمایا: تمہیں نہیں معلوم کہ بندہ کے اندر جب دنیا کی زینت کی وجہ سے عجب داخل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اس زینت کو چھوڑ دے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے یہ قمیص صدقہ کر دی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ صدقہ کرنا شاید تمہاری طرف سے کفارہ ہو جائے''۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

''جس نے بھی اس نفس کی کسی بات کو خود پسندی کی نظر سے دیکھا (یعنی اپنے نفس کے عمل پر خوش ہوا) تحقیق اس نے اس کو ہلاک کیا''۔

قال ابن عطاء: رب معصية أورثت ذلًا وانكسارًا خير من طاعة أورثت عجبًا واستكبارًا

''ابن عطاءؒ نے فرمایا: بہت سے گناہ جو عاجزی وانکساری پیدا کر دیں اس نیکی سے اچھے ہیں جو عجب اور تکبر پیدا کرے''۔

جب انسان اپنے نفس پر راضی ہو جائے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ تو بہت نیک اور دیندار بن چکا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شخص اپنے نفس کے جال میں پھنس چکا ہے، اب اس کا نفس

اس کو جہاں چاہے لے جائے، اس سے اس کی ساری خواہشات پوری کرائے گا لیکن اس کو یوں ہی مطمئن رکھے گا کہ آپ تو بہت دیندار و نیکو کار ہیں، اس طرح اس کو ہلاکت میں ڈالدے گا۔ قرآن کریم اس رویے کی مذمت بیان کر رہا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى [النجم: ۳۲]

''تم اپنے آپ کو پاک صاف نہ قرار دیا کرو جو متقی ہے اللہ اس کو زیادہ جانتا ہے''۔

سورہ نساء میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنْفُسَهُمْ بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا [النساء:۴۹]

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو خود کو پاک صاف کہتے ہیں بلکہ اللہ ہی جس کو چاہیں پاک بنادیں اور ان پر رتی برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا''۔

اللہ کے نزدیک کس کی کیا اہمیت ہے اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ دنیا والے تو صرف ظاہری چکا چوندھ دیکھتے ہیں لیکن اللہ تعالی اپنے بندوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رب أشعث أغبر مدفوع بالأبواب

بہت سے ایسے لوگ ہیں جو خستہ حال، غبار آلود ہیں، لوگ انھیں اپنے دروازوں پر پھٹکنے بھی نہیں دیتے۔ لیکن اللہ کے ہاں اتنی قدر و اہمیت کتنی ہے فرمایا:

لو أقسم على الله لأبره

اگر کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ (الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم (۳/ ۲۳۹)

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی کتاب ''الزہد'' میں یہ روایت نقل کی ہے: حضرت سلیمان علیہ السلام لوگوں کے ساتھ بارش کی دعا کرنے کے لیے نکلے، چنانچہ آپ علیہ السلام کا گذر ایک چیونٹی پر ہوا، جو الٹی لیٹی اپنے پیر آسمان کی طرف کئے ہوئے کہہ رہی تھی: اے اللہ ہم آپ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں، ہم آپ کے رزق کے محتاج ہیں۔ یا تو آپ ہمیں پانی دیجئے یا ہلاک کر دیجئے، یہ سن کر سلیمان علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا: چلو واپس چلو، کسی اور کی دعا کی وجہ سے تمہارے اوپر بارش برس جائے گی۔

عجب یا خود پسندی کی ضد تواضع ہے۔ اس بیماری کا علاج اپنے اندر تواضع پیدا کر کے ہو سکتا ہے۔ یعنی اللہ کے لیے اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا۔ بندے کے دل میں اگر اپنی حقیقت کا احساس موجود رہے، کہ میں کیا ہوں؟ میری اوقات کیا ہے؟ اور جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا فضل ہے تو پھر گفتگو میں بھی تواضع پیدا ہو گی۔ چال ڈھال میں بھی تواضع ہو گی۔ نہ زبان پر اپنی بڑائی جاری ہو گی نہ معاملات میں اکڑ پیدا ہو گی۔ نہ خود کو بڑا سمجھیں گے نہ کسی کو حقیر جانئیگے۔ نہ اپنے تقوے کا زعم ہو گا نہ اپنے علم و ذہانت پر اترائیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے نفس کو باقاعدہ ان باتوں کی تلقین کرتے اور ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

لو يعلم الناس ما أنا فيه لأهالوا عليَّ التراب

''اگر لوگ میری حقیقت سے واقف ہو جائیں تو میرے اوپر مٹی ڈالیں''۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہیں جا رہے ہیں میں بھی ان کے پیچھے چل دیا، میں نے دیکھا کہ وہ ایک باغ میں داخل ہو گئے اور باغ کے درمیان کھڑے ہو کر اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے:

عُمَرُ بْنَ الْخَطَّابِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَخٍ بَخٍ وَاللهِ لَتَتَّقِيَنَّ اللهَ، ابْنَ الْخَطَّابِ أَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ [محاسبۃ النفس لابن أبي الدنيا (ص:۲۳)]

واہ واہ! امیر المؤمنین عمر بن خطاب۔ اللہ کی قسم! اے خطاب کے بیٹے! اللہ سے ڈرو ورنہ وہ تجھے ضرور عذاب دے گا۔

اور کبھی خود کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اے خطاب کے بیٹے! آج تو امیر المؤمنین ہے۔ کل تیرا باپ تجھے اونٹ چرانے کے لیے بھیجا کرتا، تو اونٹ بھوکے آتے، اور باپ مارا کرتا تھا۔

یہ وہ دیوانے تھے کہ تواضع ان کے دل میں ایسی بیٹھی تھی کہ ہر عمل میں تواضع جھلکتی تھی۔ یہ رفیقِ غار، صدیق اکبر ہیں آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھ درد کے ساتھی، حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے درخت پر کبوتر یا چڑیا آکر بیٹھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا اور فرمایا:

طُوبَى لَكَ يَا طَيْرُ

اے پرندے تجھے مبارک ہو کیا خوب ہے کہ تو درخت پر بیٹھتا ہے

تَأْكُلُ مِنْ هَذِهِ الثَّمَرَةِ، ثُمَّ تَمُوتُ

درخت کے پھل کھاتا ہے پھر مر جائے گا

ثُمَّ لَا تَكُونُ شَيْئًا

اور پھر کچھ بھی نہیں رہے گا یعنی تیرا کوئی حساب کتاب نہیں ہو گا

لَيْتَنِي مَكَانَكَ

کاش کہ میں تیری جگہ ہوتا۔

کبھی فرماتے ''کاش کہ میں درخت ہوتا کاٹ دیا جاتا پھر کھالیا جاتا کاش کہ میں سبزہ ہوتا مجھے جانور کھا جاتے''۔

اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حال تھا: ایک مرتبہ انہوں نے مٹی کی ایک اینٹ اٹھائی اور فرمایا کاش کہ میں اس اینٹ کے مانند ہوتا کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش میں کچھ ہوتا ہی نہیں کاش کہ میرا نام ونشاں ہی نہ ہوتا۔

ان عظیم ہستیوں کی تواضع کا یہ عالم تھا جنھوں نے اپنی زندگیاں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قربان کردیں۔ جنھوں نے اپنی گردنیں اپنے آقا کی گردن مبارک، اور اپنے سینے آقا کے جسدِ مبارک کے لیے ڈھال بنادیے۔

اگر دل میں تواضع ہوگی تو اس دل میں عجب پیدا نہیں ہوگا۔ دوسروں پر بڑائی جتانا، خود کو دوسروں سے ممتاز ثابت کرنا، محفلوں اور مجلسوں میں خود کو منوانا یہ سب عجب اور عدم تواضع کے سبب ہوتا ہے۔ اسی سے دلوں میں دوسروں کی حقارت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے محبتیں ختم ہوتی ہیں، کدورتیں اور آپس میں بغض وحسد پیدا ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! اگر خود بڑا بننے سے انسان بڑا بنا کرتا تو اس زمین پر فقط متکبرین ہی زندہ رہا کرتے۔ خود بڑا بننے سے بھلا کون بڑا بن سکا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ دَرَجَةً يَرْفَعُهُ اللهُ دَرَجَةً، حَتَّى يَجْعَلَهُ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ

جس نے مخلوق کے سامنے اللہ کے لیے ایک درجے تواضع اختیار کی، اللہ تعالیٰ اس کو درجہ بدرجہ بلند کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ اس کو اعلیٰ علیین میں دیں گے

وَمَنْ يَتَكَبَّرْ عَلَى اللهِ دَرَجَةً يَضَعْهُ اللهُ دَرَجَةً حَتَّى يَجْعَلَهُ فِي أَسْفَلِ السَّافِلِينَ۔ صحیح ابن حبان ۔ محققا (۴۹۱/۱۲)

اور جس نے اللہ کی مخلوق کے سامنے اپنی بڑائی جتائی اللہ تعالیٰ اس کو درجہ بدرجہ نیچے گراتے چلے جائینگے یہاں تک کہ اس کو اسفل السافلین میں پہنچادیں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرماتھے، فرمایا:

یا أیها الناس، تواضعوا

اے لوگو! تواضع اختیار کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

من تواضع لله رفعه فهو فی نفسه صغیر

جو اللہ کے لیے چھوٹا بنا اللہ اس کو بلند کردے گا، حالانکہ وہ اپنی نظروں میں خود کو چھوٹا ہی سمجھتا ہوگا۔

وفی أنفس الناس عظیم

لیکن لوگوں کی نگاہوں میں عظیم ہوگا۔

و من تکبر وضعه الله، فهو فی أعین الناس صغیر، وفی نفسه کبیر

جو تکبر کرے گا بڑا بنے گا۔ اللہ اس کو نیچا کردے گا چنانچہ وہ لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہی ہوگا۔ اگرچہ اپنے دل میں وہ خود کو بڑا ہی سمجھتا ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے فرمایا:

حتی لهو أهون علیهم من کلب أو خنزیر

لوگوں کے نزدیک یہ کتے یا خنزیر سے بھی کم تر ہوتا ہے۔

یہ نفس انسان کو ایسا دھوکے میں ڈالتا ہے، کہ اس کی نظروں میں اس کی ذات کو اتنا اونچا کردیتا ہے کہ اس کی نظروں سب کل کے بچے بن جاتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت کیا ہوتی ہے۔

یہ تواضع نہ ہونے کے سبب ہوتا ہے۔

اگر زبان یا کسی اور ظاہری چمک دھمک سے کوئی بڑا بنا کرتا تو قیصر وکسریٰ کو کبھی زوال نہ آتا۔ پراگندہ حال بوسیدہ لباس ٹوٹے ہوئے چپلوں میں صحرائے عرب کے خاک نشینوں کے قدموں میں ان کے تاج نہ روندے جاتے۔ اگر لفاظی اور چکنی چپڑی باتیں کرکے کوئی بڑا بنادیا جاتا تو برصغیر واندلس کی مسلم سلطنتیں اس دربدری کا شکار نہ ہوتیں کہ درباری شعراء اپنی لفاظی کے ذریعہ ان حکمرانوں کو ہر وقت سات جہانوں کا بادشاہ ثابت کئے رکھتے۔

اس کے برخلاف رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کو دیکھیے۔ تکلف وبناوٹ سے پاک گفتگو، پیوند لگا لباس، سادہ کھانے، سادہ مکانات، سادہ مسجدیں، سادہ طرزِ زندگی... لیکن اٹھے تو قیصر وکسریٰ کے شاہانہ ٹھاٹ باٹ پیروں تلے روندتے چلے گئے۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم والی طرزِ زندگی دنیا بھر میں پھیلا ڈالی۔

اور کیا آپ نے امارتِ اسلامیہ افغانستان کے درویشوں کو نہیں دیکھا۔ تہذیبِ جدید کی رنگینیوں سے بے خبر، تکلفات وتصنعات سے دور، کچی مسجدوں ومدارس میں بیٹھ کر دو سپر پاوروں کے غرور کو خاک میں ملا ڈالا۔

معلوم وہوا کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

من تواضع لله رفعه الله ۔

آج بھی تروتازہ ہے۔

میرے پیارے بھائیو!

دل سے تواضع کا نکل جانا اور عجب وخود پسندی کا آجانا مجاہد کو کتنا خراب کردیتا ہے۔ اس کے نظارے میدانِ جہاد میں آپ کرسکتے ہیں۔ کتنے باصلاحیت، ذہین وفطین اور صاحبِ تجربہ بھی جب نفس کے اس حملے کا شکار ہوئے تو پھر ساری صلاحیتیں اور تجربے اللہ کے دین کو کوئی فائدہ نہ دے سکے۔ کیونکہ اللہ کو یہ سخت ناپسند ہے کہ اس کا بندہ مقام بندگی سے اٹھنے کی

کوشش کرنے لگے۔ کیونکہ اس نے اعلان کیا ہے الکبریاء ردائی یہ اٹھنا میری چادر اور کون ہے جو اس سے اس کی چادر چھین سکے۔

جب کہ اس کے برخلاف آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ سیدھے سادھے، نئے عام مجاہد سے بھی دین کا ایسا کام لے لیتے ہیں کہ سب اس پر رشک کرتے ہیں۔

میرے دوستو! یہ عجب ہی ہے جو جہادی صفوں میں انتشار وافتراق کا پہلا بیج بوتا ہے۔ ایک مجاہد جو اللہ کی رضا کے لیے گھر بار چھوڑ کر آتا ہے سب کچھ قربان کرکے آتا ہے آخر کیا وجہ ہوتی ہے کہ وہ تنِ تنہا اپنی شخصی رائے پر ڈٹ جاتا ہے کہ اس کا مشورہ نہیں قبول کیا جاتا تو جہادی صفوں کو ہی چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ یہ نفس کا حملہ ہے جو عجب کی شکل میں اس پر کیا گیا ہے۔ اس کی رائے کو اس کے نفس نے اتنا مزین کرکے دکھادیا کہ ان تمام انسانوں میں سب سے بہتر اور صاحب الرائے آپ ہی ہیں، اور حق جاری ہوتا ہے تو آپ کی ہی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ اللہ کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ ہر مجاہد کو اس کے شر سے محفوظ فرمائیں۔ یہ رویہ ایک دن میں نہین پختہ ہوا ہوتا۔ اس عمارت کی تعمیر میں نفس نے لمبا عرصہ محنت کی ہوتی ہے۔

میرے پیارے ساتھیو! اس زعم اور نفس کے دھوکے سے بچنے کی ضرورت ہے۔ مجاہد کا یہ زعم کہ وہ پرانا مجاہد ہے، اس کو سب سے زیادہ تجربہ ہے یا اس نے بہت کام کیئے ہیں، یہ نفس کا دھوکہ ہے۔ اس کے باطل ہونے کے لیے اتنی ہی دلیل کافی ہے کہ یہ عجب ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ اور پھر جب یہ جملے زبان پر جاری بھی ہونے لگیں تو یہ تو تکبر کہلاتا ہے۔

میرے پیارے مجاہد بھائیو!

اللہ سے ڈرتے رہیئے... ہمارا رب ہمیں ہر لحہ اس حال ہی میں پائے کہ ہم اس کے بندے بنے ہوں کہیں نفس کسی بھی لحہ انا خیر منہ والا ابلیسی جملہ زبان سے نہ نکلوادے... اس نفس نے ابلیس کو اسی زعم میں مبتلا کیا تھا... چنانچہ کسی بھی لحہ اس حقیقت کو نہ بھولیے ہم سے پہلے کتنے کتنے پرانے مجاہد تھے، میدانِ جہاد میں ان کی شجاعت وبہادری اور قیادت وذہانت کی داستانیں عام تھیں، لیکن ان میں سے کتنے تھے جو کفریہ قوتوں کے سامنے کھڑے رہ سکے؟ اللہ اپنی ناراضگی سے بچائے، کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ان میں کتنے ہیں جو آج نفاذِ شریعت کی اس جنگ میں شریعت کے دشمنوں کی صفوں میں کھڑے ہیں، لیکن نفس کی مار شیطان کی مار سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے، کہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ مجاہدین کی صفیں چھوڑ کر شریعت کے دشمنوں کی صفوں میں جا کھڑے ہوئے ہیں۔

اس بات کو نہ بھولیے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے جہاد کا کام لینے لگیں تو اس وقت بھی تواضع ضروری ہے، کیونکہ اس کا نفس اس کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ جو کام ہو رہا ہے یہ آپ کی وجہ سے ہے، آپ کے مشورے آپ کے تجربے اور آپ کی محنت کی وجہ سے ہے۔ بس جب دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگے تو سمجھ لیجئے کہ نفس کے تیر کا زہر اثر دکھا چکا ہے۔

چنانچہ اس کو ختم کرنے کے لیے جو طریقہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اختیار کا ی وہ کارگر طریقہ ہے۔ اس نفس کا محاسبہ، اس کی اوقات اس کو یاد دلاتے رہنا۔

اس کے علاوہ عجب کو ختم کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان دینی اور علمی اعتبار سے اپنے سے بہتر لوگوں کی صحبت اختیار کرے، تاکہ اس کو احساس ہو کہ دنیا میں اس سے زیادہ اچھے لوگ بھی بستے ہیں۔

اسی طرح کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی زبان سے اپنی تعریف نہ ہو، اگر کسی کے ساتھ یہ معاہدہ کرلیں کہ اگر بھول سے میں کبھی اپنی تعریف کروں تو آپ مجھے یاد دلادیں تو اس سے ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب کسی سے اپنی تعریف کی خبر پہنچتی تو فرماتے:

اللهم أنت أعلم مني بنفسي وأنا أعلم بنفسي منهم

اے اللہ! آپ مجھے مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، اور میں اپنے آپ کو ان لوگوں سے زیادہ اچھا جانتا ہوں جو میری تعریف کرتے ہیں

اللهم اجعلني خيرا مما يظنون

اے اللہ! جیسا لوگ میرے بارے میں گمان کرتے ہیں مجھے اس سے بہتر بنادیجئے

واغفر لي ما لا يعلمون

اور (میرے جن گناہوں کا ان) لوگوں کو علم نہیں ہے آپ ان گناہوں کو معاف فرمادیجئے،

ولا تؤاخذني بما يقولون (العسكري في المواعظ) [كنز العمال ٣٥٧٠٤]

أخرجه أيضًا: البيهقي في شعب الإيمان (٢٢٨/٤، رقم ٤٨٧٦)

اور یہ جو میری تعریف کر رہے ہیں اس کی وجہ سے آپ مجھے نہ پکڑئے۔

آپ اندازہ کیجئے کہ یہ کون ہستی ہے۔ رفیقِ غار ہیں۔ صدیق کا لقب زبانِ مبارک سے ملا ہے۔

ہر مجاہد کے لیے لازم ہے کہ کثرت سے استغفار کیا کرے، اور صبح وشام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا اللهم اني اعوذ بك من العجب وسوء الكبر مانگا کرے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس مہلک بیماری سے محفوظ فرمائے۔

اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

☆☆☆☆☆

ہدایت کی اقسام

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

ہدایت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ شیخ ابو ولید الفلسطینی (حفظہ اللہ) اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں یہ بات کہ ہدایت کی تین اقسام ہیں۔

۱۔هداية البيان والدلالة

''هداية البيان والدلالة'' سے مراد آپ کہتے ہیں کہ حق بات کے بیان کرنے کے معنی میں ہدایت۔ یعنی حق اور باطل میں تفریق کر دینا، نیکیوں کی پہچان کرا دینا، گناہوں سے خبردار کر دینا۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ نے انبیاء کے ذریعے سے کتب بھیجیں اور ان کتب کے ذریعے سے، وحی کے ذریعے سے بیان فرمادیا کہ ہدایت کا رستہ کون سا ہے اور گمراہی کا رستہ کون سا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چوری کو، ڈاکے کو، بدکاری کو، شراب پینے کو ان برائیوں کو برا کہہ کر ہم تک پہنچادیا اور منع فرمادیا کہ یہ چیزیں برائی ہیں۔ اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نماز کا حکم دیا، روزے کا حکم دیا، زکوٰۃ کا حکم فرمایا، حج کا حکم فرمایا، خیرات کا حکم فرمایا... یہ نیکیوں کا رستہ دکھلا دیا، نیکیوں کی پہچان کروادی، نیکیوں کا بتلا دیا تو یہ ہدایت کی ایک قسم ہے۔ یہ اللہ نہ دیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ رسول کو نہ بھیجتے، انبیاء کو نہ بھیجتے تو ہمیں سرے سے پہچان ہی نہ ہوتی۔ جانوروں کی سی زندگیاں ہوتیں۔ پتا ہی نہ ہوتا کہ اچھائی کیا ہے اور برائی کیا ہے۔ تو یہ پہلی قسم ہے ہدایت کی۔ یہ بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے خالصتاً کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بیان فرمادیں اپنے انبیاء اور رسولوں کے ذریعے سے کہ ہدایت کیا ہے اور گمراہی کیا ہے۔

۲۔هداية المعارفة والتوفيق

دوسری قسم جو ہے وہ ''هداية المعارفة والتوفيق''... کہ پھر نیکی اور برائی کا علم میں آجانا ایک بات ہے... لیکن اس پر ایمان ہو جانا، اس کی معرفت حاصل ہو جانا اور پھر اس پر عمل کی توفیق مل جانا... یہ ہدایت کی دوسری قسم ہے۔ تو بعض اوقات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وہ ساری آیات ایک شخص کی نگاہوں سے گزر رہی ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے فہم کی توفیق نہیں دیتے، اللہ اس پر عمل کی توفیق نہیں دیتے۔ تو ان معنوں میں بھی ہداہت... توفیق ملنے کے معنوں میں، اس کی حقیقت اور گہرائی سمجھنے کے معنی میں... یہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس کے لیے صرف عربی آنا کافی نہیں ہوتا، صرف قرآن کو پڑھ لینا کافی نہیں ہوتا۔ ابھی کچھ دن قبل ہے 'تحفة العلماء' میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول پڑھا، آپ فرماتے ہیں:

> ''عربیت سے تنہا نہیں دین کا فہم حاصل ہو جاتا اور تنہا عربیت سے عمل کی توفیق نہیں مل جاتی۔ ورنہ ابو جہل عربیت میں ماہر تھا اور شعر و شاعری سے، اس کی ساری رموز اور اقسام سے واقف تھا۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے سینے کے اندر وہ معرفت نہیں اتاری، اللہ تعالیٰ نے وہ توفیق نہیں دی عمل کی''۔

تو یہ دوسری قسم ہے ہدایت کی کہ ''هداية المعارفة والتوفيق''... کہ معرفت اور توفیق نصیب ہو جانا۔ یہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۳۔هداية الثبات حتى الممات

اور تیسری قسم ہے ''هداية الثبات حتى الممات''... کہ موت تک پھر اس حق کے اوپر قائم رہنے کی ہدایت مل جانا۔ یہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بعض اوقات انسان تک وہ آیات پہنچ بھی جاتی ہیں، وہ ان کی معرفت بھی حاصل کر لیتا ہے، اس کے اوپر عمل بھی شروع کر دیتا ہے لیکن اس پر استقامت نہیں دکھا پاتا۔ پوری زندگی کی استقامت تو دور کی بات، بعض اوقات انسان چند دن، چند مہینے، چند ہفتے، چند سال، زندگی کے کچھ حصہ بھی اس کے اوپر قائم نہیں رہ پاتا۔

لٰہذا یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے محروم کر دیں، پوری زندگی میں نہیں، صرف کسی خاص عبادت کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ توفیق سے محروم کر دیں... اس پر قائم رہنے کی ہدایت ہم سے چھین لیں، تو انسان ساری کوشش کے باوجود بھی نہیں کر پارہا ہوتا... کبھی اللہ تلاوت کی توفیق چھین لیں، کبھی اللہ اذکار کی توفیق چھین لیں، کہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نمازوں کو خشوع و خضوع سے ادا کرنے کی توفیق چھین لیں۔ تو یہ ہدایت خالص اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ انسان زبردستی نہیں کر سکتا، چھین کے نہیں لے سکتا یہ... یہ اللہ کی عطا ہوتی ہے۔

یہ تینوں قسم کی ہدایت، پیارے بھائیو! انسان تک وہ حق پہنچانا، باطل کی پہچان کروانا۔ پھر اس کی معرفت، پھر اس پر عمل کی توفیق نصیب ہو جانا۔ اور پھر اس پر موت تک قائم رہنا۔ ان تینوں معنوں میں ہدایت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ تو اس حدیث میں اس طرح سے آتا ہے کہ دل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ جیسے اللہ چاہتے ہیں پھیر دیتے ہیں۔

یہ ڈرنے کا مقام ہے... اور اللہ کا یہ خوف ہر لمحے طاری ہونا چاہیے دل کے اوپر کہ وہ دل 'اللہ کسی بھی وقت، کسی بھی سمت میں پھیر سکتے ہیں۔ ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں ہے۔

تو کیا ایسا نہیں ہوا کہ بعض لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے، بظاہر ایمان بھی لے کر آئے لیکن پھر ارتداد کا رستہ اختیار کر لیا؟ تو یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ کس کو اس رستے کے اوپر چلنے اور پھر جمے رہنے کی توفیق نصیب فرماتے ہیں۔ تو ڈرتے رہنا چاہیے اس چیز سے...

(بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

مسئلہ تکفیر کو علمائے حق کے لیے چھوڑ دیں

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

اہل السنۃ والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جب انسان دین (اسلام) میں یقین کے ساتھ داخل ہوتا ہے، تو بعینہٖ یہ دین سے بغیر یقین کے خارج نہیں کیا جا سکتا! مسلمانوں سے متعلق اصل یہ ہے کہ وہ مسلمان ہی ہیں، یہ ہر گز جائز نہیں ہے کہ ان کی تکفیر کی جائے بلکہ یہ تو مذہبِ خوارج کی علامات میں سے ہے، ولا حول ولا وقوۃ الا باللہ (نہیں ہے نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کے اذن سے)۔ حدیثِ صحیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب کوئی شخص اپنے بھائی سے کہتا ہے کہ اے کافر! تو یہ (تکفیر) ان میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹتی ہے۔ اگر جس کو اس نے کافر کہا ہے، وہ اگر کافر ہی تھا تو پس وہ تو کافر ہی کہلائے گا، لیکن اگر وہ کافر نہ ہوا، تو یہ تکفیر اسی کی طرف واپس لوٹے گی، جس نے یہ جملہ کہا ہے"۔

پس مسئلہ (تکفیر) کی اس قدر حساسیت کی بنا پر یہ معاملہ بہت ہی خطرناک ہے، بہت ہی خطرناک ہے، بہت ہی خطرناک ہے اور خاص طور پر تکفیرِ عام کے معاملہ میں اور بھی خطرناک ہے۔ اس معاملہ میں آپ لوگ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں، ہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے جس نصرت کا انتظار کر رہے ہیں، بلاشبہ اُس کا کامل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے، اور اُس کے ہمارے لیے حصول کا ذریعہ صبر اور تقویٰ میں مضمر ہے۔

إِن تَصۡبِرُواْ وَتَتَّقُواْ

"اگر تم صبر و پرہیزگاری اختیار کرو"۔

اگر آپ صبر کریں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں تو ان (کفار) کی منصوبہ بندی (مکر وفریب) آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گی... لہٰذا میں یہ بات زور دے کر اور بتکرار کہوں گا کہ آپ کی جانب سے مسلمانوں کی تکفیر کرنا بڑے گناہوں میں سے ہے اور ان کبائر میں سے ہے جن کے گناہ کا وبال بہت زیادہ ہوتا ہے۔ سو! اپنی زبانوں کو روک لیجیے! ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین چیزوں کو پسند فرماتا ہے، کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراو، اور تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ کرو"۔

پس یہ حکمِ اول جو بیان ہوا ہے، اس پر عمل بیان کردہ آخری نصیحت کو تھامے بغیر ممکن نہیں! اور وہ کیا ہے؟ وہ ہے جماعت کو لازم پکڑنا... مطلب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ کرو۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس حدیث سے متعلق بیان فرمایا:

"اس کے اندر اسلام کے اصول کو بیان کیا گیا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، تفرقہ نہ کرو، اور پھر تم ان تمام امور سے بخوبی آگہی کے بعد اس متعلق دوسروں بھی نصیحت کرو"۔

لہٰذا آپ لیے یہ نصیحت ہے، یہ نصیحت تمہیں بھی ہے اور تمہارے امرا کے لیے بھی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں وارد ہوا:

"وہ (اللہ) تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے: قیل و قال، کثرتِ سوال اور اموال کا ضیاع"۔

ان تین چیزوں کی شدید نصیحت کرتا ہوں، پہلے بیان کردہ حدیث میں مذکور احکامات کا تعلق اصولِ اسلام سے ہے، جن کے اوپر دین کھڑا ہوتا ہے... مذکورہ بالا حدیث میں وارد امور عماد الدین ہیں... قیل و قال اور کثرتِ سوال اور مالوں کو ضائع کرنے سے باز رہنا چاہیے...

اگر آپ اس خاص معاملہ (تکفیر) سے متعلق جاننا چاہیں تو اہل علم سے پوچھیں، جو ضوابطِ تکفیر کا پختہ علم رکھتے ہیں ہیں، پھر اس معاملہ کو ان سے پوچھنے کے بعد آپ اس کو اپنے بھائیوں میں بیان کر دیں، تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جس نے قرآن و سنت کے عین مطابق کسی کی تکفیر تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ اگر وہ ان احکامات کی صحیح تطبیق کرنے کی اہلیت سے متصف ہو۔ جہاں تک اس تکفیر کا مسئلہ ہے جو نص سے ثابت ہے جیسا کہ ابوجہل کو کافر سمجھنا، یہ تو دلیل سے ثابت ہے، ابوجہل کو کافر نہ سمجھنے والا کوئی فرد مومن کیونکر ہو سکتا ہے؟...

لیکن جہاں تک دیگر معاملات میں تکفیر کا سوال ہے، جیسا کہ نواقضِ اسلام کا تذکرہ آ جاتا ہے، یہ مسئلہ حساس بھی ہے اور تفصیل طلب بھی۔ مثلاً اگر کوئی مسلمان کفریہ فعل کا ارتکاب کر لے، تو محض کفریہ فعل کا مرتکب ہونے پر اُس کی تکفیر نہیں کی جا سکتی! جہالت، اکراہ سمیت دیگر عذر پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ لہٰذا یہ مسائل تو انتہائی تفصیل طلب ہیں جن کی استطاعت عامی بھائیوں میں نہیں ہوتی ہے، کہ انہیں کماحقہ سیکھ سکیں اور پھر اس میں مہارت حاصل کر سکیں۔ لیکن یہ المیہ ہے کہ ہم ان معاملات کو عام امور کے زمرے میں ہی گمان کر کے ان پر خوب گفتگو کرتے ہیں! کوئی بھی گروہ جو کہ نواقضِ اسلام کا مرتکب پایا جائے، چاہیے کہ اُس کو نصیحت کی جائے، اور اس کو بار بار دہرایا بھی جاتا ہے، اس کے باوجود بھی اگر وہ اپنی ڈگر پر قائم رہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کریں، پھر ہم یہ بات کہتے ہیں اس گروہ یا اس نظم نے اللہ کے دین سے ارتداد اختیار کر لیا ہے...

(بقیہ صفحہ ۹۳ پر)

شیخ اسامہ رحمہ اللہ امت کے ہر دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے تھے

شیخ اسامہ بن لادنؒ کے قریبی ساتھی شیخ حامد گل المصری سے بات چیت

شیخ حامد گل المصری کا شمار شیخ اسامہؒ کے قریبی ساتھیوں میں ہوتا ہے۔آپ کو ایک طویل عرصہ تک ایران میں قید وبند کی صعوبتیں جھیلنے کے بعد حال ہی میں رہائی نصیب ہوئی ہے۔ شیخ حامد سے ہونے والی گفتگو قارئین نوائے افغان جہاد کے لیے پیش خدمت ہے۔اس گفتگو میں شیخ حامد نے شیخ اسامہ کے ساتھ بیتے ہوئے ماہ وسال کا دلچسپ انداز میں تذکرہ کیا ہے۔

محترم شیخ السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے قیمتی وقت میں سے ہمارے لیے کچھ وقت نکالا تاکہ ہم اپنے قائد شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی زندگی کی کچھ جھلکیاں دیکھ سکیں۔

سوال: محترم شیخ سب سے پہلے ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ نے کب شیخ کی رفاقت اختیار کی؟اور آپ کی کیا ذمہ داری تھی؟

جواب: میں نے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی اور طویل عرصہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی رفاقت میں گزارا۔طویل عرصے تک شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا کاتب رہا نیز کچھ عرصے کے لیے شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا سیکرٹری اور محافظ بھی رہا ہوں۔

سوال: شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شخصیت اور اخلاق کے بارے میں کچھ بتائیے؟

جواب: شیخ اسامہ رحمہ اللہ دھیمے مزاج کے مالک تھے۔ متحمل مزاجی اور بردباری شیخ رحمہ اللہ کی شخصیت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔اسی طرح اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کا جذبہ بھی آپ میں بخوبی موجود تھا۔اگر کسی بھائی کو پیسوں کی ضرورت ہوتی یا کسی کی کوئی اور ضرورت ہوتی تو شیخ اسامہ رحمہ اللہ اس کی مدد اپنی ذاتی جیب سے کیا کرتے تھے۔ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ جھوٹ نہیں بولتے تھے، جھوٹ بولنے کو ناپسند فرماتے تھے،اپنے ساتھیوں کو بھی اس سے منع فرماتے تھے، جہاں جھوٹ بولنے کی شریعت میں بھی اجازت ہے وہاں بھی جھوٹ سے حتی الامکان گریز کرتے تھے اور اپنے رفقا کو بھی اسی طرح احتیاط کرنے کی تاکید کرتے تھے جس طرح صحابہ اس ضمن میں احتیاط برتتے تھے۔روایات میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سفر ہجرت کے دوران جب کوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت سوال کرتا تو آپ فرماتے تھے کی یہ میرے راہبر ہیں جو مجھے راستہ بتلاتے ہیں۔اسی طرح جب غزوہ بدر میں صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے کسی نے پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے ہیں؟ تو انہوں نے اپنا علاقہ بتانے کی بجائے جواب دیا: 'من الماء'یعنی ''ہم پانی سے ہیں''کہ انسان کے اجزائے ترکیبی میں پانی ایک اہم عنصر ہے لیکن مخاطب یہ سمجھا کہ یہ ماء نامی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

سوال: شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیسا برتاؤ تھا؟

جواب: شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ خود بھی ساتھیوں کے ساتھ شفقت اور نرمی سے پیش آتے اور دیگر ذمہ دار ساتھیوں کو بھی نرمی برتنے کی تلقین کرتے تھے۔وہ عموماً ساتھیوں کو عربی زبان کا یہ مقولہ سنایا کرتے تھے؛

ما وضع الرفق فی شیء الا زانہ، وما نزع من شیء الا شانہ

کسی بھی چیز میں نرمی شامل ہو تو وہ اس کو بہترین بنا دیتی ہے اور کسی بھی چیز سے نرمی نکالی جائے یا نرمی شامل نہ کی جائے تو وہ بدترین بن جاتی ہے

انما العلم بالتعلم و انما الحلم بالتحلم

علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور بصیرت سمجھ بوجھ سے آتی ہے

شیخ اسامہ رحمہ اللہ اپنے مجاہد ساتھیوں کا ہر طرح سے خیال رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ رحمہ اللہ افغانستان کے علاقے مراد بیگ میں تھے،انہی دنوں ایک عملیہ میں کچھ ساتھی زخمی اور شہید بھی ہوئے تھے۔ایک دن کچھ ساتھیوں کو کہیں سے ایک فٹ بال ملا تو انہوں نے فٹ بال کھیلنا شروع کر دیا۔جب شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے ان ساتھیوں کو فٹ بال کھیلتے ہوئے دیکھا تو مجھ سے پوچھا کہ ''یہ ساتھی کیسے فٹ بال کھیل رہے ہیں؟''جب کہ یہاں ہمارے کچھ ساتھی زخمی اور شہید بھی ہیں۔پھر مجھ سے پوچھا کیا تم نے بھی ان کے ساتھ فٹ بال کھیلا ہے؟ میں نے جواب دیا''نہیں، مجھے شرم آئی (کہ میں فٹ بال کھیلوں جب کہ میرے کچھ مجاہد بھائی اس حال میں ہیں)''۔اس پر شیخ نے کہا''زادك الله حياءً'' یعنی اللہ تعالی تمہیں اور حیادار بنائے۔پھر فرمایا کہ جب کچھ ساتھی مشکل میں ہوں تو ہمیں ان کی تکلیف کا خیال رکھنا چاہیے۔

ایک مرتبہ ایک بھائی نے چند دیگر ساتھیوں کے حوالے سے بات کرتے ہوئے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ سے کہا کہ ان ساتھیوں کی ذمہ داریاں بدل دی جائیں کہ ان ساتھیوں کے کچھ مسائل ہیں اور ان کے اوپر الزامات ہیں کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو (غالباً کسی عملیات میں) قتل کیا ہے۔تو شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے کہا:

> ''اللہ کی قسم ہم ان ساتھیوں پر شک نہیں کر سکتے۔یہ ہمارے مسکین ساتھی ہیں جو اپنے گھر بار چھوڑ کے برستے کروز میزائلوں اور ڈیزی کٹر بموں کی زد میں رہتے ہیں۔ہم کیونکر ان ساتھیوں پر شک کر سکتے ہیں۔ہم ان بھائیوں کو ان کی ذمہ داریوں سے نہیں ہٹائیں گے اور ہم ان کے اوپر مکمل بھروسہ رکھتے ہیں''۔

سوال: محترم آپ کو شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے ساتھ سوڈان میں بھی کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا ہے۔ سوڈان میں گزرے دنوں کا کوئی یادگار واقعہ سنائیں؟

جواب: جب میں شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے محافظ کے طور پر ذمہ داریاں نبھارہا تھا تو انہی دنوں میں شادی کے لیے کسی مناسب رشتے کی تلاش میں تھا۔ ایک دن شیخ کی نئی گاڑی میں شیخ اسامہ رحمہ اللہ کو گھر چھوڑنے جارہا تھا تو شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے ازراہِ محبت اپنی صاحب زادی کے ساتھ نکاح کرانے کی پیش کش کی لیکن میں حیا کے مارے کچھ جواب نہ دے سکا اور میں نے سوچا کہیں میری ذات شیخ اسامہ رحمہ اللہ کو تکلیف پہنچانے کا ذریعہ نہ بن جائے۔ اس کے بعد شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے بھی دوبارہ کبھی اس بات کا تذکرہ نہ کیا اور یوں یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہا۔

سنتوں پر عمل:

شیخ اسامہ رحمہ اللہ سنتوں پر عمل کے بہت حریص تھے۔ وہ کھانا ہمیشہ تین انگلیوں سے کھاتے اور بہت آہستہ کھاتے تھے اور مجھے کہتے کہ دستر خوان پر میرا ساتھ دو تو میں شیخ سے کہا کرتا کہ شیخ پانچ انگلیوں سے کھانے کی بھی اجازت ہے کیونکہ جب کسی سائل نے شیخ ابن عثیمین سے پوچھا کہ چاول تین انگلیوں سے کھانے چاہئیں یا پانچ سے تو شیخ ابن عثیمین نے کہا کہ ''چاول کھانے کے لیے تو پانچ انگلیاں بھی کم معلوم ہوتی ہیں۔ اگر چھ انگلیاں ہوتی تو چھ سے کھاتے''۔ مگر شیخ نے ہمیشہ اس سنت کا التزام کیا اور کھانا تین انگلیوں سے ہی کھاتے۔ کھانے میں بھی ساتھیوں کا اکرام کرتے اور کبھی دستر خوان پر گوشت ہوتا تو اپنے ہاتھوں سے ساتھیوں کو گوشت توڑ توڑ کر دیتے، خود کم کھاتے اور ساتھیوں کو زیادہ کھلاتے۔

رجوع الی اللہ:

اسی طرح شیخ اسامہ رحمہ اللہ ہر مشکل یا خوف اور گھبراہٹ کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے تھے اور ایسے وقت میں نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے اور اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم سب معسکر میں تھے تو ہمیں کچھ گاڑیوں کی آواز آئی اور ان کی روشنی بھی دکھائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گاڑیاں ہماری طرف ہی آرہی ہیں، کچھ بھائی جو پہرے پر متعین تھے اور ایک شلکا گن پر مامور تھے یہ سمجھے کہ دشمن نے ہلہ بول دیا ہے۔ اس غیر یقینی صورتحال اور گھبراہٹ کے عالم میں ہم نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھنے لگے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ گاڑیاں سمگلروں کی تھیں۔

تواضع اور انکساری:

شیخ اسامہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت متوازن شخصیت کے مالک تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ ہر وقت سنجیدہ ہی رہتے ہوں یا اپنے ماتحتوں کو منہ ہی نہ لگاتے ہوں۔ بلکہ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ بھی محبت اور شفقت والا معاملہ رکھتے تھے اور ان کے ساتھ نہ صرف ہنسی مذاق کرتے بلکہ فٹ بال بھی کھیلتے تھے۔ ایک مرتبہ جب الجزیرہ ٹی وی کے صحافی جمال اسمٰعیل نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ان کا فرصت کے اوقات میں کیا مشغلہ ہے؟ تو شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ وہ گھڑ سواری پسند کرتے ہیں۔ تاہم مذکورہ انٹرویو کے بعد شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے ازراہِ مذاق مجھ سے کہا ''جب صحافی نے ان سے پوچھا کہ انہیں کیا پسند ہے تو وہ بتانا چاہتے تھے کہ انہیں فٹ بال کھیلنا پسند ہے۔ مگر انہوں نے اس لیے ایسا نہیں کہا کہ پھر وہ صحافی ان سے پوچھتا کہ وہ جیتتے ہیں یا ہارتے ہیں؟ تو انہیں یہ بتانا پڑتا کہ وہ جب بھی فٹ بال کھیلتے ہیں تو یہ بھائی (شیخ حامد گل المصری) ان سے جیت جاتے ہیں''۔

اسی طرح اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود شیخ اسامہ رحمہ اللہ تمام ساتھیوں کو وقت دیتے تھے۔ جب بھی کوئی ساتھی ان کے پاس آتا تو پوری توجہ سے اس کی بات سنتے اور جب تک وہ اپنی بات مکمل کر کے خود ہی رخصت نہ چاہتا تب تک شیخ بھی اس کے ساتھ بیٹھے رہتے۔ ہر ایک ساتھی اپنی بات پوری تسلی اور تفصیل کے ساتھ شیخ کے گوش گزار کرتا تھا اور شیخ اس کی بات پوری توجہ سے سنتے تھے یہاں تک کہ اس کی تشفی ہو جاتی تھی۔

امنیت کا خیال رکھنا:

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ علیہ بڑی سادگی، رازداری اور ذہانت سے اپنے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے تھے۔ گیارہ ستمبر کے مبارک معرکوں سے کچھ ہی عرصہ پہلے ایک یمنی ساتھی سعد التعزی نے خواب دیکھا کہ کچھ بڑی بڑی عمارتیں ہیں اور کچھ جہاز آکر ان سے ٹکرا جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ عمارتیں زمین بوس ہو جاتی ہیں۔ جب انہوں نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ سے اس خواب کا ذکر کیا تو شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ یہ کام کرنے والے کون لوگ تھے؟ جب بھائی نے یہ جواب دیا کہ وہ جزیرہ عرب کے رہنے والے کچھ لوگوں کا کام تھا تو شیخ نے پوچھا کہ وہ کس قبیلے سے تھے جنہوں نے یہ کام کیا؟ اس پر مذکورہ بھائی نے جواب دیا کہ وہ غامدین تھے۔ تب شیخ نے ان کی توجہ اس طرف سے ہٹانے کے لیے (تاکہ کہیں ساتھیوں میں اس طرح کی عملیہ کا چرچا نہ ہو جائے جب کہ یہ عملیہ اس وقت تیاری کے مراحل میں تھی) کہا کہ غامدین نہ کہو بلکہ غامد (غامدی کے لیے جمع کا صیغہ) کہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے غامدی بھائی خفا ہو جائیں۔ اس خواب اور بعد ازاں گیارہ ستمبر کے مبارک معرکوں کی صورت میں اس خواب کی تعبیر سے ہم پر نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی صداقت بھی واضح ہو گئی جس کا مفہوم ہے کہ آخری زمانے میں مومن کے خواب سچے ہوں گے۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے اس طرح خوش اسلوبی سے بات کو پھیر دیا کہ جیسے ایسا کوئی واقعہ محض خواب و خیال سے زیادہ اہمیت ہی نہ رکھتا ہو، جب کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ خود اس سارے منصوبے کی نگرانی کر رہے تھے۔

ساتھیوں کی خدمت کرنا:

شیخ رحمہ اللہ مجاہدین کے ساتھ ہر کام میں عملی طور پر شریک ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ خندقیں کھودنے میں بھی ساتھیوں کی مدد کرتے تھے۔ رمایہ (نشانہ بازی) کے لیے بھی

ساتھیوں کے شانہ بشانہ ہوتے۔ کئی دفعہ شیخ مجاہد ساتھیوں کے لیے کھانا بھی اپنے ہاتھ سے تیار کرتے تھے۔

بچوں کی تربیت:

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے اپنے بچوں کو بہترین اخلاق سکھائے اوران کے سینوں میں جہاد کی روح پھونک دی۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ بذات خود ان کی تعلیم پر بھرپور توجہ دیتے۔ اس مقصد کے لیے شیخ رحمہ اللہ نے مختلف علما اور شیوخ کی خدمات بھی حاصل کیں جن میں شیخ الشہید ابو حفص الموریطانی، شیخ ابو یحییٰ الموریطانی، شیخ ابو سلیمان الموریطانی اور شیخ عبد اللطیف شامل تھے۔ شیخ عبد اللطیف قرآن پاک کی دس قرآت کے عالم تھے اور وہ شیخ کے بیٹوں کو قرآن حفظ کرواتے تھے اور قرآت کی تعلیم دیتے تھے۔ شیخ نے گھڑ سواری کی تعلیم دینے کے لیے اپنے ہر بیٹے کو ایک گھوڑا لے کر دیا تھا۔ شیخ اپنے بیٹوں کو خود گھڑ سواری کی تعلیم دیتے تھے۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے ایک فرزند عثمان بھی تھے جنھوں نے بعد میں ہمیں گھڑ سواری کی تعلیم دی۔ ان دنوں ان کے پاس سفید گھوڑا تھا۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے سبھی بیٹے بہت باادب، بااخلاق اور منکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے۔ کبھی ہم نے انہیں کسی کے ساتھ بے ادبی یا بدتمیزی سے پیش آتے ہوئے نہیں دیکھا۔

علم اور اہل علم سے تعلق:

شیخ اسامہ رحمہ اللہ عموماً شیخ الطحان، شیخ حمود بن عقلاء الشعیبی اور شیخ حمود بن زعیر کے دروس سنتے تھے اور پاکستانی علما میں سے مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ کے بیانات سننا پسند فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ دنیا کے مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے علما اور طلبا بھی شیخ اسامہ رحمہ اللہ سے ملنے کے لیے آتے تھے۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ علمائے دین اور طلبا کی ان مجالس کو بہت پسند فرماتے تھے اور بسا اوقات پاکستان اور دیگر خطوں سے آنے والے علما کو شیخ رحمہ اللہ تعلیم بھی دیتے تھے۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کو مطالعے سے غایت درجہ دلچسپی تھی۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی کتاب اپنے ساتھ رکھتے اور جب بھی فرصت کے چند لمحات میسر آتے تو شیخ رحمہ اللہ مطالعے میں منہمک ہو جاتے۔ اس طرح شیخ اپنے وقت کو ضائع ہونے سے حتی الامکان بچاتے تھے اور وقت ضائع کرنے کو پسند نہ فرماتے۔ شیخ اپنے رفقا کو بھی گاہے بگاہے تفسیر اور حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔

طالبان دور میں جب شیخ اسامہ رحمہ اللہ افغانستان تشریف لائے تو انہیں طالبان پر سعودی حکمرانوں کا ارتداد واضح کرنے کے لیے کافی تگ و دو کرنی پڑی۔ کیونکہ سعودی حکمران شیخ اسامہ اور ان کے مجاہد ساتھیوں کو خارجی اور مفسد ثابت کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً ان علمائے سوء کے وفود بھیجتے رہتے تھے جنھوں نے آل سلول کے اقتدار کو سہارا دے رکھا ہے اور جو اپنے گمراہ کن فتاویٰ سے صلیبیوں اور صیہونیوں کے مدد و معاون ثابت ہوئے ہیں۔ یہ ایسے علما تھے کہ انہوں نے تو گویا اللہ کو چھوڑ کر آل سلول کی حکومت کو ہی اپنا الٰہ بنا رکھا تھا۔ گو کہ طواغیت نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے پاس پے در پے علمائے سوء کے وفود بھیج کر اس بات کی بہت کوشش کی کہ کسی طرح شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کو تکفیری اور خارجی قرار دے کر افغانستان سے نکلوادیں۔ لیکن شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے پاس بھی علمائے سوء کے اعتراضات پر مضبوط جوابی دلائل تھے۔ جن میں سے ایک دلیل یہ بھی تھی کہ اگر سعودی حکومت کو دین اور شریعت سے کچھ واسطہ ہوتا تو بھلا صلیبیوں کو سرزمین حرمین پر کیونکر قدم رکھنے دیتے جب کہ اس ضمن میں نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واضح فرمان موجود ہے کہ جزیرۂ عرب سے مشرکین کو نکال دو اور آل سلول نے تو ان کو خود وہاں لا کر بسایا اور خبیث مشرکین خیبر میں پھر قدم رکھنے پر خوشیاں مناتے رہے۔ مسلمانوں کو تو ویزے وغیرہ کی پابندیوں کا سامنا ہے لیکن صلیبیوں کی راہ میں ایسی کوئی رکاوٹ نہیں۔ اللہ تعالیٰ حق والوں کو اہل حق کی پہچان عطا فرماتے ہیں۔ پس امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ بھی سعودی طواغیت کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو گئے۔ وہ جان گئے کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی حق پر ہیں پس انہوں نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کو کسی کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ حالانکہ اپنے اس موقف کی وجہ سے انہیں شدید آزمائشوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ سورہ عنکبوت میں فرماتے ہیں:

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ

طرح طرح کے مصائب و آلام کا سامنا اور مجاہدین کی حوالگی کے عوض طرح طرح کے انعام و اکرام اور نوازشات کی ترغیبات بھی امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کو حق سے نہ پھیر سکے حالانکہ مجاہدین کی حوالگی کے لیے دباؤ صرف سعودی حکومت کی طرف سے ہی نہیں تھا بلکہ ازبکستان کی حکومت کی طرف سے بھی یہ مطالبہ سامنے آیا کہ ازبک مجاہدین کو ان کے حوالے کیا جائے۔ اسی طرح چین کی حکومت نے بھی یہ مطالبہ کیا کہ ابو محمد ترکستانی اور دیگر ترکستانی مجاہدین کو ان کے حوالے کیا جائے اور اس کے بدلے انہوں نے تعمیر و ترقی کے ذریعے افغانستان کی حالت بدل دینے کی پیش کش کی۔ لیکن امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے ایک بھی مجاہد کو کفار کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ ایک ہی راہ کے راہی تھے اور ایک ہی عقیدے پر قائم تھے۔ دونوں کا منہج اور مقصد ایک ہی تھا کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کا بول بالا ہو اور چہار سو قانون شریعت کی حکمرانی ہو۔

ایک مرتبہ جب ہم قریۃ المطار افغانستان میں تھے تو ہم نے ایک بہت بڑے ہوائی جہاز کو ہوائی اڈے پر اترتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے تعجب کا اظہار کیا کہ اتنا بڑا جہاز یہاں کہاں سے آیا اور کیوں آیا؟ کیونکہ وہاں پہلے کبھی اتنا بڑا جہاز نہیں دیکھا گیا تھا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس طیارے میں سعودی انٹیلی جنس کا سربراہ ترکی الفیصل امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ سے ملنے آیا

ہے۔ سعودی طواغیت کے اس نمائندے نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ سے مطالبہ کیا کہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کو اس کے حوالے کیا جائے۔ اسی مقصد سے وہ اتنا بڑا جہاز لے کے آیا تھا اور اس کا کہنا تھا کہ اگر اس مقصد کے لیے یہ جہاز کافی نہ ہوا تو وہ دوسرا جہاز بھی بھجوائے گا۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے دریافت فرمایا کہ وہ ان کو کیوں لے جانا چاہتا ہے؟ اس پر اس خبیث نے جواب دیا کہ ہم ان سے تفتیش کرنا چاہتے ہیں۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے دین حق کی سربلندی کے لیے جانیں ہتھیلی پر لیے پھرنے والے ان مجاہدین کو سعودی طواغیت کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا تو ترکی الفیصل بدبخت بہت غصے میں آگیا۔ یہاں تک کہ جب اس کے سامنے کھانا لایا گیا تو اس نے نہ صرف یہ کہ طالبان کا لایا ہوا کھانا کھانے سے انکار کر دیا بلکہ کھانے کو ٹھوکر مار دی۔ اور امارت اسلامی کی مہمان داری کو ٹھکرا کر صلیبیوں اور صیہونیوں کے آلہ کار اقوام متحدہ کے قندھار میں واقع دفتر میں اپنے آقاؤں کے پاس چلا گیا اور وہاں جا کے آرام کیا۔

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے خود امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اور ان کو ہمیشہ اچھے الفاظ سے ہی یاد کرتے تھے۔ اسی طرح شیخ اسامہ رحمہ اللہ علیہ عیدین پر اور دیگر اہم مواقع پر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ سے ملتے رہتے تھے۔ میں خود بھی شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے ہمراہ دو مرتبہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکا ہوں۔

شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا قول تھا کہ فدائین جتنے زیادہ ہوتے چلے جائیں گے نصرت اتنی ہی قریب آتی چلی جائے گی اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے خود بھی آخری وقت میں استشہادی حملہ کیا تھا نحسبہ کذلک واللہ حسیبہ۔ غالباً شیخ رحمہ اللہ کی دور اندیش طبیعت نے پہلے ہی بھانپ لیا تھا کہ کفار کے ساتھ مقابلے کی نوبت آسکتی ہے اس لیے شیخ رحمہ اللہ نے کافی عرصے سے یہ معمول بنا لیا تھا کہ جہاں بھی ہوتے فدائی جیکٹ اپنے ساتھ رکھتے۔

امت کی غم خواری:

شیخ اسامہ رحمہ اللہ امت کے ہر دکھ کو اپنا ہی دکھ سمجھتے تھے۔ امت مسلمہ کو کہیں بھی کسی مصیبت یا تکلیف کا سامنا ہوتا تو شیخ تڑپ اٹھتے۔ خصوصاً قبلہ اول کی بازیابی کے لیے آپ بہت بے چین رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ آپ نے قسم کھائی کہ امریکہ اور امریکہ میں رہنے والے اس وقت تک امن وامان سے رہنے کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے جب تک ہم فلسطین اور افغانستان میں امن نہ دیکھ لیں۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ اہل ایمان کی فلاح و بہبود کے بہت حریص تھے۔ کہیں بھی مسلمانوں کو مدد کی ضرورت ہوتی تو شیخ حتی المقدور ان کی مدد فرماتے تھے۔ چونکہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ فی سبیل اللہ یہ سب کچھ کرتے تھے اس لیے ان باتوں کا چرچا نہیں ہونے دیتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بھائی نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ سے شکوہ کیا کہ آپ بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی مدد نہیں کرتے تو آپ نے اپنے خزانچی ابو تراب بھائی کو بلایا اور کہا ان کو بتاؤ کہ ہم اہل بوسنیا کی مدد کرتے ہیں یا نہیں تو ابو تراب بھائی نے بتایا کہ شیخ رحمہ اللہ نے بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کے لیے ہزاروں ڈالر دیے۔ اسی طرح کوئی بھی اسلامی جہادی تنظیم جو صحیح عقیدے پر قائم ہوئی شیخ نے اس کی ہر ممکن مدد کی یہاں تک کہ ایسی جہادی تنظیمیں جو آزادی کے لیے طواغیت سے تعاون لے کر کام کرتی تھیں بسا اوقات ان کی بھی مدد کرتے تھے، مثلاً کشمیر میں جہاد کرنے والی تنظیمیں وغیرہ۔ کیونکہ شیخ رحمہ اللہ جس کسی میں خیر کا کچھ بھی عنصر دیکھتے تھے تو اس کی مدد کرتے تھے تاکہ خیر اور بھلائی کو پھیلایا جا سکے۔ اسی طرح شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے شیشان میں مجاہدین کی ہر طرح سے مدد کی اور ان کو مالی وسائل اور افرادی قوت بہم پہنچائی۔ شیشان میں برسرپیکار بہت سے مجاہدین نے شیخ کے قائم کردہ معسکر میں تربیت حاصل کی تھی۔

اگلے مورچوں میں گزرے ایام:

شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے ۱۹۸۸ء میں روسی افواج کے ساتھ پیش آنے والے آخری معرکوں کی روداد سناتے ہوئے بتایا کہ غاصب روسی افواج اور عرب مجاہدین کے درمیان بھرپور لڑائی افغانستان میں 'جاجی' کے محاذ پر ہوئی۔ یاد رہے کہ جاجی کے محاذ پر پہلے افغان مجاہدین تھے جو گرمیوں میں تو وہاں قبضہ کر لیتے مگر سردیوں میں موسم کی شدت اور راستوں کی بندش کی وجہ سے روسی افواج کے ساتھ ایک دو لڑائیوں کے بعد اگلے مورچوں سے ہٹ کر پچھلے مورچوں پر آ جاتے تھے، جہاں سردیوں میں بھی رسد کی فراہمی ممکن تھی اور گرمیوں میں پھر پیش قدمی کر کے روسی افواج کو وہاں سے مار بھگاتے تھے۔ جب شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے یہ حال دیکھا تو انہوں نے اس طرح کا انتظام کیا کہ موسم سرما میں بھی اگلے مورچوں تک گولہ بارود اور رسد کی فراہمی ممکن ہو اور مجاہدین موسم سرما میں بھی مسلسل اگلے مورچوں پر رہ کر غاصب روسی افواج کے لیے دردِ سر بنے رہیں۔ اس سال موسم سرما کے آغاز میں شیخ اسامہ رحمہ اللہ اپنے ساتھ عرب مجاہدین کو لے کر بنفس نفیس اگلے مورچوں پر چلے گئے۔ وہاں دشمن کے مقابلے میں مجاہدین کی تعداد بہت ہی کم تھی ایسے میں دو اور عرب مجاہدین جن کا تعلق مصر سے تھا وہاں آئے۔ وہ کچھ دن وہاں رہ کر آگے کہیں اور جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ شیخ ابو حفص رحمہ اللہ نے شیخ اسامہ سے کہا کہ ان دونوں بھائیوں کو یہیں روک لیں کیونکہ یہاں ان کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس پر شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے کہا کہ تھوڑا صبر کریں شاید اللہ تعالیٰ خود ان کے دل میں یہ بات ڈال دے اور وہ یہاں رک جائیں۔ جب شام ہوئی تو دونوں بھائی خود شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے پاس آئے اور اسی محاذ پر شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کے ہمراہ رہنے کی اجازت چاہی۔ اس طرح وہ دونوں بھائی بالآخر وہاں رک گئے۔ اس محاذ پر مجاہدین کی قلیل تعداد کے پیش نظر شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے ایک بھائی کو جزیرہ عرب کی طرف بھیجا تاکہ مزید لوگوں کو جہاد کی طرف دعوت دیں اور یہاں محاذ کی طرف

لائیں۔اس موقع پر شیخ رحمہ اللہ نے ان بھائی کو کہا کہ ''جتنے دن آپ وہاں رہیں کم سے کم اتنے ساتھی واپسی پر آپ کے ہمراہ ہونے چاہئیں''۔ ڈیڑھ ماہ بعد جب وہ بھائی واپس آئے تو اپنے ہمراہ مزید پچپن تربیت یافتہ مجاہد ساتھی لے کے آئے۔

شیخ رحمہ اللہ دشمن کی نفسیات سے بخوبی واقف تھے۔روسی افواج کی نفسیات کی وضاحت کرتے ہوئے ایک بار انہوں نے کہا کہ روسی افواج رات کو حملہ کریں گی تو ہمیں دفاع کرنا ہوگا، وہ صبح حملہ کریں گی تو ہمیں دفاع کرنا ہوگا اسی طرح وہ ظہر اور عصر کے وقت حملہ کریں گی تو بھی ہمیں دفاع پر قائم رہنا ہوگا یہاں تک کہ وہ بالکل تھک جائیں اور ان میں لڑنے کی طاقت نہ رہے تو پھر ہم ان کو مرغیوں کی مانند پکڑ پکڑ کر قتل کر سکتے ہیں۔اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے وہاں موجود مجاہدین کو دو گروہوں میں تقسیم کیا۔ایک وقت میں مجاہدین کا ایک گروہ اگلے مورچوں پر رہتا جب کہ دوسرا گروہ آرام کرتا تھا تاکہ مجاہدین اگلے مورچوں پر چاق وچوبند رہ سکیں۔روسیوں نے موسم سرما میں مجاہدین کے مورچوں پر قبضہ کرنے کے لیے حملے کا آغاز شدید بم باری سے کیا۔

شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے بم باری کی شدت کا نقشہ کھینچتے ہوئے مجھے بتایا کہ ایک ایک میٹر کے فاصلے پر دشمن کے گولے آکر گرتے تھے لیکن بحمد اللہ مجاہدین ایسے کسی بھی حملے کے لیے پہلے سے تیار تھے اور انہوں نے خندقیں کھود رکھی تھیں۔جب بھی بم باری ہوتی مجاہدین ان خندقوں میں چلے جاتے اور اللہ کے فضل سے اس طرح مجاہدین بخیر وعافیت رہے۔بم باری کے جواب میں مجاہدین نے بھی اپنے پاس دستیاب معمولی اسلحے سے دشمن کو نشانہ بنایا اور اللہ کی نصرت اور مدد کی بدولت دشمن کا خاطر خواہ نقصان ہوا۔یہاں تک کہ زخمیوں کو اٹھانے کے لیے جب روسی ایمبولینس آئی تو مجاہدین نے اسے بھی نشانہ بنانے کی کوشش کی اور مجاہدین کا داغا گیا ایک گولہ ایمبولینس کے بالکل قریب ہی گرا جس سے ایمبولینس والے بھی خوفزدہ ہوگئے اور زخمیوں کو اٹھائے بغیر ہی ایمبولینس کو واپس بھگا لے گئے اور اس سخت معرکے میں بالآخر روسی افواج کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اور یہ معرکہ افغانستان میں لڑے جانے والے ان آخری معرکوں میں سے ایک معرکہ تھا جو روسی افواج کو افغانستان سے بھگانے کا سبب بنے۔

روسی افواج کے انخلا کے دوران پیش آنے والے ایک واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے بتایا کہ ایک مرتبہ ایک جرنیل کی قیادت میں اعلیٰ تربیت یافتہ روسی کمانڈوز ایک جنگل میں داخل ہوئے جہاں مجاہدین پہلے ہی ان کے استقبال کے لیے گھات لگائے ہوئے تھے۔روسی جرنیل کو نجانے کیا ہوا کہ دفعتاً ادھر ادھر دیکھ کر چلانے لگا۔اسی اثنا میں ایک مجاہد بھائی نے اپنی کمین گاہ سے نکل کر اس جرنیل پر حملہ کر دیا اور اس کو سر سے پاؤں تک گولیوں سے چھلنی کر دیا اس کے بعد میدان کارزار گرم ہوگیا۔اس کارروائی میں بہت بڑی تعداد میں روسی کمانڈوز جہنم واصل ہوئے۔ان عملیات کے بعد بڑی تعداد میں روسی فوج کا غیر منظم انخلا شروع ہوا۔روسی فوج کے پاس انخلا کا ایک ہی راستہ تھا جہاں پر مجاہدین ان کو الوداع کہنے کے لیے بھرپور تیاریوں کے ساتھ پہلے ہی موجود تھے۔بھاگنے والی روسی افواج کو ایک وادی سے گزرنا تھا جس کے آس پاس مجاہدین پہاڑوں پر پیکا، راکٹ اور ۸۲ ایم ایم وغیرہ لے کر گھات لگائے بیٹھے تھے۔جب کہ پہاڑوں کی آڑ میں مجاہدین نے ہاون اور بی ایم وغیرہ بھی نصب کر رکھے تھے۔شیخ اسامہ رحمہ اللہ بتاتے ہیں کہ روسی افواج کا ایک بہت بڑا ریلا اس وادی میں داخل ہوا۔بھگوڑے روسی فوجیوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ پوری وادی روسی افواج سے بھر گئی یہاں تک کہ اگر کسی پہاڑ سے پتھر بھی لڑھکایا جاتا تو کوئی نہ کوئی بھگوڑا فوجی اس کی زد میں آجاتا۔مجاہدین نے اس وادی میں اس بھگوڑی فوج کی ایسی درگت بنائی کہ اس کے بعد کہیں بھی انہیں مجاہدین سے لڑنے کی ہمت نہ ہوئی۔

شیخ حامد گل المصری کا امت کے نام پیغام:

میں اپنی محبوب امت مسلمہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ایک ہی راستہ ہے جو حق کا راستہ ہے، جس کے ذریعے ہم اس دنیا میں اسلام کا بول بالا کر سکتے ہیں اور خلافت اور شریعت کی حاکمیت قائم کر سکتے ہیں اور وہ جہاد کا راستہ ہے۔میں اپنے مجاہد بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس راستے میں ثابت قدم رہیں۔میں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ شیخ رحمہ اللہ کے اہل خانہ کی بازیابی کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔شیخ کے اہل خانہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے بلکہ ان میں سے دو تو شرعی علوم میں ڈاکٹریٹ کی سند کی حامل تھیں۔وہ ہماری بہنیں ہیں اور ہم نے ہمیشہ ان کے بارے میں خیر ہی سنا ہے۔ان کی رہائی کے جو کچھ ہو سکے، کریں مثلاً استشہادی عملیات سے طواغیت کو ان کی رہائی کے لیے مجبور کر دیں یا غیر ملکی محاربین کو اغوا کر کے ان کے بدلے رہا نہیں کروائیں یا اگر ممکن ہو تو مال خرچ کر کے انہیں رہا کروالیں۔کیونکہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ خود بھی یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں کسی مسلمان بھائی کی رہائی کے لیے سارا بیت المال بھی خرچ کرنا پڑے تو کوئی مسئلہ نہیں لیکن ہمارا بھائی رہا ہو جائے۔

نیز اس پر آشوب دور میں امت مسلمہ کو وہی کہنا چاہتا ہوں جو امام ابن القیمؒ نے فرمایا:

لا یغرنکم قلۃ السالکین ولا کثرۃ الھالکین

''تمہیں راہ حق کے راہیوں کی قلت اور راہ ہلاکت کے راہیوں کی کثرت پریشان نہ کرے''۔

تکالیف اور آزمائشیں تو راہ حق کا سنگ میل ہیں۔امام شافعیؒ سے جب پوچھا گیا کہ کیا بندہ بغیر آزمائش کے غلبہ پا سکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا:

لا یمکن المرء حتی یبتلی

یعنی کوئی فرد آزمائش کے بغیر غلبہ نہیں پا سکتا۔فتح ونصرت پانے کے لیے تو آزمائش سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔

☆☆☆☆☆

میرے قبیلے کا ہر نوجواں اسامہ ہے!

عمر صلاح الدین

وہ ایک شخص تھا کہ جس نے شرق و غرب میں بجھتی سی خاکستر کو ایک خوف ناک اور طوفانی آگ میں تبدیل کردیا... کیا عجب نگینہ تھا کہ جس کی روشنی سے مومن آنکھیں روشنی اور ٹھنڈک دونوں ہی حاصل کرتی رہیں...چہرے پر سدا بہار اطمینان اور دل کش لیکن طاغوت کے سینے میں تیز خنجر کی مانند جا لگتی خوب صورت مسکراہٹ...وہ ڈیزی کٹر اور ٹام ہاک کے اندوہ ناک دھاکوں کے بیچ بھی پر سکون نیند سو سکتا تھا...وہ اس مال دار اور غنی خاندان کا چشم و چراغ تھا کہ جس کے افراد ایک نماز مسجد الحرام، دوسری مسجد نبوی جب کہ تیسری مسجد اقصیٰ میں پڑھنے پر قادر تھے... مگر جب وہ خود دیکھا گیا تو ایسا کہ کہیں فلک بوس پہاڑوں کے درمیان کسی جان لیوا عارضی راستے پر اپنی لاٹھی ٹیکتا گزرتا نظر آیا...ایک عظیم گروپ آف کمپنیز کا کرتا دھرتا کہیں اپنے کچے مکان کی لپائی کرتا نظر آیا...اور کہیں دسیوں محلوں کا اکلوتا وارث کسی غار میں زمین پر بیٹھا مٹی میں اٹا نظر آیا...

ہاں مگر اس کے کلام کی وہ تاثیر کہ اس کی زبان نہ سمجھنے والا بھی اس کے درد پر رو دے... جنگ کی وہ مہارت کہ اس کے لگائے گئے زخم دو دو دہایاں بھی نہ بھر سکیں...کعبے کو گھیرنے کی جسارت کرنے والی احمق قوم پر ایسی ضرب لگائی کہ قیامت کی صبح تک کفر کی نسلیں بھی ہر سال ستمبر کے مہینے میں یوم ماتم و سوگ مناتی رہیں گی...

اس کی لگائی آگ نے زرقاویؒ کی صورت دجلہ و فرات کی زرخیز سرزمین کو ظالموں کا شمشان گھاٹ بنادیا...

اس کی ایک پکار نے پاکستانی مرتد نظام کے پچاس ہزار رکھوالوں کی لاشیں بچھادیں...اس کے ایک حکم پر شرق و غرب میں گستاخان رسول جہنم واصل کیے جانے لگے...اس کا حسن اور دلیری چیچنیا میں خطاب و ابو حفص کی صورت ظاہر ہوا تو وزیرستان میں ابو تراب، بدر منصور اور الیاس کشمیری کی شکل میں...رحمہم اللہ اجمعین!

جہاں ہزاروں مسلمان بچوں کے نام اس کے نام پر رکھے گئے تو وہیں وقت کا امیر المومنین خود اس کے عشاق میں سر فہرست رہا...وقت کا فرعون اس کا بال تک نہ ہلا پاتا کہ وہی اس کی جان کے درپے ہوگئے جن پر وہ جان نچھاور کرتا تھا...

ہاں اس کی اپنی ہی امت میں موجود ''احسان'' فراموشوں نے اس کی پیٹھ میں خنجر گھونپنے کی کوشش کی... کہیں اپنے ''مجاہدین'' کے روپ میں اس کے ساتھیوں کو پکڑ پکڑ کے امریکہ کے حوالے کرتے نظر آئے...تو وہیں ''اصلاحیوں '' کے روپ میں غدار'اس کے فکر و منہج میں کیڑے نکالنے کی ناکام کوشش کرتے نظر آئے...اللہ اللہ، شاید ہی ویسا سپہ سالار اس امت کو میسر آیا ہو کہ جس نے ہر سمت ہر جہت اور ہر نقطے سے دشمن پر ضرب لگائی...اور دشمن نے بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کیا مگر اس کا وار ہر بار کاری اور کامیاب رہا اور دشمن کا مقدر ہمیشہ ہی ناکامی و نامرادی ہی ٹھہرا...اس نے فضا سے ضرب لگائی اور طاغوت اکبر کی معیشت کا بیڑا غرق کردیا...وہ یمن کے پانیوں میں اترا تو اس نے صلیبیوں کو ان کی بحری طاقت کی اوقات یاد دلادی...وہ زمین پر لڑا تو جدہ، بیروت، مقدیشو، نیروبی، دارالسلام، قندھار اور اسلام آباد میں کفر اپنی لاشوں کی گنتی کرتا کرتا تھک گیا...

خشکی، تری اور فضا کے بعد اس نے لندن اور میڈرڈ میں کفر کو زیر زمین بھی نہ بخشا...اس کے اجداد نے جب کفر کو جنگ سے ذلیل و خوار کیا تو یہودی اپنے گھروندے اپنے ہاتھوں مسمار کرتے مدینہ سے دفع ہوتے نظر آئے اور اس کے احفاد نے جب جنگ سے کفر کو ذلیل کیا تو صلیبی اپنے کیمپ اپنے ہاتھوں مسمار کرتے افغانستان چھوڑتے نظر آئے...

سبحان اللہ!

''یہ اسامہ تھا''

اس کے کارناموں پر جانے کیوں زبان بلا ساختہ اس قرانی آیت کو دہرانے لگتی ہے

وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ (الحشر: ۲)

''وہ سمجھتے تھے کہ ان کے مضبوط قلعے ان کو اللہ کے عذاب سے بچالیں گے مگر اللہ نے ان کو وہاں جا پکڑا کہ جہاں سے انہیں گمان بھی نہ تھا! وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی گھروں کو اجاڑ رہے تھے اور مومنوں کے ہاتھوں بھی''۔

پس اے آنکھوں والو!! عبرت حاصل کرو!

ایبٹ آباد میں بزدلوں کی ایک فوج' اس دلیر پر حملہ آور ہوئی...فضا سے صلیبی لشکر وارد ہوئے تو زمینی جنگ نادان بوٹ پالشیوں کے ''مدینہ ثانی'' کی مرتد افواج نے لڑی...

نعوذ باللہ من ذالک...

صلیبی کتے اپنے قیمتی ہیلی کاپٹر کی تباہی اور دسیوں سپاہیوں کے قتل کے بعد واپس لوٹے تو کیانی کی قیادت والی راحیل و باجوہ کی ناکام کافر فوج نے بن لادن خاندان کے نہتے اور معصوم عورتوں اور بچوں پر اپنی ''طاقت'' کا مظاہرہ کیا...

اسلامی تاریخ کا کوئی بھی خوشہ چین شاید ہی پوری تاریخ میں کوئی ایک ایسا سالار ڈھونڈ سکے جس کی شہادت پر اس طرح تمام عالم کفر نے جشن منایا ہو...

مگر جانے وہ احمق کس چیز کا جشن مناتے رہے... شیخ ابو عبداللہؒ نے تو ان کی بدولت وہ انعام اور تحفہ پالیا تھا جس کی وہ ہمیشہ سے چاہت کرتے تھے...

خون آلود ٹکڑوں اور چیتھڑوں میں بٹا شیخ رحمہ اللہ کا مبارک اور پاکیزہ لاشہ خود کفر کے لیے عار، تحقیر، ذلت، ناکامی و نامرادی کا سبب بنا...

شیخ کی شہادت پر تمام مسلم امت بھی سڑکوں پر آگئی اور کفر کو یہ بتلادیا کہ یہ امت کس کی ہے اور کیا چاہتی ہے...

لاکھوں کی تعداد میں نوجوانوں نے جہاد کا عہد کیا اور ہزاروں محاذوں پر اُمڈ آئے...

اور پھر شیخ رحمہ اللہ ہی کے سبب ان نوجوانوں نے اپنے خون سے جو عظیم کارنامے رقم کیے ان پر بزبانِ شاعر یہی کہا جاسکتا ہے:

شہید ہو کر نکھر گیا ہوں

بشکل خوشبو بکھر گیا ہو

پھر نوجوانوں نے شیخؒ کا قصاص کہیں پاکستان کے طول عرض میں پھیلے فوجی کیمپوں سے وصول کیا تو وہیں امارت اسلامیہ میں تابوتوں سے بھرے کنٹینر c130 طیاروں کو کابل سے نیو یارک پھیرے لگواتے رہے...

مجاہد بھائیوں نے قصاصِ مرشد میں پاکستانی فضائیہ و بحریہ بیس روند ڈالے تو وہیں شیخ رحمہ اللہ کی اپنی تنظیم نے ان کا قصاص امریکی، بھارتی اور پاکستانی بحریہ پر یکلخت حملہ کر کے ایک عظیم غزوے ''معرکہ شیخ اسامہ'' کی صورت لیا... جس کی کارگزاری پر بذات خود ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے...

آج آپ رحمہ اللہ اپنے رب کی جنت میں یقیناً کسی سبز پرندے کے قالب میں عرش سے لٹکی کسی قندیل میں محو سکون ہوں گے (نحسبہ کذالک)

صنم کدوں کے لیے امتحاں اسامہ ہے

ستم کے سر پہ بھی تیغ نہاں اسامہ ہے

وفا کہ قتل پہ کوئی نہ چھپ سکے گا کہیں

جدھر بھی جاوگے ظالم وہاں اسامہ ہے

جو دیکھنے میں غریب الدیار ہے لیکن

دلوں کی دھڑکنوں کا حکمراں اسامہ ہے

سخاوت و شجاعت کی انتہا دیکھو

غموں کی دھوپ میں اک سائباں اسامہ ہے

ارے او بزدلو! تم کس کی بات کرتے ہو؟

میرے قبیلے کا ہر نوجواں اسامہ ہے

یقیناً اسامہ کسی شخصیت یا جماعت نہیں بلکہ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کے اس تسلسل کا نام ہے جس کی اولین کڑیوں میں اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے... یہی تو وہ وجہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ کا لشکر شرق و غرب میں مبارک دین کی نشاۃ ثانیہ سے کم پر راضی ہی نہیں... آپ کی قربانی کی برکات ہی تو ہیں کہ کشمیر کی تحریکِ حریت اب نفاذِ شریعت کی جدوجہد بن چکی، فلسطین کی مسلم عوام الولاء والبراء سے عاری، سیاسی جمہوری اور وطن پرستانہ تحاریک کو خیر باد کہہ کر توحید کے پرچم تلے اکٹھے ہونے لگی ہے... افغان مرتد حکومت کی حیثیت اسلامی امارت کے نزدیک اب اس کاٹھ کباڑ کی سی ہو گئی ہے کہ جس کو، جب، جہاں اور جیسے چاہا اٹھا پھینکا... صومالیہ کے شیر دارالحکومت کی کھوکھلی دیواروں کو جب چاہیں ایک ہی ہلے میں گرادیں کہ اس سے قبل آس پاس کی کفریہ حکومتوں کو بھی ذرا سبق سکھا ہی دیا جائے...

جزیرہ عرب میں لاکھوں افواج والا مرتد اتحاد جب رافضی پینڈو حوثیوں کے ہاتھوں خجل خوار ہے تو وہیں شیخ ہی کا لشکر، یمن کے اہل سنت کا معاون و محافظ ہے... آپ کی شہادت بعد آپ کی پسند کو پورا کرتے ہوئے فرانس، پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش میں گستاخان رسول کی سرکوبی کا مبارک آپریشن آپ کے نامہ اعمال میں نور علی نور کا سبب ہی تو بن رہا ہے... محوِ آرام چیچنیا ایک مرتبہ پھر صلیبی روس سے بغاوت کی انگڑائیاں لینے لگا ہے... آپ کے بیٹے مظلوم عراق و شام کا انتقام لینے کے لیے روس کے اندر داخل ہو چکے ہیں... ہندوستان اور پاکستان کی مشرک استخبارات بھی آپ کے لشکر کو ہندوستان میں داخل ہونے سے روکنے کی ناکام کوشش میں لگی ہیں...

پاکستانی مجاہدین بھی مقدس صفوف غالیوں سے پاک کر کے اپنی توجہ فقط کفریہ نظام کی جڑیں کھوکھلی کرنے پر لگائے ہوئے ہیں... مالی اور مغرب اسلامی سے آپ کے لشکری بس اب یورپ سے کچھ ہی فاصلے پر چند کچی فصلیں ڈھانے کے درپے ہیں...

پوری دنیا میں مسلم نوجوانوں کو کفر کے مخالف محاذوں پر لانے کا یہی تو وہ مبارک مقصد تھا جس کی خاطر آپ نے اپنی خوش نما زندگی اور اس کی تمام تر رونقیں بھلادیں... لیکن سوچتا ہوں کہ اگر کل قیامت کے دن شیخ رحمہ اللہ نے ہمارا گریبان پکڑ لیا اور ہماری اس مصنوعی اور جھوٹی مصروفیات کے مقابلے میں اپنی حقیقی خوشیاں اور زندگی کی رعنایاں رکھ دیں اور ہمارے مقدمے کو احکم الحاکمین کی عدالت عالیہ میں جا پیش کیا تو کیا ہم کچھ جواب دے پائیں گے... یا کہ دین کی کوہان کا عملی کفر ہمیں بئس المصیر کا باسی بنادے گا... نعوذباللہ من ذالك

شیخ کے یوم شہادت پر چند آنسو نہیں بلکہ جہاد سے دوری کا ایک مراقبہ اور اس کے بعد ایک ہجر عیال کا ایک کڑوا گھونٹ درکار ہے...

اپنے سالاروں کا ماتم اہل کفر کا شیوہ جب کہ مومن تو آگے بڑھ کر سالار کی جگہ سنبھال لیتے ہیں... آئیں اس مئی اپنے رب سے عہد کرلیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشکیل کردہ لشکر اسامہ (یعنی راہ جہاد) میں شامل ہوں گے... اور اور اسی راستے پر اپنی جان وار دیں گے جس میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ چلے اور اسامہ بن لادن رحمہ اللہ شہید کر دیے گئے... اللہ ہمیں توفیق اور اس کے بعد استقامت سے نوازیں... آمین

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہؒ کا شہدائے اسلام سے تعلق

شیخ عبداللہ عزامؒ کے قلم سے

شیخ اسامہؒ، شیخ عبداللہ عزامؒ کے قریبی رفقا میں شمار ہوتے تھے... شیخ عزامؒ نے اپنی تقاریر اور تحاریر میں حتیٰ کہ اپنی آخری وصیت میں بھی شیخ اسامہؒ کا تذکرہ مشفقانہ، والہانہ اور محبت بھرے انداز میں کیا ہے...زیر نظر تحریر دراصل شیخ عزامؒ کے شہدائے عرب کے تذکروں پر مشتمل ہے جو گاہے بگاہے 'الجہاد' اور 'بنیان مرصوص' نامی شماروں میں چھپتے رہے اور بعد ازاں اُنہیں 'عشاق الحور' کے نام سے مرتب کیا گیا...ان مضامین میں جہاں جہاں شیخ عزامؒ نے شہدا کے ساتھ شیخ اسامہؒ کے خصوصی تعلق کا تذکرہ کیا، وہ مقامات ہم بعینہٖ نذرِ قارئین کر رہے ہیں...درہے کہ 'ماسدۃ الانصار' نامی مرکز شیخ اسامہؒ کی امارت میں قائم تھا جس میں عرب مجاہدین کے لیے عسکری علوم وفنون کی تربیت اور عملی محاذ پر شرکت کے لیے تشکیلات کا نظام قائم تھا...ان سبھی شہدا کا تعلق ماسدۃ سے ہی تھا

ابوعبداللہ کی عثمان سے محبت:

عثمان مأسدہ کے لیے ایک شجرِ سایہ دار کی صورت اختیار کر چکے تھے۔ان کی دوری ہم میں سے کسی کو بھی گوارا نہ تھی۔ماہِ شوال میں میں ابوعبداللہ (اسامہ بن لادن) کے ساتھ میدان کارزار میں تھا۔جب معرکہ خوب گرم ہوا تو ابوعبداللہ کہنے لگے ''عثمان کو بھیجو کہ وہ یہاں پہرہ دیں اور کھانا تیار کریں''۔ہماری ہمیشہ یہ خواہش ہوتی کہ ہمارے کمرے کا پہرہ عثمان دیں۔عبدالمنان اور عبدالرحمن نیچے اتر کر دشمن کے مورچے کا جائزہ لینے گئے ہوئے تھے۔کافی انتظار کے بعد بھی دونوں واپس نہیں لوٹے تو شیخ ابوعبداللہ اسامہ بن لادن نے ایک دستہ عثمان کی سرکردگی میں نیچے بھیجا کیونکہ انہیں علاقے کے چپے چپے سے واقفیت تھی۔

اور واقعتاً وہ جنت کی خوشبو تھی!

ابوعبداللہ (اسامہ بن لادن) نے توپوں اور ٹینکوں کی گھن گرج سنی تو عبدالمنان اور عبدالرحمن کو آوازوں کی سمت روانہ کیا۔چلتے ہوئے عبدالمنان، اسد اللہ سندھی کے پاس کے پاس سے گزرے۔اسد اللہ ان سے پوچھنے لگے :''آپ لوگ کب آئیں گے؟'' عبدالمنان نے جواب دیا:''ہم ان شاء اللہ واپس نہیں آئیں گے''۔شہادت کی قربت کا احساس دیگر کئی شہدا کو بھی ہو چلا تھا۔شیرِ ہرات صفی اللہ افضلی جب اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگے تو کہنے لگے :

''مجھے بڑی عجیب سی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔شاید یہ جنت کی خوشبو ہے''۔

اور واقعتاً وہ جنت ہی کی خوشبو تھی، جو چند گھنٹوں کے اندر اندر انہیں شہادت کا مژدہ سنانے آئی تھی۔

ابو مسلم اور ابوعبداللہ کا قریبی تعلق:

ابو مسلم صنعانی نے رختِ سفر باندھا اور شریکِ کاررواں ہو گئے۔ابوعبداللہ (شیخ اسامہ بن لادن) مجاہدین کو وعظ و نصیحت کی غرض سے انہیں ماسدہ کھینچ لائے۔اب ان کا زیادہ وقت جاجی اور ماسدہ میں جہادی خطبات دینے میں صرف ہوتا۔

اسامہ بن لادن اور ابوالحسن نہیمی کے درمیان گاڑھی چھنتی تھی۔دونوں میں سے ہر کوئی ابو مسلم کو اپنی جانب کھینچ رہا ہوتا۔ابوعبداللہ اسامہ بن لادن اُن سے کہتے کہ قندھار کو کسی ایسے پختہ مقرر کی شدید ضرورت ہے جو مجاہدین کی فکری تربیت کر سکے۔وہ چاہتے تھے کہ کم از کم دو ہفتوں کے لیے ابو مسلم تمام کام چھوڑ کر قندھار کے مجاہدین کی تربیت کا کام انجام دیں۔دوسری طرف ابوالحسن انہیں کابل لے جانے پر مُصر رہے تاکہ وہاں کے لوگوں کی جہادی خدمت کی جاسکے۔بالآخر اسامہ انہیں قندھار لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ابو مسلمؒ نے ابوعبداللہ اسامہ بن لادن کو اپنی وصیت میں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''اے عرب مجاہدین کے امیر !ابوعبداللہ (شیخ اسامہ)!میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ آپ میرے بارے میں کوئی تحریر یا میری کوئی تصویر کسی رسالے میں نہ بھجوائیں۔''الجہاد''اور''بنیان مرصوص''میں بھی نہیں۔ اگر میری اس وصیت کی خلاف ورزی کی گئی تو میں قیامت کے روز آپ کا گریبان پکڑ لوں گا۔والسلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ''۔

مأسدۃ کا بلال محمد خلف صخری شہید:

محمد خلف صخری نے جزیرہ العرب کے شہر طائف میں بچپن اور جوانی کے مراحل طے کیے۔جب ابوعبداللہ شیخ اسامہ بن لادن نے طائف میں مأسدۃ الانصار (انصار کی کچھار) کی بنیاد رکھی تو ابو حنیفہ نامی ایک نوجوان ان کے ساتھ شامل ہوا۔شیخ اسامہ کو اس نوجوان نے بہت متاثر کیا۔چنانچہ انہوں نے انہیں تبلیغی دورے پر روانہ کیا۔ابو حنیفہ طائف سے تعلق رکھتے تھے،ان کی کوششوں نے طائف کے نوجوانوں کے دل مجاہدین کے لیے کھول دیے۔انہوں نے جب اپنا لائحہ عمل اہلِ طائف کے سامنے رکھا تو نوخیز جوانوں کی ایک پوری جماعت ان کے گرد اکٹھی ہو گئی۔ان ہی میں صخر بھی شامل تھے جنہیں ''مأسدۃ بلال'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مأسدۃ عرب مجاہدین کی توجہ کا سب سے بڑا مرکز:

اسامہ بن لادن کا معسکر عرب مجاہدین کی توجہ کا سب سے بڑا مرکز تھا۔شفیق مدنیؒ نے بھی اپنے عرب بھائیوں کے ساتھ مرکز کا رخ کیا۔ (بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

شام، اللہ کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکے گا!

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن تبعہ الی یوم الدین

دنیا بھر میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیوں! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد، میں شام میں موجود اپنے محبوب بھائیوں کو یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ آپ کے زخم پوری امت کے زخم ہیں اور آپ کا درد پوری امت کا درد ہے۔ آپ ہمہ وقت ہماری دعاؤں میں رہتے ہیں اور ہماری تمنا ہے کہ ہم آپ کے دفاع میں اپنے جانیں نچھاور کر دیں۔ اگر کوئی چیز ہماری راہ میں حائل ہے تو وہ یہی حقیقت ہے کہ ہم بھی اُسی صلیبی دشمن کے خلاف جنگ میں ہیں جس کے خلاف آپ لڑ رہے ہیں، ہر چند کہ ہمارے محاذ علیحدہ علیحدہ ہیں۔

سرزمینِ جہاد و رباط شام میں موجود میرے مسلمان بھائیو!

آپ کو صرف اور صرف اسی وجہ سے نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ آپ سرزمینِ شام میں شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں، عالمی شیطانی اتحاد کبھی بھی اس بات کو قبول نہیں کر سکتا اور وہ اس اسلامی لہر کو روکنے کے لیے کوئی بھی راستہ اختیار کرنے کو تیار ہے۔

اے ہمارے محبوب اہل شام! اس لیے آپ کو اس صلیبی اور رافضی اتحاد کے خلاف ایک محفوظ جنگ شروع کرنی ہوگی۔ پس ثابت قدم رہیے، کہ فتح صبر کے ساتھ، راحت سختی کے ساتھ اور غلبہ اتحاد کے ساتھ ہی آتا ہے۔ جان لیجیے کہ فتح آتے وقت زیادہ دیر نہیں لگتی۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: ۱۳۹)

"اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح غم کرنا اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے"۔

آپ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے سرزمینِ شام میں اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی کے لیے جہاد کا راستہ اختیار کر لیا ہے، تاکہ شام کو ظلم اور جبر سے نجات دلا سکیں اور فساد سے پاک کر سکیں۔ پس پیچھے مت ہٹیے۔ کسی سمجھوتے یا دھوکے میں نہ آیئے۔ عزت سے موت کو گلے لگا لیجیے لیکن کبھی بھی ذلت کی زندگی پر راضی مت ہو جایئے گا۔ اپنے مسلمان بھائیوں اور دیگر مجاہدین کی صفوں میں اتحاد پیدا کیجیے، نا صرف شام میں بلکہ دنیا بھر میں کہیں بھی جہاں پر مسلمانوں کے خلاف صلیبی معرکہ بپا ہے۔

شام میں موجود ہمارے بھائیو! ابو رغال کی چالوں سے ہوشیار رہیے جو آپ کو اس فریب میں مبتلا کرنے کی کوشش میں ہے کہ اگر تم جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ کر قوم پرستی پر مبنی شامی جدوجہد کو اپنا لو تو یہ مجرمین تم سے راضی ہوں گے۔ یہ بات قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (البقرۃ ۱۲۰)

"اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تک کہ ان کے مذہب کی پیروی اختیار کر لو (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی خدا) کے آجانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہو گا نہ کوئی مددگار"۔

شام میں موجود ہمارے بھائیو! میں یہاں کچھ الفاظ اپنے لیے اور آپ کے لیے نصیحت کے طور پر کہنا چاہوں گا۔ ہمیں سب سے پہلے اپنے اعمال کا مسلسل جائزہ لینا چاہئے، اور ایسے تمام طرح کے امور سے خود کو دور کرنا چاہیے جو ہمیں فتح سے دور کر رہے ہوں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تو کسی صورت بہتر نہیں ہو سکتے، انہوں نے بھی (غزوۂ اُحد کے موقع پر) اطاعت میں معمولی سے لغزش کی تو فتح دور کر لی گئی۔ پس فتح تک پہنچنے کے لیے اپنے اعمال کا مسلسل اور سخت جائزہ لینا اور احتسابِ عمل ہی پہلا قدم ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میری نظر میں شام کے اندر اب جنگ کو گوریلا انداز میں چلا کر دشمن پر زخم لگانے چاہئیں یہاں تک کہ اس کا ہر زخم رِسنا شروع ہو جائے اور بالآخر اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے۔ کسی بھی دور میں مغرور ظالموں کے خلاف یہ مظلوموں کا سب سے کار گر طریقہ رہا ہے۔ قطعاتِ زمین پر قبضے تک خود کو محدود کر کے نہ رکھیں، بلکہ دشمن کے مورال کو ختم اور اُن کے حوصلوں کو پست کرنے پر توجہ دیں۔ مسلسل کاری ضربیں لگا کر دشمن کو مایوسی کی اس حد تک پہنچا دیں جہاں سے واپسی کی کوئی راہ نہ ہو۔

شام کا محاذ پوری امت کا محاذ ہے۔ ہمیں اسے صرف شام کے لوگوں کا مسئلہ نہیں کہنا چاہیے، یہ دشمن کا منصوبہ ہے کہ ہم اس جنگ کو صرف شام کے لوگوں کی جنگ کہیں۔ دشمن کی خواہش ہے کہ کسی طرح سے شام کے شرعی جہاد کو تبدیل کر کے اسے ایک وطن پرست تحریک بنا ڈالے اور پھر اس وطن پرستانہ تحریک کو ایک علاقائی مسئلے کے طور پر اٹھائے اور آخر میں اسے پھر شہروں اور دیہات کا مسئلہ بنا کر ختم کر ڈالے۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ شام کا محاذ پوری امت کا محاذ ہے۔ ہمیں اسے صرف شام کے لوگوں کا مسئلہ نہیں کہنا چاہیے، یہ دشمن کا منصوبہ ہے کہ ہم اس جنگ کو صرف شام کے لوگوں کی جنگ کہیں۔ دشمن کی خواہش ہے کہ کسی طرح سے شام کے شرعی جہاد کو تبدیل کر کے

اسے ایک وطن پرست تحریک بناڈالے اور پھر اس وطن پرستانہ تحریک کو ایک علاقائی مسلے کے طور پر اٹھائے اور آخر میں اسے پھر شہروں اور دیہات کا مسئلہ بنا کر ختم کرڈالے۔

اس سازش کا توڑ یہی ہے کہ ہم شام کے جہاد کو پوری امت کا جہاد قرار دیں اور اسے اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنے والے تحریک میں ضم کریں۔اس لیے ہمیں امت کو اس جہاد میں اپنے بیٹوں، مال، صلاحیتوں اور طاقتوں سے شرکت کی دعوت دینی ہو گی۔اور ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ پہلے جن ہستیوں نے شام کا دفاع کیا یعنی صلاح الدین ایوبی، سیف الدین قطز، بربر مجاہدین، محمد بن قلاوون اور ترکانِ عثمانی، ان میں سے کوئی بھی شامی نہ تھا بلکہ یہ سب، سب سے پہلے مسلمان مجاہدین ہی تھے۔

پس ہمیں صف اول کے مجرمین سے ڈکٹیشن لینے کی کوئی ضرورت نہیں جو دہشت گرد اور شدت پسند قرار دے کر ہمیں صفحہ ہستی سے مٹادینا چاہتے ہیں۔یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے محمد مرسی تک کو برداشت نہ کیا حالانکہ مرسی نے وہ سب کچھ کیا جو یہ چاہتے تھے۔میں اللہ تعالیٰ کے حضور شام میں اپنے بھائیوں کی استقامت کی دعا کرتا ہوں۔

اے اللہ! شام کے مسلمانوں کی فتح و غلبے کے ساتھ مدد فرما، اور تمام مجاہدین کو اتفاق واتحاد کے ساتھ ایک موقف اپنانے کی توفیق عطا فرما اور انہیں توفیق دے کہ وہ دنیا بھر میں اپنے مشترکہ دشمن کے خلاف متحد ہو سکیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین

☆☆☆☆☆

بقیہ: شیخ اسامہؒ کا شہدائے اسلام سے تعلق

یہ لوگ معسکر ہی میں تھے کہ کمیونسٹوں نے اچانک وہاں پر یلغار کر دی۔ کمیونسٹوں نے اسی کمرے پر دھاوا بولا جہاں شفیق موجود تھے۔ان کی زندگی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں حیرت انگیز طور پر بچالیا۔اگلے روز مجاہدین نے معسکر کو کافروں کے ہاتھوں سے چھڑانے کی ٹھانی۔شفیق بھی ان شیروں میں شامل تھے جو گل رحمن کے ساتھ دشمن پر ٹوٹ پڑے۔معسکر دشمنوں کے قبضے سے نکل آیا لیکن گل رحمن مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

مأسدہ کے نوجوان یکے بعد دیگرے داغ مفارقت دیتے چلے جارہے تھے۔ جلال آباد کی زمین نے اب تک بہت سے شیر جوان اپنے دامن میں سمیٹ لیے ہیں۔ابو عبد اللہ اسامہ بن لادن جب ایسی کسی الم ناک خبر کو سنتے تو ان کا دل کٹ کر رہ جاتا۔ابھی اس دل گرفتگی کی کیفیت سے نکل ہی نہ پاتے کہ ایک نیا زخم سینے میں آلگتا۔ہر شہید کی جدائی ان کی یہ کیفیت کر دیتی:

ابنت دھر عندی کل بنت

فکیف وصلت انت من الزحام

جرحت مجرحاً لم یبق فیہ

مکان للسیوف أو السھام

جب ابوذہب نے داغ مفارقت دیا تو اسامہ بن لادن نے کہا:

''میں کسی کی جدائی پر اتنا دل گرفتہ نہیں ہوا جتنا ابوذہب کی جدائی نے مجھے دل گرفتگی میں مبتلا کر دیا ہے''۔

کچھ ہی دنوں بعد خالد کُردی بھی ان سے جا ملے تو ابو عبد اللہ کہنے لگے ''خالد سے بڑھ کر مجھے کوئی عزیز نہ تھا''۔ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ عبد المنان اور عبد الرحمن مصری بھی اسی کارواں میں شامل ہوئے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: ہدایت کی اقسام

پورے کے پورے قبیلے...آپ جانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام (جیسا کہ روایات میں آتا ہے) سمٹ کر صرف مدینہ تک رہ گیا۔ پورے کے پورے قبائل مرتد ہو گئے۔یعنی اکثریت جو ہے، وہ دین سے واپس پھِر گئی۔ تو ہدایت پر قائم رہنے کی یہ توفیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں مانگتے ہیں اور مطمئن نہیں ہوتے کہ ایمان آیا تو اب یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آگیا، دوبارہ کبھی نہیں چھین سکتا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ''صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَی طَاعَتِكَ'' کہ ہمارے دلوں کو اطاعت کی طرف پھیر دے...تو ہم کیسے مستغنی ہو سکتے ہیں؟ ہم کیسے یہ گارنٹی (guarantee) خود ہی سے فرض کر سکتے ہیں کہ بس اب چل پڑے تو دوبارہ کبھی چھنے گی نہیں۔ لہٰذا اللہ سے ڈرتے ہوئے یہ سفر کٹے اور یہ یقین ہو کہ میں اپنی قوت سے، میں اپنی کوشش سے، میں اپنی کسی خوبی کے سبب سے، اپنے کسی بھی بس کی وجہ سے، اپنے سے منسوب کسی بھی خیر کی وجہ سے میں اس رستے کے اوپر نہیں ہوں! ایمان کے رستے کے اوپر، جہاد کے رستے کے اوپر، نیکیوں کے رستے کے اوپر اگر ہوں تو (جتنا بھی ہوں، کمزوریوں سمیت) اللہ کی دین ہے اور اللہ تعالیٰ لحمہ لحمہ یہ ہدایت دیتے رہیں، تبھی یہ سفر کٹے گا، موت تک اور آخری غرغرے تک...ورنہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ذرا بھی رخ پھیرا، تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ یقین بھی ہمارے دلوں میں راسخ فرما دیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ہدایت کی طرف اور اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اطاعت کی طرف پھیر دیں اور اس پر جمے رہنے کی توفیق بخشیں۔(آمین)

ماخذ: سلسلہ دروس حدیث، بعنوان، ''توحید باری تعالیٰ''

از شہید عالم ربانی استاد احمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ

جان لو! اللہ کی نصرت قریب ہے

(امیر جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ کا پیغام)

الحمد للہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔ اما بعد۔

فأعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ‌ؕ مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ

میرے مجاہد ساتھیو! اللہ کے راستے میں اپنی جانیں قربان کرنے والو! اللہ کے راستے میں جب مشکلات بڑھنے لگیں، آزمائشیں اور ابتلائیں سخت ہو جائیں، دکھ درد اور غموں کی فضائیں گھٹاٹوپ ہونے لگیں، کشتی کے تمام پتوار ہاتھ سے چھوٹ جائیں، تمام اسباب، مادی سہارے ٹوٹ جائیں اور حالت ایسی ہو جائے کہ اولوالعزم بھی پکار اٹھیں، متیٰ نصر اللہ، دل کی گہرائیوں سے یہی آوازیں آنے لگیں، متیٰ نصر اللہ، تو جان لینا چاہیے کہ اللہ کی مدد کا وقت آپہنچا ہے، اللہ کی مدد آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی کتابِ مبین میں آپ کو خوش خبریاں اور بشارتیں سنا رہا ہے کہ مشکلات و آزمائشوں کے بعد اللہ کی مدد آیا چاہتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے دین کے غلبے اور اپنی شریعت کے نفاذ کے لیے قتال کرنے والوں کو ایسے وقت میں خوش خبری سنایا کرتے ہیں جن کو سن کر دنیا والے، دلوں کے مرض میں مبتلا لوگ ایسی باتوں کو دیوانگی اور جنون کہا کرتے ہیں، لیکن جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان و یقین بھر دیا ہو، وہ خطرناک سے خطرناک صورتِ حال میں بھی اپنے رب اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں پر ایسا یقین رکھتے ہیں، جیسے لوگ آنکھوں دیکھی چیزوں پر یقین رکھتے ہیں۔

آیئے! اپنے ایمان کو تازہ کرنے کے لیے، اپنے حوصلوں کو گرمانے کے لیے، اپنے جذبوں کو حرارت دینے کے لیے ایک منظر نامے کو اپنے سامنے لاتے ہیں۔ ایسا منظر نامہ جس کی ہیبت و سنگینی کو اللہ تعالیٰ خود اس انداز میں بیان فرما رہا ہے کہ غزوۂ خندق کے موقع پر مسلمانوں پر کیسی سخت آزمائش ڈالی گئی، اِذۡ جَآءُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ وَمِنۡ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ وَاِذۡ زَاغَتِ الۡاَبۡصَارُ، وہ منظر ذرا اپنی آنکھوں کے سامنے لایئے، جب مدینہ منورہ کے اوپری جانب سے بھی دشمن گھیرا ڈال چکا اور نیچے کی جانب سے بھی محاصرہ کیا جا چکا، جزیرۃ العرب کی سپر پاور اسلام اور مسلمانوں کو مدینہ ہی میں دفن کرنے کی قسمیں کھا کر نکلی ہیں، ان کو باہر اور اندر کے یہود کی حمایت حاصل ہے، ساتھ میں دیگر عرب قبائل کو بھی لایا گیا ہے جب کہ اندر منافقین اور ایک جانب یہود بھی مسلمانوں کو مٹانے کے خواہش مند ہیں۔

ایسے وقت میں قرآن کہتا ہے: وَاِذۡ زَاغَتِ الۡاَبۡصَارُ، ایسی سنگین صورت حال میں آنکھیں پتھرائی جاتی ہیں، وَبَلَغَتِ الۡقُلُوۡبُ الۡحَنَاجِرَ، اور کلیجے منہ کو آتے ہیں۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کو ختم کر دیا جائے گا، کیا اللہ کی زمین سے اللہ کا نظام ختم کر دیا جائے گا، جس شریعت کے نفاذ کے لیے، جس دین کے غلبے کے لیے، غزوۂ احد اور دیگر غزوات و سرایا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کا قیمتی لہو گرا، کیا وہ سب رائیگاں چلا جائے گا۔ لشکر کی آمد سے پہلے صحابہؓ خندق کھودنے میں مصروف ہیں۔ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے جاں نثاروں کو سخت سردی اور بھوک پیاس سے نڈھال، تھکاوٹ سے بے حال دیکھا، تو زبانِ نبوت پر ان کے لیے دعائیں جاری ہو گئیں، فرمایا:

اللھم إن العیش عیش الآخرۃ

فاغفر الأنصار وَالْمُهَاجِرَهْ

اے اللہ! زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے، سو آپ انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما دیجیے۔ اور آخرت کی زندگی ان کی سنوار دیجیے۔ شریعت کے متوالوں نے محسوس کر لیا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہماری حالت دیکھ کر غمگین ہو رہے ہیں، جانثارانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیک زبان پکار اٹھے:

نَحۡنُ الَّذِینَ بَایَعُوا مُحَمَّدًا

عَلَی الۡجِهَادِ مَا بَقِینَا أَبَدًا

یا رسول اللہ! ہم تو وہ ہیں، جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مرتے دم تک جہاد کی بیعت کی ہے کہ ہم اسی راستے میں اپنی جانیں قربان دیں گے۔ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ خندق کھود رہے ہیں۔ خندق کھودتے کھودتے ایک چٹان آئی، جس پر کدال بھی ٹوٹ گئی، حضرت سلمان فارسیؓ، آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ چٹان آگئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، کدال ہاتھ سے لی اور ایک چٹان کو توڑنے لگے، چٹان سے روشنی پھوٹ پڑتی ہے، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے تکبیر کا کلمہ بلند ہوا۔ پھر دوسری اور تیسری مرتبہ بھی ایسی ہی روشنی پھوٹی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر تکبیر کا نعرہ بلند ہوا، حضرت سلمان فارسیؓ اور دیگر صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا اور اس روشنی کے بارے میں پوچھا، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پہلی روشنی میں مجھے حیرہ اور کسریٰ کے شہر دکھا دیے گئے، اور جبریلؑ نے بتایا کہ میری امت ان کو فتح کرے گی، دوسری روشنی میں مجھے رومی سلطنت کے سرخ محلات روشن ہوئے اور جبریلؑ نے مجھے بتایا کہ میری امت ان کو بھی فتح کرے گی، تیسری روشنی میں یمن کے صنعا کے محلات نظر آئے اور جبریلؑ نے ان کی فتح کی خوش خبری سنائی۔

اے میرے مجاہد ساتھیو! ایسے نازک وقت میں یہ خوش خبری ایسی تھی جس پر صرف وہی یقین کر سکتا تھا جس کے دل کو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کے لیے کھول دیا تھا۔

ورنہ بیمار اور مرض میں مبتلا دل والے اس کے سوا کیا کہہ سکتے تھے کہ اس کی حالت دیکھو کہ تمام عرب تیر و تفنگ سے لیس ہو کر ان پر چڑھ آیا ہے جب کہ ان کی حالت یہ ہے کہ ان کو کھانے کو روٹی کے ٹکڑے تک میسر نہیں، پیٹ پر پتھر باندھے پھرتے ہیں۔ مدینہ سے باہر نہیں نکل سکتے، ان کے بچنے کا کوئی راستہ ہی نہیں بچا لیکن نعرے اور دعوے دیکھو کہ یہ بوسیدہ و پراگندہ حال روم و فارس فتح کریں گے۔ کتنے تعجب کی بات ہے۔ یہ حالات صرف ہمارے اوپر نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حالات مسلمانوں پر لایا کرتا ہے تاکہ کھرے کھوٹے الگ کر دیے جائیں، سچے اور جھوٹے پرکھ لیے جائیں۔ پھر یاد رکھو! یہ آزمائش جب اس درجے پر پہنچ جائے کہ کیفیت، وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا کی ہو جائے کہ ان کو شدید جھنجوڑ دیا گیا، حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ، اتنا جھنجوڑا گیا کہ رسول اور ان پر ایمان لانے والے پکار اٹھے، مَتَى نَصْرُ اللّٰهِ! اللہ کی مدد کب آئے گی، اس کی مدد کا یقین تو ہے، لیکن یہ کب آئے گی؟ اس کے بعد اللہ کی جانب سے اعلان ہوتا ہے خوش خبری کا... أَلَا... سنو! اے میرے چاہنے والو! سنو! اے میرے قرآن کے نفاذ کے لیے تکلیفیں اٹھانے والو! سنو! اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت پر مر مٹنے والو! گھر بار چھوڑ دینے والو! در بدر ہو جانے والو!... أَلَا... سنو! إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ، اللہ کی مدد آیا ہی چاہتی ہے، وہ اپنی شریعت پر مر مٹنے والوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا، یقین رکھو! اس کی مدد آنے والی ہے۔

سو! اے قرآن کے نفاذ کے لیے جانیں ہتھیلی پر رکھے پھرنے والو! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے متوالو! جو اپنے بال بچوں کو بھی اس راستے میں در بدر کیے پھرتے ہو۔ آزمائش کا طویل ہو جانا کہیں تمہیں مایوس نہ کر دے، شریعت کے دشمنوں کا دندناتے پھرنا کہیں تمہیں پریشان نہ کر دے... یقین رکھو! حالات جتنے بھی غیر موافق نظر آئیں، زمینی حقائق غزوۂ خندق کی طرح کیوں نہ ہو جائیں... لیکن اللہ کا وعدہ ہے جو اس کی شریعت کو غالب کرنے کے لیے لڑے گا، جو اس کے کلمہ کو غالب کرنے کے لیے لڑے گا، اللہ اس کی ضرور مدد فرمائے گا۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے، جس امریکہ کی غلامی کرتے کرتے شریعت کی دشمن فوجیں وزیرستان تک آ پہنچی تھی، آج اسی امریکہ کا کیا حال ہو رہا ہے، "اخلاق و اقدار" کے علم بردار امریکہ کی اخلاقی حالت کا جنازہ دنیا نے اس الیکشن میں نکلتے دیکھا ہے اور یہ تو آغاز ہے، آگے آگے اپنے رب کی مدد و نصرت کے انداز دیکھتے جایئے۔ امریکہ صرف افغانستان سے نہیں بھاگ رہا بلکہ ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ امتِ مسلمہ کے فرزندوں کی جہادی ضربوں سے امریکہ دنیا کی قیادت چھوڑ کر بھاگنے والا ہے۔ "سب سے پہلے امریکہ" کا نعرہ اِس کی پہلی قسط ہے اور اگر اللہ اس کو مکمل پکڑنے کا فیصلہ کر چکا تو یہ صرف عالمی قیادت سے نہیں بھاگے گا بلکہ امریکہ کا اپنا وجود بھی دنیا کے نقشے پر اس طرح نظر نہیں آئے گا جیسا کہ آج یو۔ ایس۔ اے یعنی قبضہ کی ہوئی متحدہ ریاستوں کی شکل میں ایک ملک شمالی امریکہ کے نقشے پر نظر آ رہا ہے۔ اس کی ریاستیں بھی اِس کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔ حالانکہ یہی امریکہ تھا جب امارتِ اسلامیہ پر حملہ آور ہونے کے لیے آیا اور پاکستانی فوج نے اِس کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر قتلِ مسلم کو اپنے لیے حلال کیا، اِس وقت اسلام کے خلاف لوگوں کی زبانیں کیسی تیز چلتی تھی کہ اب طالبان کے اسلام کا کیا بنے گا، اب ان کے جہاد کا کیا بنے گا، جہاد کا کیا فائدہ ہوا، امریکہ سے ٹکرانا کون سی شریعت میں جائز ہے؟ لیکن جن کو اللہ کے وعدوں پر یقین تھا وہ اُس وقت بھی بگرام کے محاذ پر کھڑے طیاروں کی بم باری میں یہ نعرے لگا رہے تھے، هذا ما وعدنا الله و رسوله، یہ وہ ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا! وہ اس وقت بھی یہی کہہ رہے تھے کہ امریکہ اپنا جنازہ نکلوانے کے لیے افغانستان آیا ہے۔ یہ سب اللہ کی مدد اور اِس امتِ محمد یہ علی صاحبھا السلام کے جہاد پر کھڑے ہو جانے کا ثمرہ ہے۔ اللہ نے اِس جہاد کی کرامت سوویت یونین کے خلاف بھی دنیا کو دکھائی لیکن دجل و فریب کے جمہوری نظام نے اس کو امریکی مدد ثابت کرنے کی کوشش کی اور امت کو جہاد سے روکنا چاہا، لیکن یہ امریکہ کی ذلت آمیز شکست کیسے ہو گئی؟ رزق تقسیم کرنے کا دعوے دار امریکہ آج خود کیوں غربت و افلاس کا رونا رو رہا ہے۔ زندگی و موت تقسیم کرنے کے دعوے کرنے والے آج امریکہ کے اندر اپنی عوام کا دفاع کرنے سے عاجز آ گئے، اِس کے مرکزی فوجی اڈے بگرام پر بھی موت اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی۔ اگرچہ دلوں میں کھوٹ رکھنے والے ابھی بھی جہاد کی کرامت کو تسلیم نہیں کریں گے۔ وہ یہی کہیں گے کہ یہ چین کی مدد ہے، چین نے امریکہ کو شکست دی ہے۔ سو یہ جلتے رہیں اور جلتے رہیں اور دیکھتے جائیں کہ جل جل کر اِن کے دل ٹھنڈے ہوتے ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے دل اب ٹھنڈے ہوتے ہیں۔

عالمی کفریہ طاقتیں اور اِن کے مقامی ایجنٹ اس امت کو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے نظام کے نفاذ سے روک نہیں سکتے۔ جس امت کی مائیں اپنے جگر کے ٹکڑوں کو خود تیار کر کے میدانِ جہاد میں بھیجنے لگیں، بہنیں شہید بھائیوں کی شہادت کو اعزاز سمجھنے لگیں اور باپ، چچا تایا اپنے لہو پر اس لیے فخر کرنے لگیں کہ اُن کا جوان شیر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت پر قربان ہوا ہے، اللہ کی قسم! ایسی امت کو اب مزید غلام نہیں بنایا جا سکتا۔

اے میرے بھائیو! اس رب کی ذات پر یقین رکھیے، صرف اسی ایک کی عبادت کیجیے، اس کے ساتھ جمہوری نظام کو شریک نہ بنائیے، وہی عبادت کے لائق ہے۔ جس اللہ نے امارتِ اسلامیہ کی مدد کی۔ جس نے کمزوری و دربدری کے بعد اُن کو تمکنت اور دوبارہ شریعت کے نفاذ کی طاقت عطا فرمائی وہی رب حیی وقیوم ہے۔ اگر تم بھی اس کی شریعت کے مطابق اُس کی شریعت کے نفاذ کے لیے اپنے قتال کو جاری رکھو گے، اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق باقی رکھو گے تو وہ رب ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وہ رب 'پاکستان کے مسلمانوں کی شریعت سے محبت، دین سے لگاؤ اور محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے نظام سے لگن کو اچھی طرح جانتا ہے۔ شریعت کا دشمن حکمران طبقہ اللہ کی شریعت سے جنگ کر کے کہاں پناہ لے سکتا ہے؟ کوئی نئی یا پرانی سپر پاور اس کو اللہ کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتی۔ نفاذِ شریعت کے لیے جو قربانی پاکستانی قوم نے دی ہے، تحریکِ بالاکوٹ سے لے کر اب تک جو لہو امت کے بیٹوں کا اس سرزمین پر گرا ہے، جو مظالم اس راستے میں غیور مسلمانوں نے سہے ہیں ان شاءاللہ یہ سب رائیگاں نہیں جائے گا۔ علمائے حق کا جو لہو اس سرزمین پر گرا ہے وہ ضرور رنگ لائے گا۔ رائے بریلی و دہلی سے چل کر بالاکوٹ کی وادی کو اپنے لہو سے سیراب کرنے والے سید احمد شہیدؒ و شاہ اسماعیل شہیدؒ کا لہو ہو یا حق نواز جھنگوی شہیدؒ اور ان کے جیالوں کا لہو، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، مفتی عبد المجید دین پوری شہیدؒ، مفتی عتیق الرحمٰن شہیدؒ کا لہو ہو یا مولانا عبد اللہ شہیدؒ اور ان کے فرزند غازی عبد الرشید شہیدؒ کا لہو ہو، محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادنؒ کا لہو ہو، بڑی لمبی اور سنہری تاریخ ہے۔ اس مختصر سے وقت میں اِن کا حق بھی ادا نہیں کیا جا سکتا لیکن شہدا کا رب تو ان سب کے نام جانتا ہے۔ کتنے حفاظ اور قراء ہیں جنہوں نے اپنے سینے میں محفوظ کیے قرآن کو اس ملک میں نافذ کرنے کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ ان کا رب نہ اپنے ولیوں کی قربانی سے غافل ہے نہ وہ ظالموں کے ظلم سے غافل ہے۔ نہ ان کی شریعت کی دشمنی سے، نفاذِ شریعت کی دشمنی سے غافل ہے۔ نفاذِ شریعت کے نام پر بننے والے پاکستان میں نفاذِ شریعت کی خاطر امت کے فرزندوں کی قربانی آج بھی جاری ہیں۔ الحمدللہ شریعت کے دشمن ضربِ عضب کے بعد بھی اِس جذبے کو ٹھنڈا نہیں کر سکے۔ شہدا کا ایک قافلہ ہے۔ ایک کے بعد ایک شریعت کے نفاذ کے لیے جانیں قربان کر رہیں ہے۔ آنکھوں دیکھی موت کا سودا کر رہے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ اب پاکستانی فوج کے ساتھ امریکی ڈرون، امریکی چھاپے، امریکی کمانڈوز ہیں لیکن قدموں میں لغزش نہیں آئی۔ وما بدلوا تبدیلا، شریعت یا شہادت کا جو نعرہ لگایا تھا، نفاذِ شریعت کا جو نعرہ لگایا تھا اس سے پیچھے نہیں ہٹے۔ اِس گزشتہ عرصے میں بے شمار مجاہدین نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے تعلق رکھنے والے ہمارے محترم بھائی استاد علیؒ بھی اپنی زندگی کا طویل حصہ جہاد میں گذار کر اسی راستے میں جامِ شہادت نوش کر گئے۔ کشمیر، امارتِ اسلامیہ افغانستان اور شریعت کے نام پر حاصل کیے جانے والے اپنے پاکستان میں شریعت کے نفاذ کے جرم میں مقتدر قوتوں کو مطلوب ہوئے۔ اسی طرح قاری اجملؒ ربنا اللہ کا نعرہ لگانے کے جرم میں شہید کر دیے گئے۔ ہمارے نہایت محترم علمائے حق کے قافلے کے راہی، کتاب اللہ کی آیات کو کھول کھول کر بیان کرنے کے جرم میں شریعت کی دشمن قوتوں کی اسیری میں رہ کر اسلام کی سنت زندہ کرنے کے لیے، اسلاف کی سنت زندہ کرنے والے، مولانا اشتیاق صاحب شہیدؒ عرف مولانا ابو محمد اعظمی عرف مولانا خبیب صاحب (کراچی) علما کے اس عہد کو پورا کر گئے جو اللہ نے علما سے لیا ہے کہ اللہ کے قرآن کے کسی حکم کو نہیں چھپائیں گے اور صرف اس معاملے میں اللہ ہی سے ڈریں گے، اِس کے علاوہ کسی سے نہیں ڈریں گے۔ اِسی بکراعید کے موقع پر القاعدہ برصغیر کے رکنِ شوریٰ اور السحاب کے مسئول، اعلام کی دنیا کے گم نام سپہ سالار، اسامہ ابراہیمؒ عرف امجد بھائی (اسلام آباد)، پاکستانی فوج کی دی ہوئی معلومات پر زابل میں امریکی چھاپے میں جامِ شہادت نوش کر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی شہادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور امت کی ماؤں کی کوکھ کو بانجھ نہ کرے کہ اسامہ ابراہیم جیسے سپوت اور پیدا ہوں۔ السحاب اردو اور اِس کے بعد السحاب برصغیر کی جان، بے پناہ صلاحیتوں کے مالک، جری اور نڈر ایسے کہ کچھ ماہ پہلے قندھار میں شریعت کے دشمنوں کے مورچوں پر بے جگری سے حملہ کیا اور دشمنوں کھٹے کر دیے۔

صرف پاکستان میں نہیں بلکہ الحمدللہ پورے برصغیر میں امتِ مسلمہ کے شہسوار اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر رہے ہیں۔ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے قومیتوں میں پارہ پارہ امت کے جسم کو ایک امت کی لڑی

> یہی امریکہ تھا جب امارتِ اسلامیہ پر حملہ آور ہونے کے لیے آیا اور پاکستانی فوج نے اِس کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر قتلِ مسلم کو اپنے لیے حلال کیا، اِس وقت اسلام کے خلاف لوگوں کی زبانیں کیسی تیز چلتی تھی کہ اب طالبان کے اسلام کا کیا بنے گا، اب ان کے جہاد کا کیا بنے گا، جہاد کا کیا فائدہ ہوا، امریکہ سے ٹکرانا کون سی شریعت میں جائز ہے؟ لیکن جن کو اللہ کے وعدوں پر یقین تھا وہ اُس وقت بھی بگرام کے محاذ پر کھڑے طیاروں کی بمباری میں یہ نعرے لگا رہے تھے، ھذا ما وعدنا اللہ و رسولہ، یہ وہ ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا... وہ اس وقت بھی یہی کہہ رہے تھے کہ امریکہ اپنا جنازہ نکلوانے کے لیے افغانستان آیا ہے۔ یہ سب اللہ کی مدد اور اِس امتِ محمد یہ علی صاحبہا السلام کے جہاد پر کھڑے ہو جانے کا ثمرہ ہے

میں پرونے کے لیے اپنے جسموں کے چیتھڑے کرا رہے ہیں۔ ڈھاکہ کی رونقوں کو خیر باد کہہ کر وزیرستان ہجرت کرنے والے، ہمارے پیارے بھائی، طارق بھائیؒ (سہیل مسؤل امور بنگلہ دیش)، قندھار کے صحرا کو اپنے لہو سے اس امید پر سیراب کر گئے کہ سرزمینِ بنگلہ دیش میں پھر سے اسلامی نظام کی بہاریں لوٹ آئیں۔ آپ کے ساتھ آپ کے دیگر ساتھی قاری عبد العزیزؒ، یعقوب بھائیؒ، اسد اللہ بھائیؒ اور ابو ابراہیم بھائیؒ بھی جامِ شہادت نوش کر گئے۔ اسی طرح حیدر آباد دکن سے تعلق رکھنے والے ہمارے پیارے ساتھی قاری عمرؒ عرف قاری حماد بھی قندھار کے صحرا میں اپنی قوم کو اپنے لہو سے بیدار کرنے کے لیے، ہندوستان کی سرزمین پر اسلام کے غلبے کی تمنا لیے اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اس کے علاوہ گومل اور دیگر صوبوں کے اندر ہمارے بہت پیارے پیارے ساتھی اس راستے میں جامِ شہادت نوش کر گئے۔ اللہ ان سب سے واقف ہے، اللہ تعالیٰ ان تمام کی شہادتوں کو قبول فرمائے۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ یہ تمام شہادتیں افغانستان میں امریکی چھاپوں کے اندر ہوئی ہیں۔ اس سے اس بات کو سمجھا جا سکتا ہے کہ امریکہ بھی پاکستان میں نفاذِ شریعت نہیں چاہتا۔ وہ ہر حال میں نفاذِ شریعت کو روکنا چاہتا ہے اور پاکستانی فوج کا تعاون اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ اس سے یہ بات بھی سمجھی جا سکتی ہے کہ دنیا بھر میں کفر و اسلام کے مابین یہ جو جنگ جاری ہے یہ نظام کی جنگ ہے، دینِ اسلام یا دینِ جمہوریت کی جنگ ہے۔ شریعت کے خلاف جنگ میں سب قومی ریاستیں ایک ہی موقف رکھتی ہیں کہ شریعت کا مطالبہ کرنے والوں کو تہس نہس کر دیا جائے، ان کا وجود مٹا دیا جائے، ان کو اپنے اپنے ملکوں سے نکال باہر کیا جائے۔ امریکہ ہو یا اسرائیل، افغانستان کی مرتد ملی فوج ہو یا مصری فوج، بھارت ہو یا شریعت کے نام پر حاصل کیے جانے والے پاکستان کی فوج، شریعت کے نفاذ کو سب اسی طرح ناپسند کرتے ہیں۔ سب کی کوشش یہی ہے کہ کسی طرح ان کے ملکوں میں شریعت نافذ نہ ہو۔ اپنے جمہوری نظام کی حفاظت کے لیے یہ آخری حد تک جانے کے لیے تیار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں، معلومات کا تبادلہ ہو رہا ہے، لیکن یہ نہیں جانتے کہ اللہ کی تدبیر ہی غالب ہے، (لیمیز اللہ الخبیث من الطیب ویجعل الخبیث بعضه علی بعض) کہ اللہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور تمام ناپاکوں کو اکٹھا کر دے اور ایک ہی ساتھ ان کا حشر کر دے۔ لیکن یہ جتنا چاہیں دجل و فریب اور منافقت سے کام لیں، یہ جنگ ہار چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمی نظام اور اِس کی محافظ قوتیں، وہ عالمی قوتیں ہوں یا مقامی قوتیں جنگ ہار چکی ہیں۔ جس طرزِ زندگی کے یہ محافظ ہیں، جس لائف اسٹائل کے یہ محافظ ہیں، جس نظامِ زندگی کے یہ محافظ ہیں ان شاء اللہ یہ بچے گا نہیں، اِس کو مٹنا ہی ہے، اس کو گرنا ہی ہے۔ قومیت میں تقسیم امت اب ایک امت بنے گی۔ اس امت کو اب دبایا نہیں جا سکتا۔ عالمی کفریہ طاقتیں اور ان کے مقامی ایجنٹ اس امت کو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے نظام کے نفاذ سے روک نہیں سکتے۔ جس امت کی مائیں اپنے جگر کے ٹکڑوں کو خود تیار کر کے میدانِ جہاد میں بھیجنے لگیں، بہنیں شہید بھائیوں کی شہادت کو اعزاز سمجھنے لگیں اور باپ، چچا تایا اپنے لہو پر اِس لیے فخر کرنے لگیں کہ اُن کا جوان شیر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت پر قربان ہوا ہے، اللہ کی قسم! ایسی امت کو اب مزید غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ اس امت کو اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام سے نہیں روکا جا سکتا۔ ہاں کہیں کل، کہیں پرسوں، کہیں کچھ دن کے بعد لیکن یہ امت ایک امت بنے گی اور انگریزوں کے ایجنٹ، سامراج کے ایجنٹ، کفر کے ایجنٹ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ اس امت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام سے نہیں روک سکتے۔

> الحمد للہ! وزیرستان کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجاہدینِ پاکستان کے لیے پورا افغانستان کھول دیا ہے۔ شمال سے جنوب تک اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو مہاجرین کا مسکن بنا دیا ہے۔ وہیں امارتِ اسلامیہ کے شانہ بشانہ یہ اللہ کے شیر لڑ رہے ہیں، جانیں قربان کر رہے ہیں، فتوحات میں حصہ لے رہے ہیں، مالِ غنیمت اللہ نے ان کو دیا ہے، اِس عرصے کے اندر اللہ نے مہاجرین کو، پاکستانی مہاجرین کو، ترکستانی مہاجرین کو، عرب مہاجرین کو اللہ نے اتنا مالِ غنیمت دیا، الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر طرف سے فتوحات عطا فرمائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی سر زمین سے اسلام کو غالب فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسی سرزمین سے مجاہدینِ پاکستان کو مہاجرینِ پاکستان کو غالب فرمائیں گے۔

سوائے میرے مجاہد بھائیو! اپنے ان شہدا کے خون سے وفا کرنا اور اپنے اللہ سے کیے وعدے کو ہر حال میں نبھانا کہ کامیابی انہی کے لیے ہے جو اس سودے کو کرنے کے بعد اسی پر اپنی جان قربان کر جائے۔ پریشان کیوں ہوتے ہو! ارے تم پریشان کیوں ہوتے ہو، تمہارا ہر لمحہ ہر گزرنے والی سانس، تمہیں دو کامیابیوں میں سے ایک کے قریب لے جا رہی ہے (إما الفتح و إما الشهادة إحدى الحسنيين)، دو میں سے ایک کامیابی کی طرف، ہر گزرنے والا لمحہ، ہر گزرنے والی رات، ہر گزرنے والی سانس تمہیں دو کامیابیوں میں سے ایک کے قریب لے جا رہی ہے۔ اگر تم جیل میں ہو، اگر تم سیل میں ہو، اگر تم آزاد ہو، اگر تم بم باری کے اندر ہو، اگر تمہارے اوپر ڈرون سایہ فگن ہو، تم کتنی ہی مشکلات کے اندر کیوں نہ ہو، یقین رکھو! تم دو کامیابیوں میں سے ایک کامیابی کی طرف بڑھ رہے ہو۔ اگر تم اسی راستے پر چلتے رہے، اپنے رب سے کیا عہد پورا کر گئے، اپنے رب سے جو سودا کیا ہے، اس کو نبھا گئے، تو تم ہر حال میں کامیاب ہو، تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت کیا ہے۔ شریعت

کی دشمن فوج کا یوں دندناتے پھرنا، شریعت کے مطالبے کے جرم میں تمہارے گھروں پر بم باری کرنا، تمہاری عورتوں کو گرفتار کرکے ٹارچر سیلوں میں ڈال دینا، یہ سب دیکھ کر اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہ ہو جانا۔ نفاذِ شریعت کے لیے قتال کرنے والوں کے مقابلے امریکہ اور اُس کے تمام اتحادی ان شاءاللہ اسی طرح ذلیل ہوں گے جیسے امریکہ ذلیل ہو رہا ہے۔ روٹی روٹی کے لیے، ٹکڑے ٹکڑے کے لیے ان کی اولادیں بھیک مانگیں گی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت عزت پائے گی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین غالب آئے گا، (الإسلام یعلوا ولا یعلی) یہ غالب آکر رہے گا، اب یہ مغلوب نہیں ہو سکتا۔ امت جاگ چکی ہے، مشرق تا مغرب، شمال تا جنوب، یہ امت ایک لڑی میں پروئی جائے گی۔ دینی قوتیں، اسلامی قوتیں غالب آئیں گی۔ کفریہ قوتیں، سیکولر قوتیں اور منافق قوتیں ذلیل و خوار ہو کر رہیں گی، اپنی آنکھوں سے ان شاءاللہ تم دیکھو گے۔

اے اللہ کے راستے میں جانیں قربان کرنے والو! تم غمزدہ کیوں ہوتے ہو، پریشان کیوں ہوتے ہو۔ تمہارا رب تمہیں خوش خبری سنا رہا ہے، تمہارا سچا قرآن تمہیں تسلی دے رہا ہے، ولا تھنوا ولا تحزنوا، ارے کم ہمت نہ ہو جاؤ، شہادت کی خبریں سن سن کر، گرفتاریوں کی خبریں سن سن کر، چھاپوں کی خبریں سن سن کر، اپنے نقصانات کی خبریں سن سن کر، آج فلاں شہید ہو گیا، آج فلاں گرفتار ہو گیا، آج فلاں شہید ہو گیا، آج اتنے ساتھی شہید ہو گئے۔ امارتِ اسلامیہ کی تاریخ یاد کرو، افغانستان کا جہاد یاد کرو، اس قوم نے کتنی قربانیاں دی ہیں، اپنے ملک میں اسلام لانے کے لیے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو غالب کرنے کے لیے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کو غالب کرنے کے لیے، لیکن آج دیکھو تو سہی قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، بستی بستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین غالب ہے۔ امریکہ اور اس کے ایجنٹ شریعت سے نفرت کرنے والے، نفاذِ شریعت کے راستے میں روڑے اٹکانے والے ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ سر چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی، کوئی جا کر دہلی پناہ لے رہا ہے، کوئی پشاور پناہ لے رہا ہے، کوئی اسلام آباد جا کہ پناہ لے رہا ہے۔ افغانستان میں ان کے لیے جگہ نہیں ہے۔ اللہ نے اپنی شریعت کو غالب کیا، ان قربانیوں کے بعد، لاکھوں شہیدوں کی قربانیوں کے بعد، اللہ نے اس شریعت کو اس دھرتی پر غالب کیا ہے۔ سو تم پریشان نہ ہو، کم ہمت نہ ہو اور نہ غم کرو، تم ہی غالب آؤ گے، وأنتم الأعلون إن کنتم مؤمنین۔ اگر تمہارا جہاد اللہ کے بتائے طریقے کے مطابق رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے طریقے کے مطابق جاری رہا، نہ تم کم ہمت ہوئے، نہ پیچھے ہٹے، نہ بزدلی دکھائی اور نہ جانیں دینے سے گھبرائے، ولا تھنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن کنتم مؤمنین، دنیا تمہارے قدموں میں ہے۔ دنیا کا نظام اللہ تمہارے ہاتھ میں دینے والا ہے، دنیا کی قیادت تمہارے ہاتھ میں آنے والی ہے۔ ہم نہ رہے یہی امت کے بیٹے، یہی امت کی نسلیں ان شاءاللہ اسلام کی بہاریں دیکھیں گی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو غالب ہوتا ہوا دیکھیں گی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امت کو عزت والے، رفعت والے مقام پر دیکھیں گی اور دشمنانِ اسلام ذلیل ہوں گے، دشمنانِ اسلام مغلوب ہوں گے۔ وہ وقت قریب آ چکا، تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو، اللہ تعالیٰ نے فتوحات کا سلسلہ کھولا ہوا ہے۔ الحمدللہ وزیرستان کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجاہدینِ پاکستان کے لیے پورا افغانستان کھول دیا ہے۔ شمال سے جنوب تک اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو مہاجرین کا مسکن بنا دیا ہے۔ وہیں امارتِ اسلامیہ کے شانہ بشانہ یہ اللہ کے شیر لڑ رہے ہیں، جانیں قربان کر رہے ہیں، فتوحات میں حصہ لے رہے ہیں، مالِ غنیمت اللہ نے ان کو دیا ہے، اِس عرصے کے اندر اللہ نے مہاجرین کو، پاکستانی مہاجرین کو، ترکستانی مہاجرین کو، عرب مہاجرین کو اللہ نے اتنا مالِ غنیمت دیا، الحمد اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر طرف سے فتوحات عطا فرمائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی سرزمین سے اسلام کو غالب فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسی سرزمین سے مجاہدینِ پاکستان کو مہاجرینِ پاکستان کو غالب فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ان شاءاللہ اسی سرزمین سے دیگر مہاجرین کو غالب فرمائیں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ یہ بس ایک وقت ہے۔ ھنالك ابتلی المومنون، اللہ خود اعلان فرما رہا ہے، کہ آزمایا گیا، نفوسِ قدسیہ کو آزمایا گیا، ان کو آزمایا گیا، جن کے دلوں کے اندر کچھ بھی نہیں پایا سوائے تقویٰ کے، اولئك الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ۔ یہ اس کے بعد اعلان ہو رہا ہے، ھنالك ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالاً شدیدا۔

اے رحمۃ للعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے لیے جانیں قربان کرنے والو! اے اس اسلام کو غالب کرنے کے لیے اپنے گھر بار کو چھوڑنے والو! اور اپنی اولاد کو بھی اپنے ساتھ لے کر پھرنے والو! در بدر ہو جانے والو! پریشان نہ ہو، گھبراؤ نہیں، ھنالك ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالاً شدیدا، لیکن اس کے بعد متیٰ نصر اللہ کی کیفیت آ پہنچی، ألا إن نصر اللہ قریب، ألا إن نصر اللہ قریب، ألا إن نصر اللہ قریب، اللہ کی آیات پر یقین رکھو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں پر یقین رکھو، تم ہی غالب آؤ گے، تمہارا دین ہی غالب آئے گا، صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام ہی غالب آئے گا۔ بس اس راستے پر ڈٹے رہو، اللہ سے مانگتے رہو، اللہ سے لو لگاتے رہو اور اس سے مانگتے رہو۔ یقین جانو! اللہ کی مدد آنے والی ہے۔ یقین جانو! اللہ کی مدد آنے والی ہے۔ یقین جانو! اللہ کی مدد آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی شریعت پر قربان ہو جانے والا بنا دے، اللہ تعالیٰ اس شریعت کے راستے میں ہماری جانوں کو قبول فرمالے اور اپنے دین کو غالب فرمالے، اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کو اس جمہوری نظام پر غالب فرمادے۔

و آخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

غیرتِ ایمانی سے سرشار قبائلی عوام کے نام پیغام

اپنی آزادی کی حفاظت کیجیے!

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ، ترجمان جماعۃ قاعدۃ الجہاد برصغیر

بسم اللہ الرحمان الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم

دینی محبت سے سرشار انتہائی عزیز غیور قبائلی بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں قبائل کے اُن بہادر عوام سے مخاطب ہوں جنھوں نے ایک دفعہ پھر ثابت کیا کہ یہ مسلمان غلام نہیں ہیں، آزاد ہیں۔ انھوں نے کل انگریز کی بدمعاشی قبول نہیں کی تھی اور آج یہ امریکہ اور اس کی غلام پاکستانی فوج کی غلامی سے انکاری ہیں۔ ربنا اللہ ان کا نعرہ ہے، اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے یہ جھکنا نہیں جانتے ہیں۔ یہ اہلِ ایمان وہ بہادر اور غیور قبائل ہیں جنھوں نے اپنی جانیں، گھر بار اور گاؤں کی قربانی دے دی، دربدری کی زندگی قبول کی مگر اسلامی غیرت چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔ اپنے بچوں، جوانوں اور بزرگوں کو شہید کروایا مگر امت مظلومہ کی مدد و نصرت سے منہ نہیں موڑا۔ پاکستان کے بے غیرت جرنیلوں اور حکمرانوں کی طرح قوم کی ماؤں اور بہنوں کو امریکیوں کے ہاتھ نہیں بیچا، بے شرمی اور بے حمیتی کو قومی مفاد کا نام نہیں دیا بلکہ امت کی ماؤں و بہنوں کی عفت و حفاظت کی خاطر اپنی ماؤں اور بہنوں کی دربدری قبول کی۔ اس آزاد، مسلمان اور غیور عوام کا سب سے پہلے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں، اس لیے کہ لَایَشْکُرُ اللہَ مَنْ لَایَشْکُرُ النَّاسَ، وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا جو لوگوں کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔

میں اپنی جماعت اور سب مہاجرین و مجاہدین کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، قبائل کے ہر بچے، ہر ماں و بہن اور ہر جوان و بزرگ کے ہم مشکور ہیں۔ اللہ آپ کی یہ قربانیاں قبول فرمائے اور اللہ آپ کو اس عظیم نصرت اور خدمت کا بہترین بدلہ دنیا و آخرت دونوں میں عطا فرمائے، آمین۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا [اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے] وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ [اور اللہ کے راستے میں ہجرت اور جہاد کیا] وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا [اور وہ لوگ جنھوں نے ان کو جگہ دی اور ان کی نصرت کی] أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا [یہی لوگ صحیح مؤمن ہیں] مجاہدین کی نصرت اور انہیں پناہ دینا ایمان کی نشانی ہے، ایمان کی یہ نشانی آپ کو مبارک ہو اور اللہ آپ کو اس عبادت پر استقامت بھی دے، اس کے بعد اللہ فرماتے ہیں: لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ [ان کے لیے اللہ کی مغفرت اور اعلیٰ عزت والا رزق ہے] اللہ آپ کو یہ انعامات نصیب فرمائے۔ جو دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ کے حق میں فرمائی تھی ہم بھی آپ کو وہی دعا دیتے ہیں۔ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، اے اللہ انصار، انصار کے بچوں کی اور انصار کے بچوں کے بچوں کی مغفرت فرما، آمین۔

غیرت ایمانی سے سرشار میرے قبائلی بھائیو!

ایسے حال میں کہ آپ خود دربدر اور بے گھر ہیں۔ پاکستان پر قابض امریکہ کی غلام ذلیل فوج آپ کے گھر بار اور علاقے پر قبضہ جما چکی ہے، آپ کی خدمت میں یہ چند باتیں رکھنا چاہوں گا:

میرے بھائیو! ہمارا اور آپ کا ایک ایسے بے شرم دشمن کے ساتھ مقابلہ ہے جو انسانی شرافت سے مکمل طور پر خالی ہے۔ اس ظالم نے ہماری اور آپ کی مساجد بم بار کی، بازاروں کو تباہ اور گھروں کو برباد کیا اور پھر اس سب کچھ کے بعد آج یہ بے شرم اس ملبے پر کھڑے ہو کر ہمیں ترقی اور خوش حالی کی لوریاں سنا رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیوں ہمارے گھر بار اس نے تباہ کیے اور کیوں آج ترقی کی خوش خبریاں دے رہا ہے؟

یہ ظالم آپ کے دین کا دشمن ہے، وہ دین ان کے لیے ناقابل برداشت ہے کہ جس کے بغیر دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی تباہی۔ جہاد دین ہے، فرضِ عین عبادت ہے، مظلوم کی مدد کرنا دین ہے، کفر اور ظلم سے نفرت دین ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دین ہے، اللہ کی زمین پر اللہ کے احکامات نافذ کرنا دین ہے، یہ دین اس فوج کو منظور نہیں ہے۔ اس دین کو یہ فوج نہیں مانتی اور اسی دین کو ختم کرنے کے لیے امریکہ اور عالمی کفر اس فوج کو ڈالر دیتا ہے۔ اگر آپ نے بھی اس دین کو خیرباد کہا، ظلم کو عدل اور عدل کو ظلم کہا، جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ کہا، بے شرمی اور بے حیائی کو اگر آپ نے بھی ثقافت کا نام دیا، مسلمان بھائی بہنوں کو اگر امریکیوں کے ہاتھ بیچنا شروع کیا، اسلامی اخلاق، شرعی اصول اور دینی غیرت کو اگر آپ نے بھی بے وقوفی اور دقیانوسیت سمجھا...تو یہ فوج پھر آپ سے خوش ہے، یہ راضی ہے، حکومت پھر آپ کی دوست ہے، پھر آپ مہذب اور محب وطن قبائل ہیں، آپ کی سڑکیں پکی ہوں گی، گاؤں اور قصبہ میں فوجی پوسٹ اور تھانے بنیں گے، پیسے کمانے کے لیے آپ کی خواتین مردوں کے بیچ بٹھائی جائیں گی، اور یہ ترقی ہے، اسے یہ روشن مستقبل کا نام دیتے ہیں۔

لیکن اگر اس کی جگہ آپ جہاد کرتے ہیں، ظالم کا ہاتھ اگر روکتے ہیں، مظلوموں کی نصرت اگر کرتے ہیں، امریکہ کی خدائی سے انکار اگر کرتے ہیں، فحاشی اور بے حیائی کو بدکاری اور بداخلاقی اگر کہتے ہیں، ماں بہن کی عزت اور ناموس کی حفاظت اگر کرتے ہیں...تو یہ فوج آپ کے ہنستے بستے گھر تباہ کرتی ہے، آباد مساجد پر بم باری کرتی ہے، آپ کے بازار ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کرتی ہے، سفید ریش بزرگوں، علما اور عمائدین کو بے عزت کرتی ہے، آپ کے بچے اور خواتین قتل کرتی ہے اور آپ کو اپنے ہی ملک میں 'آئی ڈی پیز' کے نام پر ذلیل کرتی ہے۔

یہ فوج ڈنڈے کے زور پر قبائلی مسلمانوں کو غلام بنانا چاہتی ہے۔ بندوق کی نوک پر اور بارود کی طاقت پر یہ فوج ان کی غیرت کو بے غیرتی میں تبدیل کرنا چاہتی ہے۔ محسود اور میران شاہ سے لے کر باجوڑ اور خیبر تک مساجد، گاؤں اور بازار نام نہاد دہشت گردی کے خلاف آپریشن کے نام پر تباہ و برباد کر دیے گئے۔ پچھلے ماہ وانا کے بازار میں ایک سو پچاس دکانیں بلڈوز کر دی گئیں۔ یہاں مجاہدین نہیں تھے، آپریشن بھی نہیں تھا پھر کروڑوں مالیت کی یہ دکانیں چند منٹوں میں کیوں مسمار کی گئیں؟ پچھلے تیرہ سال میں بے شمار جوان، بزرگ، بچے اور خواتین شہید ہوئے اور آج بھی شہید ہو رہے ہیں۔ قبائلی مسلمانوں کی بے عزتی روزانہ کا معمول بن چکی ہے۔ حیوانات اور چرند پرند کے حقوق یہاں موجود ہیں مگر افسوس کہ ان ظالموں کے نزدیک قبائلی عوام کا کوئی حق نہیں، ان کی جان، مال اور عزت کی کوئی قیمت نہیں!

حقیقت یہ ہے کہ ان مظالم سے غیور قبائل کو غلام نہیں بنایا جا سکتا ہے۔ دشمن بھی سمجھتا ہے کہ طاقت اور ظلم دائمی علاج نہیں ہے۔ ان شیاطین کو پتہ ہے کہ اصل سبب دین اور ایمان ہے۔ جس دل میں ایمان ہو وہ غیر کی غلامی کبھی قبول نہیں کرتا، اس لیے یہ ظالم آج دلوں سے ایمان کھرچنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيمَانَ قُرِنَا جَمِيعًا [حیا اور ایمان دونوں ساتھ رہتے ہیں] فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا [جب دونوں میں سے ایک اٹھتا ہے] رُفِعَ الْآخَرُ [تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے] ان بزدل جھوٹوں میں اتنی جرات نہیں ہے کہ علی الاعلان دین کے خلاف اعلانِ جنگ کر سکیں۔ اس لیے حیا ختم کرنا آج ان کا پہلا ہدف ہے۔ حیا کے خاتمہ کے لیے پاکستانی فوج و حکومت کے وسائل خرچ ہو رہے ہیں، حکمران اور جرنیل کشکول لیے عالمی اداروں سے فنڈ کی بھیک مانگ رہے ہیں اور قبائل کی سرزمین کو آج غیر ملکی این جی اوز کی آماج گاہ بنائے ہوئے ہیں، بے شمار منصوبوں اور پراجیکٹس پر عمل جاری ہے، اربوں روپے اڑانے کا مقصد بس یہی ہے کہ قبائلی معاشرے سے حیا کا جنازہ نکل جائے۔ ٹی وی، ریڈیو، موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعے بھی یہ شرم و حیا پر حملہ آور ہیں اور نوکریاں اور ملازمتیں بھی ان شیاطین کا ہتھیار ہیں۔ قبائلی بہنوں کو مردوں کے بیچ کھڑا کرنے کو یہ ترقی کہتے ہیں۔ مرد بے روزگار ہوں، پرواہ نہیں مگر عورت کو روزگار دلانا ان کے ہاں وقت کا تقاضا ہے۔ قبائلی خواتین کے لیے میلے منعقد ہو رہے ہیں جہاں مرد و خواتین اکٹھے کھیلیں گے۔ ان ظالموں کی بس کوشش یہی ہے کہ کسی طرح ماؤں بہنوں کا پردہ ختم کیا جائے، چادر اور چار دیواری کی حرمت پامال ہو جائے، بدکاری اور بے حیائی کو فروغ مل جائے... اور یوں بالآخر حیا 'قبائل بدر' ہو جائے۔ حیا ختم ہو جائے تو حدیث کے مطابق فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ، ایمان خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ پھر جب دین ختم ہو جائے... تو آزادی اور غلامی کی تعریف بدل جاتی ہے، سود و زیاں، فائدہ اور نقصان کے پیمانے مختلف ہو جاتے ہیں اور دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔ دنیا غلامی، رسوائی، ذلت اور بے عزتی کی زندگی بن جاتی ہے اور آخرت کی ہمیشہ والی زندگی بھی بدترین عذاب بن جاتی ہے۔

میرے بھائیو! آج یہ ظالم اور جھوٹی فوج آپ کی عقلوں کے ساتھ ایک اور مذاق بھی کرنا چاہتی ہے۔ یہ آج قبائل میں ایف سی آر کے خاتمے اور پاکستان کے عدالتی نظام لانے کی خوش خبریاں دے رہی ہے۔ شیطانی میڈیا میں ان کے چند بے ضمیر ایجنٹ اس کا ایسا استقبال کر رہے ہیں کہ جیسے قبائلی عوام نے یہ ساری قربانیاں اسی فاسد عدالتی نظام کے لیے دی ہوں۔ ایف سی آر ظالمانہ قانون ہے لیکن اس قانون کو کس نے آج تک یہاں نافذ کر رکھا تھا؟ انگریز تو ستر سال قبل یہاں سے دفع ہو چکا ہے پھر کس نے کس کے مفادات کی خاطر یہ کالا قانون قبائلی عوام پر مسلط رکھا؟

قبائل کے عزیز اور دینی جذبہ سے سرشار مسلمان بھائیو! شریعت کی دشمن اس ذلیل اور بزدل فوج کے مقابلے میں ثابت قدم رہیے۔ مجاہدین کی مدد و نصرت سے پیچھے نہیں ہٹنا! یہ مجاہدین ہی مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز ہیں، امت مسلمہ کی مظلوم عوام، مرتد حکومتوں اور افواج کو نہیں دیکھتی بلکہ مجاہدین ہی کی طرف ان کی نگاہیں ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا کہ کشمیری مسلمانوں کی نصرت تو دور کی بات ناپاک فوج، بھارتی مشرک ہندو کے خلاف اپنے عوام کا دفاع بھی نہیں کر سکی، شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مشرک ہندو فوج پاکستانی عوام کو شہید کرتی رہی اور ناپاک فوج اس سے امن اور تجارت کی بھیک مانگتی رہی۔ قبائل سے کشمیر اور دہلی تک مسلمانوں کے غم خوار اور مددگار ان شاءاللہ یہی مجاہدین ہیں۔

ان ظالموں کو اعتراف کرنا چاہیے کہ اس ظلم کو ستر سال تک نافذ رکھنے والے یہ ظالم خود ہیں اور اس کا مقصد بھی ان کے اپنے مفادات کا تحفظ تھا۔ لیکن جس طرح یہ اعتراف کبھی نہیں کریں گے بالکل اسی طرح یہ حقیقت بھی کبھی نہیں بتائیں گے کہ پاکستان کا عدالتی نظام 'ایف سی آر' سے زیادہ کالا، زیادہ بدنام اور زیادہ ظلم پر مبنی ہے۔ پاکستان میں کوئی ایک عقل مند آدمی لا کر دکھائیں جو اس ظالمانہ نظام کی تعریف کر رہا ہو! پاکستان کی تو ساری عوام اس نظام کی آگ میں آج جل رہی ہے! ظلم و حق تلفی، غربت و بے روزگاری، بدکاری و بے حیائی اور جھوٹ و فساد اس نظام کے تحفے ہیں۔

قبائل بے شک 'ایف سی آر' کا قانون نہیں چاہتے ہیں مگر وہ پاکستان کے اس ظلم و فساد پر مبنی کفریہ عدالتی نظام پر بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ اسلام اور صرف اسلام ان کی آرزو ہے! حاجی

مرزا علی خان بابا[فقیر اپی رحمہ اللہ]، ملا پاوندہ اور حاجی صاحب ترنگزئی رحمہ اللہ نے شریعت کی خاطر ہی انگریز کے خلاف جہاد کیا تھا۔ پاکستان بنا تو جس طرح پاکستان کے علما اور عوام کے ساتھ خیانت ہوئی اسی طرح ان خائنین نے قبائل کے ساتھ بھی بد عہدی کی اور وہی انگریزی نظام یہاں مسلط رکھا۔

فقیر اپیؒ نے اس فریب کے خلاف آواز اٹھائی اور اسی جرم کی سزا میں پاکستانی ایئر فورس نے سال ۱۹۴۸ء میں ان کے جلسہ پر بم باری کی۔ آج بھی ۲۰۱۷ء میں وہی پاکستانی ایئر فورس اسی زور و شور سے بم باریاں کر رہی ہے۔ قبائل آج بھی وہی شریعت چاہتے ہیں جسے نافذ کرنے کی صدا حاجی مرزا علی خان فقیر اپی نے لگائی تھی۔ اسی شریعت کی خاطر انھوں نے شہدا پیش کیے ہیں اور اسی ہی کے لیے یہ آج دربدر ہیں۔ 'ایف سی آر' میں اصلاحات کا یہ ڈرامہ اور تھانہ وکچہری کا فسادی نظام آپ کے اوپر مسلط کرنا دراصل اس جنگ کا حصہ ہے جس کا مقصد شریعت کا راستہ روکنا، اسلام کا قبائل سے جنازہ نکالنا اور قبائلی خاندانی واخلاقی نظام کو تباہ کرنا ہے۔

پس میرے معزز قبائلی مسلمان بھائیو! آج آپ کا دین و دنیا محفوظ ہے اور نہ ہی غیرت وعزت۔ دین اور غیرت کے ساتھ اگر آزادی اور عزت کی زندگی گزارنی ہے تو جنگ اور آپریشن کے لیے تیار رہیں اور اگر بے غیرتی اپناتے ہیں، بے دینی کی زندگی گزارتے ہیں تو غلامی اور رسوائی آپ کا انجام ہو گی۔ پھر اسی غلامی کو یہ آزادی کہتے ہیں۔ یہ جھوٹے اس کالی سیاہ رات کو روشن دن کا نام دیتے ہیں۔ جس کو یہ ترقی کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہی اصل میں پستی اور رسوائی ہے۔

میرے بھائیو! حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، أَنَا أَعْلَمُ بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ مِنْهُ [مجھے علم ہے کہ دجال کے پاس کیا کچھ ہو گا]إِنَّ مَعَهُ نَهَرًا مِنْ نَارٍ [اس کے پاس ایک نہر آگ کی ہو گی]وَنَهَرًا مِنْ مَاءٍ [اور ایک نہر پانی کی ہو گی]فَالَّذِي يَرَوْنَ أَنَّهُ نَارٌ: مَاءٌ، [پس جو آگ نظر آئے گی وہ اصل میں پانی ہو گا]وَالَّذِي يَرَوْنَ أَنَّهُ مَاءٌ: نَارٌ [اور جو پانی نظر آئے گا وہ حقیقت میں آگ ہو گی]فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَأَرَادَ الْمَاءَ [پس تم میں سے جس کا اس حالت کا سامنا ہوا اور اس نے پانی پینا چاہا]فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ نَارٌ [تو وہ پینے کے لیے اسی کا انتخاب کرے جو آگ نظر آئے گا]فَإِنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً [اسے وہاں پانی ملے گا]...

میرے بھائیو! امریکہ اور عالمی کفر کے اس دجالی لشکر کے پاس بھی ایک ہاتھ میں جنگ، آپریشن اور تباہی ہے جب کہ دوسرے ہاتھ میں اس کے پاس ترقی ہے۔ ایک ہاتھ میں اس کے پاس آگ و بارود اور میزائل ہیں، اگر آپ ربنا اللہ کا اعلان کرتے ہیں، صرف اللہ کی غلامی کرتے ہیں تو گھر بار آپ کا یہ تباہ کریں گے... مگر اس تباہی میں اصل زندگی ہے۔ اسی میں تعمیر اور بناؤ ہے اور اسی میں حقیقی سکون اور راحت ہے، اس لیے کہ اس میں ایمان اور دین کی حفاظت ہے۔ دوسری طرف ان ظالموں کے سامنے اگر جھک گئے، ان کی بندگی شروع کر دی، جہاد کو دہشت گردی اور بے وقوفی کا نام دیا تو پھر دوسرے ہاتھ میں ان کے پاس ڈالر ہیں، پکی سڑکیں، امن میلے، پارک اور کھیل کود کے لیے گراؤنڈ کے وعدے ہیں۔ اس کو یہ دجالی لشکر ترقی کہتی ہے۔

میرے غیور قبائلی بھائیو! اللہ رب العزت کا فرمان ہے: أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ [جنگ کی اجازت دی گئی ہے ان کو جن کے خلاف جنگ کی جا رہی ہے]بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا [اس لیے کہ ان پر ظلم ہوا]وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ [اور اللہ ان کی نصرت پر قادر ہے]الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ [ان مظلوموں کو ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا ہے]إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللهُ [حالانکہ ان کا گناہ بس صرف اتنا تھا کہ یہ اللہ کو اپنا رب کہتے تھے]۔

میرے بھائیو! اللہ قوی، قادر اور عزیز ذات ہے، اللہ کے اذن سے ان تمام مظالم کا علاج صرف جہاد میں ہے۔ جہاد میں عزت ہے، جہاد میں زندگی ہے اور جہاد میں ہی کامیابی ہے۔ ایمان اور غیرت کے تحفظ کے لیے، دین اور دنیا کے دفاع کے لیے اور اپنی آزادی اور خود مختاری بچانے کی خاطر آج یہ جہاد فرض عین ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے؛ کتب علیکم القتال و ھو کرہ لکم[تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور تمہیں یہ ناگوار ہے] اس جہاد میں آزمائشوں اور تکالیف کا بھی سامنا ہوتا ہے مگر اسی میں آپ کے لیے خیر ہے، وعسی أن تکرھوا شیئاً وھو خیرلکم[ایک کام آپ کو ناگوار ہو گا مگر اسی میں آپ کے لیے خیر ہو گی]...

پس قبائل کے عزیز اور دینی جذبہ سے سرشار مسلمان بھائیو! شریعت کی دشمن اس ذلیل اور بزدل فوج کے مقابلے میں ثابت قدم رہیے۔ مجاہدین کی مدد و نصرت سے پیچھے نہیں ہٹنا! یہ مجاہدین ہی مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز ہیں، امت مسلمہ کی مظلوم عوام، مرتد حکومتوں اور افواج کو نہیں دیکھتی بلکہ مجاہدین ہی کی طرف ان کی نگاہیں ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا کہ کشمیری مسلمانوں کی نصرت تو دور کی بات ناپاک فوج، بھارتی مشرک ہندو کے خلاف اپنے عوام کا دفاع بھی نہیں کر سکی، شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مشرک ہندو فوج پاکستانی عوام کو شہید کرتی رہی اور ناپاک فوج اس سے امن اور تجارت کی بھیک مانگتی رہی۔ قبائل سے کشمیر اور دہلی تک مسلمانوں کے غم خوار اور مددگار ان شاء اللہ یہی مجاہدین ہیں۔ ان مجاہدین کے دست و بازو بنے رہیے، مجاہدین کی نصرت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ اگر اسکی استطاعت نہیں اور بے شک اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کی کتنی استطاعت ہے، تو زبان سے جہاد کیجیے۔ اس فوج اور ظالم نظام کے بدصورت چہرے سے جھوٹ کا یہ میک اپ اتار پھینکیے۔ اس کے کفر و ظلم اور بزدلی کے قصے عام کیجیے۔ وہ بے ضمیر کٹھ پتلی جو میڈیا میں ناپاک فوج اور اس ظالمانہ نظام کی وکالت کرتے ہیں ان کی خیانت اور رذالت عوام پر واضح کیجیے۔ لوگوں کے دل فوج و نظام کی نفرت و عداوت سے بھر دیجیے، دین و اسلام اور غیرت و عزت کی حفاظت کا جذبہ ان کے سینوں میں تازہ رکھیے! اگر یہ بھی مشکل ہو تو کم از کم اپنے دلوں میں تو اس فوج و نظام کی نفرت زندہ رکھیے، ان کے ساتھ تعاون نہ کریں اور ان کی تعریف و توصیف اپنے

اوپر حرام رکھیے! اس لیے کہ ایک ہی دل میں ایمان اور اس نظام و فوج کی محبت اکھٹی نہیں رہ سکتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے: سَيَكُونُ أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي [میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے] يَقُولُونَ مَا لاَ يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لاَ يُؤْمَرُونَ [جو کہیں گے وہ کریں گے نہیں اور وہ کچھ کریں گے جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا ہے، یعنی اسلام کا دعویٰ تو کریں گے مگر حقیقت میں اسلام کی جڑیں نکالیں گے] فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ [پس جس نے ان کے خلاف ہاتھ سے جہاد کیا تو وہ مومن ہے] وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ [اور جس نے ان کے خلاف زبان سے جہاد کیا تو وہ مومن ہے] وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، لاإِيمَانَ بَعْدَهُ [اور جس نے ان کے خلاف دل کے ذریعے جہاد کیا تو وہ مومن اور اس کے بعد کوئی ایمان نہیں]... یہ دل کے ذریعے ان کے خلاف جہاد کرنا یعنی صرف دل میں ان سے نفرت کرنا ایمان کا آخری درجہ ہے!

آخر میں مجاہدین کے نام بھی مختصر پیغام دینا چاہوں گا:

میرے بہادر مجاہد بھائیو! اس ذلیل اور بزدل فوج کی حقیقت آپ سے بہتر اور کون جان سکتے ہیں۔ نہ پہلے اس فوج میں آپ کے خلاف لڑنے کی جرات تھی اور نہ آج یہ آپ کے مقابل کھڑی رہ سکتی ہے۔ پہلے بھی امریکی جہازوں اور ڈالروں کے ذریعے اس نے اپنی حفاظت کی تھی اور آج بھی امریکہ کے بھاگنے کے خوف سے یہ ماسکو اور بیجنگ کا طواف کر رہی ہے۔ اگر ہم اللہ کا تقویٰ اختیار کریں، اللہ کی ناراضی سے بچنے والے بن جائیں تو دنیا کی ہر طاقت کے مقابل ہماری کامیابی و کامرانی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا، پریشان مت ہوں، غمزدہ نہ ہو، وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ [تم ہی غالب رہو گے] إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ [بس ایک شرط ہے، اگر آپ حقیقی مومن ہوں]۔

اگر ہم نے شریعت کی پابندی کی تو اللہ ضرور مدد فرمائیں گے، ان تنصر اللہ ینصر کم، مسلمان عوام پر رحمت و شفقت کرنا شریعت ہے، مسلمان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کرنا جب کہ کفر کی محافظ اس ظالم فوج کے خلاف جہاد کرنا شریعت ہے، اگر اس شریعت پر آپ عمل کرتے رہے، صبر واستقامت کا دامن آپ نے تھامے رکھا تو یقین رکھیے، ناپاک فوج مغلوب ہے، قبائل آزاد ہیں اور پورے پاکستان بلکہ برصغیر کو بہت جلد اللہ نظام کفر سے آزادی دلائے گا۔

امریکہ کی شکست اور ذلت ہم خود اپنی آنکھوں سے افغانستان میں دیکھ رہے ہیں، اسی طرح امریکہ کی غلام پاکستانی فوج کی ذلت بھی دنیا بہت جلد ان شاء اللہ دیکھے گی۔ اللہ کے اذن سے وہ دن دور نہیں جب قندھار سے اسلام آباد اور دہلی تک اسلام غالب ہوگا، ظالم اور کافر مغلوب ہوں گے اور اہلِ ایمان عزت کے ساتھ رہیں گے۔

واللہ غالب علی أمرہ ولکن أکثر الناس لایعلمون۔

اللہ قبائلی مسلمانوں کے دین اور غیرت کی حفاظت فرمائے، شیاطین کے مکر و فریب اور منصوبوں کو ناکام کرے اور اللہ ہمیشہ نصرتِ دین کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

و آخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ أجمعین

☆☆☆☆☆

بقیہ: مسئلہ تکفیر کو علمائے حق کے لیے چھوڑ دیں

اکثر بھائی بہت دفعہ یہ سوال بھی ہم سے کرتے ہیں کہ فلاں نے یہ کیا اور فلاں نے یہ، بعض لوگوں کے حالات اور کیفیات کا ہمیں مکمل ادراک نہیں ہوتا اور اُن کے ظاہری افعال کو دیکھ کر فوراً تکفیر کے حکم لگا دینا قطعی غیر مناسب ہے! شیخ محمد بن عبدالوہابؒ سے معروف ہے کہ جب انہوں نے اپنے زمانہ میں موجود کچھ حکام کی تکفیر کی، جو کہ اللہ کے قانون کے علاوہ فیصلہ کر رہے تھے... بعض لوگ' جو اپنے آپ کو علم نے منسوب کرتے تھے، انہوں نے ان حکام کا دفاع کیا، تو شیخؒ نے ان کی جانب سے ایسے حکام کی دفاع کا رد کیا اور ان کو مسکت جواب دیا... یہ لوگ جو ایسے حکام کی تحسین، مدح اور دفاع میں مصروف ہیں جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کر رہا' ایک درجے میں فسق کے مرتکب ہیں لیکن یاد رکھیں کہ فسق اور کفر کے درمیان ایک طویل اور لمبی مسافت ہے...

لہٰذا اللہ سے ڈریں، اور اس مسئلہ (تکفیر) کو علمائے حق کے لیے چھوڑ دیں! میں اپنے سمیت آپ سب کو کثرتِ ذکر اور دعا اور نعمتوں پر شکر گزاری کا کہوں گا، اور جو نعمت اللہ تعالیٰ نے دی اس پر بار بار شکر گزاری کریں تاکہ اللہ پاک ہم سب سے راضی ہو جائیں۔ جب بھی آپ زبان سے کوئی بات نکالیں تو اس سے قبل ضرور سوچیں کہ مجھے اس کلام کیا کیا فائدہ ہو گا، اگر آپ اللہ کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ کرنا چاہتے ہیں، تو پھر ان مسائل میں جو آپ پر واضح نہیں ہیں، ان میں صرف تقویٰ اختیار کرنے کی ہی نصیحت ہوتی ہے، اور تقویٰ میں سے ہی ہے کہ آپ ان معاملات کی طرف ایسے کامل علم اور واقفیت احوال کے بغیر مت آئیں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

☆☆☆☆☆

پاکستان میں موجود ہمارے انصار‘ نصرت اور ہجرت، جہاد اور استشہاد جیسے عظیم اعمال کا جیتا جاگتا پیکر تھے

شیخ آدم یحییٰ غدن کی ریسر جنس سے گفتگو

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے ’ری سر جنس‘ کا شمارہ نمبر ۲/ایک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنھوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرت سلیم اور قلبِ منیب کے حامل اس بندہ ٔخدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کر دیا۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر و طاغوت کی سیاہیاں چہار سُو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت و فجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کر رکھا تھا۔ ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے۔ پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت و سعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے۔ ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پر کٹھن اور پر صعوبت راستے‘ پر عزم اور ایمان و عمل کے جذبے سے پر جوش ’آدم‘ کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی و اخروی فلاح و کامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا‘ مہربان اور قدردان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا۔

اس انگریزی انٹرویو کا ترجمہ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہو گا، ان شاء اللہ [ادارہ]۔

ری سر جنس: اب میں آپ سے ایک ایسا ضروری سوال پوچھنا چاہتا ہوں جس کے بغیر کوئی انٹرویو بھی مکمل نہیں ہوتا۔ آپ کو گیارہ ستمبر کی کارروائی کے بارے میں کیسے علم ہوا اور آپ کا ردِ عمل کیا تھا؟

آدم: جی! تو یہ قندھار میں تقریباً ساڑھے پانچ بجے سہ پہر کا وقت تھا۔ میں ابھی بازار سے گھر واپس پہنچا تھا اور میں نے ریڈیو آن کیا اور بی بی سی کا چینل لگایا۔ مجھے سب سے پہلی جو بات سننا یاد ہے وہ یہ تھی کہ پروگرام کا میزبان مہمانوں سے یہ پوچھ رہا تھا:

’’یہ حملہ کون کر سکتا ہے؟‘‘ سب سے پہلا خیال جو میرے ذہن میں آیا وہ یہ تھا کہ احمد شاہ مسعود کی موت کی خبر کی تصدیق ہو گئی ہے اور اب وہ اس خبر کو ہضم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ دو دن پہلے ہی اسے ایک حملے کا نشانہ بنایا گیا تھا اور پورے شہر میں یہی بات گردش کر رہی تھی کہ رسمی طور پہ کئے جانے والے ان دعووں کے برعکس کہ وہ معمولی سے زخمی ہوا ہے، حقیقت میں اس کی موت واقع ہو چکی ہے۔ مگر جب میں نے نشریات کو مزید سنا تو یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ تو اس سے ایک بہت بڑی چیز کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ اور یہ خبر واقعی اس کی موت خبر سے بہت بڑی تھی... بہت ہی بڑی۔

آہستہ آہستہ ٹکڑے جڑنے لگے اور تصویر بنتی جا رہی تھی: نیو یارک، واشنگٹن، ورلڈ ٹریڈ سنٹر، پینٹاگون، اغواشدہ مسافر طیارے، وغیرہ، وغیرہ، وغیرہ۔؛ اور میرے خیال میں اسی دوران جب اناؤنسر نے اس بات کی تصدیق کی کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا دوسرا ٹاور بھی ابھی ابھی گر کر تباہ ہو گیا اور اب دونوں ٹاور زمین بوس ہو چکے ہیں تو اس وقت اس سارے واقعے کی ہیبت نے پوری طرح مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

میرا ردِ عمل کیا تھا؟ یہ حیرت، تعجب اور خوشی کے جذبات سے ملا جلا ردِ عمل تھا جس میں، کم از کم بالکل شروع میں، کچھ کچھ خدشات بھی شامل تھے۔

کارروائیوں کے پھیلے ہوئے حجم، ان کے نتیجے میں ہونے والے غیر معمولی نقصانات اور یہ حقیقت کہ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس سب کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے‘ نے مجھے اس بارے میں سوچنے پہ مجبور کر دیا کہ اس رات قندھار کو امریکی حملوں کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے! بہر حال یہ احساس بھی جلد ہی ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس کے بعد میں کچھ پر سکون ہو گیا اور منطقی انداز میں چیزوں کے بارے میں سوچنے لگا۔

ری سر جنس: آپ کے ارد گرد موجود لوگوں کا ان کارروائیوں پہ کیا ردِ عمل تھا؟

آدم: بہت سے لوگ تو اس پوری رات نہیں سوئے۔ ظاہری سی بات ہے میں بھی نہیں۔ ہر جگہ خوشی کی فضا بنی ہوئی تھی۔ مجاہدین سے بھری گاڑیاں ادھر ادھر آ جا رہی تھیں، مجاہدین کے جمگھٹے گلیوں میں گپیں لگا رہے تھے اور ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔ لوگ اس عظیم فتح اور تاریخی فتح پہ جو اللہ نے ہمیں عطا کی تھی‘ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔ کچھ بھائیوں کا یہ کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں امریکہ غرور خاک میں ملتا ہوا دکھا دیا ہے اور اس کے ناقابل تسخیر ہونے کا طلسم ٹوٹ گیا ہے۔ وہ شہادت کے لیے سو فی صد تیار تھے: یعنی یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد، وہ اس فانی زندگی میں اس سے بڑی کس خوشی کی تمنا کر سکتے تھے؟

یہ تو بالخصوص القاعدہ سے تعلق رکھنے والے مجاہدین اور بالعموم عرب اور دیگر غیر افغانی مہاجر ساتھیوں کے ردِ عمل کا ایک نمونہ تھا۔ جہاں تک افغان بھائیوں کا تعلق ہے، میں آپ کو ان کے ردِ عمل کی ایک جھلک دکھانے کے لیے ایک مثال دینا چاہوں گا۔ یہ ان کارروائیوں کے تقریباً ایک ہفتے بعد کا وقت اور احمد شاہ مسعود کی ہلاکت کے اعلان کو ایک یا دو دن ہی گزرے تھے۔ میں مرکزی شاہراہ کے کنارے پر چل رہا تھا کہ ایک گاڑی والے نے اپنی گاڑی روکی اور مجھے گھر تک چھوڑنے کی پیشکش کی۔

وہ ایک پرانا طالب تھا جس کی عمر چالیس پچاس کے درمیان ہو گی۔ وہ ایک ٹانگ سے معذور تھا اور ایک کالی پگڑی پہنے ہوئے تھا۔ جیسے ہی میں گاڑی میں داخل ہوا، تو وہ انتہائی گرمجوشی سے گیارہ ستمبر کی کارروائیوں اور احمد شاہ مسعود پر ہونے والے حملے اور اس بارے میں بات کرنے لگا کہ کس طرح عرب مجاہدین دنیا کے بہترین مجاہدین ہیں (وہ سمجھا کہ میں بھی

عرب ہوں)؛اور اس کی یہ بات چیت تمام سفر جاری رہی(حقیقت میں صرف دو منٹ تک کیونکہ اس نے مجھے گھر کے قریب سے بٹھایا تھا)۔
اور جیسے ہی میں گاڑی سے باہر نکلنے لگا تو اس نے میرے ساتھ ایک اور ایسی بات کی جس نے میرے اوپر واقعی بہت گہرا اثر ڈالا: اس نے کہا کہ وہ بھی شہیدی حملہ کرنا چاہتا اور مجھ سے کہا اگر ممکن ہو تو میں اس سلسلے میں اس کی مدد کروں!
تو آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر افغانستان پر صلیبی حملے سے پہلے ہی افغانیوں یہ جذبات تھے، تو یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں کہ اس کے بعد شہیدی حملہ 'امریکہ، اس کے اتحادیوں اور اس کی کٹھ پتلیوں کے خلاف مبارک جہاد میں ایک اہم ہتھیار کی حیثیت کر گیا۔
ان کارروائیوں پہ لوگوں کی جانب سے آنے والے ردعمل کے تناظر میں ایک اور مزے دار واقعہ آپ کو سنانا چاہوں گا۔ مجھے ان کارروائیوں کے کچھ ہفتوں بعد ڈیوڈ ہکس (ابو مسلم الآسٹریلوی) کے ساتھ اکٹھا رہنے کا اتفاق ہوا۔ یہ شاید امریکی بم باری شروع ہونے سے کچھ ہی عرصہ پہلے کی بعد ہے۔ میں نے ازراہِ مذاق اس سے پوچھا کہ کبھی تم نے یہ سوچا کہ تمہیں اپنی زندگی میں جنگ عظیم سوم کا آغاز دیکھنے کا موقع ملے گا۔ اس کا جواب یہ تھا کہ ''ہاں! مگر میں یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ نان اور سبز چائے پینے والی قوم کے ہاتھوں شروع ہو گی!'' دوسرے الفاظ میں، وہ یہ توقع نہیں کر رہا تھا کہ اس جنگ کا آغاز اتنے سادہ وسائل اور اتنا سادہ طرزِ زندگی رکھنے والی قوم کی جانب سے ہو گا۔
ری سر جنس: کیا آپ گیارہ ستمبر کے شہداء میں سے کسی کو جانتے ہیں؟
آدم: میں ان میں سے کچھ بھائیوں کو اچھی طرح جانتا تھا، خاص طور پہ جلیبیب بھائی (حمزہ الغامدی۔ تقبلہ اللہ) کو، جو کہ ایک خوش مزاج بھائی تھے اور ہمیشہ کھانا پکانے اور خدمت کے دوسرے معاملات میں بھائیوں کی مدد میں مصروف رہتے تھے، اور عروہ الطائفی بھائی (ہانی حنجور۔ تقبلہ اللہ) کو،
جنہوں نے کابل کے شمالی محاذ قرہ باغ میں ہمارے ساتھ کچھ وقت گزارا تھا۔
مجھے ان کے بارے میں یاد ہے کہ جب ہم دونوں غلام بادشاہ مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے تھے، انہوں نے مجھ سے امریکہ کی اندرونی پروازوں کے بارے میں پوچھا تھا اور یہ کہ ان کی سیکورٹی بین الاقوامی پروازوں سے کم سخت ہوتی ہے یا نہیں۔ میں نے اس سوال کا جواب اثبات میں دیا تھا۔
بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت (۱۹۹۹ء کے اواخر میں) پہلے ہی سے اس کارروائی کے لیے منتخب ہو چکے تھے۔ اسی طرح، جہاں تک میں جانتا ہوں، ہانی حنجور بھائی ان چار پائلٹوں میں سے وہ واحد پائلٹ تھے جو اس کارروائی کی تیاریاں شروع ہونے سے پہلے ہی ہوا بازی کی تربیت اور پیشہ ورانہ ہوا بازی کا لائسنس حاصل کر چکے تھے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ وہ بظاہر پینٹاگون کو نشانہ بنانے کے لیے درکار ۳۳۰ ڈگری کا انتہائی مشکل موڑ کاٹنے اور کم بلندی پہ تیز رفتار اختیار کرنے میں کامیاب ہو پائے تھے۔ مگر المیہ یہ ہے کہ اس کارروائی کو سازش قرار دینے والے نام نہاد مفکرین و دانش ور 'انہیں ہوا بازی کے ایک ایسے نئے شاگرد کے طور پر پیش کرتے رہے جو ہوا بازی میں کوئی خاص مہارت نہیں رکھتا ہو تا کہ ان کے اس نظریے کو تقویت مل سکے کہ پینٹاگون کی عمارت سے ایک میزائل ٹکرایا تھا نہ کہ کوئی جہاز!
دوسروں بھائیوں کی بات کی جائے تو میں یقیناً ان میں سے کافی بھائیوں کو کابل یا قندھار میں دیکھا ہے یا ان سے ملا ہوں۔ مگر میں اس وقت سوائے ابو جراح الغامدی بھائی (احمد الحزنوی تقبلہ اللہ) کے علاوہ کسی اور کا تذکرہ نہیں کر سکتا۔ میں ان کو صرف اس حوالے سے جانتا ہوں کہ وہ ائیر پورٹ کمپلیکس میں منعقد ہونے والی ایک شادی کی تقریبات کے نگران تھے۔ اس کے علاوہ قندھار میں واقع السحاب میڈیا کے دفتر آنے جانے کے دوران کئی دفعہ میری ابو العباس الجنوبی بھائی (عبد العزیز العمری۔ تقبلہ اللہ) سے سلام دعا بھی ہوئی۔
ری سر جنس: اگر ان مفکرین کی بات کی جائے جو گیارہ ستمبر کے واقعے کو ایک سازش قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں، تو گیارہ ستمبر کی رسمی طور پر بیان کردہ صورت کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے ان کی جانب سے اکثر کئے جانے والے دعووں میں سے ایک دعویٰ یہ ہے کہ ان بھائیوں کے بارے میں جن کو ان کارروائیوں کی منصوبہ بندی کرنے اور عملی طور پہ سر انجام دینے کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے، کچھ ایسی اطلاعات موصول ہوئی ہیں جن سے یہ پتا چلتا ہے کہ جس عرصے میں ان کو ان کارروائیوں کی تیاری کرنی تھی، اس عرصے میں وہ کچھ ایسے گناہوں اور غیر اخلاقی حرکتوں میں ملوث رہے ہیں جن کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مسلمان جو مستقبل میں اسلام کی سربلندی کے لیے شہادت کے رتبے پہ فائز ہونے کی خواہش رکھتے ہوں، اس طرح کا رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ کیا اکثر دہرائے جانے والے اس دعوے میں کوئی حقیقت ہے؟
آدم: گیارہ ستمبر کے ابطال غیر اسلامی کردار اور چال چلن کے الزامات مسلمانوں کو الجھانے اور گمراہ کرنے کی سازش کا حصہ ہیں۔
میرے خیال میں گیارہ ستمبر کے جاں نبازوں پر غیر اسلامی کردار اور رویے کے بارے میں لگائے جانے والے الزامات اور افواہیں کچھ عناصر کی جانب سے عام افراد کو ان کارروائیوں کے بارے میں الجھانے، مسلمانوں کو ان سے ہمدردی کرنے اور ان کے طریقے پہ چلنے سے روکنے کی ایک شعوری کوشش کا حصہ ہیں۔ میں ذاتی طور پہ جانتا ہوں کہ گیارہ ستمبر کے بھائیوں کے کردار پہ عائد کئے جانے والے بہت سے الزامات بالکل بے بنیاد تھے۔
مثال کے طور پہ، دشمنوں کا دعویٰ ہے کہ زیاد الجراح بھائی تقبلہ اللہ' کی جرمنی میں ایک ترک لڑکی سے دوستی تھی، جس سے وہ کارروائیوں کی انجام دہی سے کچھ ہی عرصہ پہلے تک

باقاعدگی سے ملا کرتے تھے اور ان سے مراسلت کیا کرتے تھے۔ مگر میں نے خود سعد بھاجی بھائی سے یہ سنا ہے جو کہ نام نہاد ''ہیمبرگ سیل'' کے ایک رکن تھے، کہ دراصل وہ زیاد بھائی کی اہلیہ تھیں جن سے انہوں نے شریعت کے مطابق نکاح کیا تھا۔ تاہم، ان کی اس شادی کا حکومت کے پاس اندراج نہیں تھا، جس سے دشمنوں کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ وہ ان کی ''گرل فرینڈ'' تھی۔

اسی طرح، کمان دان خالد شیخ محمد (فک اللہ اسرہ) کو اکثر ایک بے دین اور عورتوں میں دلچسپی رکھنے والے ایک کھلنڈرے نوجوان کے طور پہ پیش کیا جاتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ شروع ہی سے اسلام سے گہری محبت رکھنے والے راسخ اور باعمل انسان اور ایک مخلص خاندانی آدمی تھے۔

آپ ان کی اسلام سے ان کے والہانہ لگاؤ کا اندازہ شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ کے ان الفاظ سے لگا سکتے ہیں جو الجہاد نامی جریدے میں چھپنے والے ایک مضمون میں عابد شیخ محمد (خالد شیخ محمد کے بھائی جو کہ روسیوں کے خلاف ہونے والے افغان جہاد میں شہید ہو گئے تھے) کی تعریف میں لکھے گئے۔ اپنے ایک مضمون میں کہتے ہیں کہ انہوں (یعنی شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ) نے خالد جنہیں وہ ''نائب'' کہتے ہیں' کے ساتھ ایک بڑی جنگ میں وقت گزارا۔ وہ کہتے ہیں کہ خالد قرآن کی تلاوت سننے کے شوقین تھے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ وہ قرآن کا پورا دور سات دنوں میں مکمل کر لیں۔ جو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

ظاہری سی بات ہے کہ یہ اس آدمی کی توصیف نہیں ہے جو کہ اسلام سے غیر معمولی تعلق کا حامل تھا۔ جو لوگ اس بارے میں مزید پڑھنا چاہتے ہیں تو ان کو عابد شیخ محمد کی تعریف میں لکھا گیا یہ مضمون شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ کی مضامین اور شہدا کے بارے میں قلم بند کیے گئے مسودات کے مجموعے ''عشاق الحور''(حوروں کے عاشق، جس کا اردو ترجمہ بھی ''جنہیں جنتوں کی تلاش تھی'' کے نام سے دستیاب ہے) میں مل سکتا ہے۔

ری سرجنس: گیارہ ستمبر کے حوالے سے ایک اور بات جس کے بارے میں بھائی اکثر بات کرتے ہیں، الہامی خواب ہیں۔ ان کارروائیوں سے پہلے کئی لوگوں نے اس طرح کے خواب دیکھے۔ کیا آپ ان خوابوں کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟

آدم: جی! غلام بادشاہ مہمان خانے میں قیام کے دوران میں ایک مرتبہ میرے سامنے ایک شخص کسی دوسرے بھائی کو آنے والا خواب کچھ اس طرح بیان کر رہا تھا: ''ایک بھائی نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ اڑ رہا ہے۔ پھر وہ ایک بڑی عمارت یا ٹاور میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک فرشتہ اپنے پر سے اس عمارت کو ایک ضرب لگاتا ہے جس سے وہ عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔'' یہ انہیں دنوں کی بات ہے جب عروہ بھائی نے مجھ سے پروازوں کی سیکورٹی کے بارے میں پوچھا تھا اور کچھ اور پائلٹ بھی اس وقت کابل ہی میں قیام پذیر تھے۔

ایک اور خواب جو ان کارروائیوں سے قبل میرے سامنے بیان کیا گیا۔ اس خواب کو میں نے خود بلاواسطہ اس بھائی کی زبان سے سنا جنہوں نے یہ خواب دیکھا تھا۔ خواب کچھ اس طرح ہے: ''میں نے نیویارک کا شہر اس کے مشہور خط فلکی کے ساتھ دیکھا۔ لیکن سارا شہر خالی تھا اور مفقود الحیات تھا گویا کہ کوئی بھوتوں کا شہر ہو۔'' اس بھائی نے اس خواب کی تعبیر اس طرح کی کہ نیویارک شہر پر کسی قسم کا کوئی حملہ ہو گا جس کی وجہ سے پورے شہر کو خالی ہونا پڑے گا۔ اس تعبیر کو میں نے اس وقت شک کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ میں یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ اس بھائی کا ان کارروائیوں سے قطعی کوئی تعلق نہیں تھا اور وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ میں اس خواب کو یکسر بھول چکا تھا یہاں تک کہ گیارہ ستمبر کے چند دنوں کے بعد ایک بھائی نے مجھے اس بارے میں یاد دلایا۔

اس کے علاوہ میں نے ان کارروائیوں سے پہلے ایک اور خواب بھی سنا تھا جس میں ٹاور اور کسی قسم کے جہاز بھی دیکھے گئے تھے۔ یہ خواب بھی اس بھائی نے دیکھا تھا جس کا ان کارروائیوں سے بلکہ القاعدہ سے بھی کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ ایک کاروباری شخص تھا جو کہ خلیج کے کسی ملک سے دورے پر آیا ہوا تھا۔ لیکن وہ دو خواب جو میں نے اس سے پہلے بیان کئے ہیں، وہ ان میں سے سب سے زیادہ واضح اور صریح ہیں اور یہ خواب کئی سالوں تک میری یادداشت کا حصہ بنے رہے۔

میں یہ بھی بیان کرتا چلوں کہ اس قسم کے خواب صرف گیارہ ستمبر کے ساتھ ہی خاص نہیں ہیں؛ بلکہ یہ خواب ہر بڑی کارروائی سے پہلے بھی باقاعدگی سے دیکھے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس طرح کے خواب اس کثرت سے دیکھے جانے لگے کہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو امریکہ کے ایک جنگی جہاز یو ایس ایس کول پہ حملے سے پہلے دیکھے جانے والے اس طرح کے کسی بھی خواب کو بیان کرنے سے مجاہدین کو روکنا پڑا۔ کیونکہ بہت سے افراد نے بحری جہازوں پر حملے اور سمندری جہاد کے بارے میں کثرت سے خواب دیکھے تھے۔

ری سرجنس: چلیں اب ہم اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورت حال کے بارے میں کچھ بات کرتے ہیں۔ گیارہ ستمبر کے واقعات کے بعد پاکستانی انٹیلی جنس ایجنسیز اور پاکستانی فوج کا کردار کس قدر نقصان دہ تھا؟

آدم: پاکستانی حکومت کا افغانستان کے خلاف امریکی حملے میں امریکہ کی حمایت کرنے کا فیصلہ اس حملے کی کامیابی کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل تھا اور اگر پاکستان 'افغانستان سے متعلق اپنی پالیسی پر یوٹرن نہ لیتا اور امریکی جہازوں کو مسلمان افغانی عوام پہ بم باری کرنے کے لیے اپنی فضائیں اور اپنے ہوائی اڈے استعمال کرنے، امریکی فوجیوں اور ساز و سامان کی نقل و حرکت کے لیے اپنے سمندر، بندرگاہیں اور سڑکیں استعمال کرنے کی اجازت نہ دیتا تو شاید اس حملے کا آگے بڑھنا ہی ناممکن ہوتا۔ اس وجہ سے امارت اسلامی کے سقوط اور افغانستان پر امریکی قبضے میں پاکستانی فوج اور اس کی انٹیلی جنس ایجنسیز کا بہت بڑا کردار ہے۔

پاکستانی فوج اور اس کی انٹیلی جنس ایجنسیز سیکڑوں مہاجر مجاہدین، جن میں قائدین اور عام مجاہدین دونوں شامل ہیں، کو اغوا کرنے اور انہیں گوانتانامو اور دنیا کے مختلف حصوں میں قائم دوسری جیلوں، کال کوٹھڑیوں اور عقوبت خانوں میں پہنچانے کے جرم کی بھی ذمہ دار ہیں۔ جہاں ان مجاہدین کو تشدد اور برائے نام تحقیق کے بعد پھانسیوں پر لٹکایا گیا۔ اور ان ہزاروں مقامی مجاہدین اور ان کے انصار کا تو کوئی شمار ہی نہیں جن کو سلاخوں کو پیچھے ڈال دیا گیا، تشدد کیا گیا اور ''لاپتہ'' کر دیا گیا یا، وہ جو پاکستان کے اندر ہی پر اسرار حالات میں موت کا شکار ہو گئے۔

بڑے پیمانے پہ پھیلے ہوئے اغواکاروں کے ایک گروہ کا کردار ادا کرنے کے بعد جلد ہی پاکستانی حکومت اور اس کی انٹیلی جنس ایجنسیز نے ایک اور کردار اپنے لیے پسند کر لیا: امریکہ کے ڈرون پروگرام کے لیے نشان دہی کرنے، اس کے ساتھ ساتھ اپنی مظلومیت ظاہر کرنے اور ڈرون حملوں کی مذمت کرنے کے لیے احتجاج کرتے رہنے کا کردار! حالانکہ دوسری طرف یہ وزیرستان اور اس سے ملحقہ قبائلی علاقوں میں موجود اسلام کے سرفروشوں کو چن چن کر مارنے کے لیے امریکیوں کے ساتھ ہمہ وقت کام کرنے میں مصروف ہیں۔ امریکیوں اور دیگر دشمنانِ اسلام کے ساتھ کیے گئے خفیہ معاہدوں کے تحت کام کرنے کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

پاکستانی فوج اور اس کے خفیہ اداروں نے صرف افغانستان ہی میں جہاد اور مجاہدین کے ساتھ غداری نہیں کی بلکہ اس خطے اور دنیا کے ہر کونے میں موجود جہاد اور مجاہدین کو نقصان پہنچانے اور کمزور کرنے کی کوشش کی۔ اس کی ایک مثال تو یہ ہے کہ انہوں نے کس طرح کشمیر میں جہاد کرنے والے مجاہدین کو آزاد کشمیر میں کام کرنے سے روکا اور کشمیر اور بھارت کے دوسرے خطوں میں موجود کمزور اور مظلوم مسلمانوں کے ساتھ غداری کرتے ہوئے بھارتی حکومت کے ساتھ ایک ذلت آمیز مصالحت کی کوششیں شروع کر دیں۔

یہ بھارتی مسلمان مسلسل ہندو جارحیت اور بربریت کا نشانہ بنتے رہے ہیں اور پاکستانی فوج نے ان کی مدد کرنے کے لیے کوئی کردار نہیں کیا۔ بنیادی طور پہ اس وجہ سے کہ وہ خود پشتون قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں موجود اپنی عوام کے خلاف ویسی ہی جارحیت اور سربریت کرنے میں مصروف ہے۔ لیکن اس سب کے بیان کرنے کے باوجود، ہمیں پھر بھی کچھ ایسے لوگ ملتے ہیں جو پاکستانی ریاست کو ایک اسلامی ریاست کہنے پر اور اس کی فوج اور اس کی دفاعی اسٹیبلشمنٹ کو ''امت کی حفاظت کا ایک اساسی ستون'' ماننے پر مُصر ہیں۔

ری سر جنس: امارت اسلامی کے سقوط کے بعد پاکستان میں آپ کا وقت کہاں گزرا؟

آدم: پاکستان میں قیام کے دوران، ہمیں اللہ کے فضل سے ایسے کئی انصار کے ساتھ رہنے کا موقع ملا جو نصرت اور ہجرت، جہاد اور استشہاد جیسے عظیم اعمال کا جیتا جاگتا تھے اور انہوں نے مشکلات اور خطرات کے باوجود ہماری میزبانی کی، ہمیں پناہ دی اور ہماری تمام ضروریات پوری کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ہم دل کی تمام تر گہرائیوں سے ان کے شکر گزار ہیں، اور اگر میرے لیے ممکن ہوتا تو میں ان میں سے ہر ایک کا ذکر کرتا اور نام لے کر ان کا شکر ادا کرتا لیکن چونکہ مجھے پتا ہے کہ ان کا نام لینا ان کی سیکورٹی کے لیے مسائل پیدا کر دے گا، اس لیے میں ان میں سے صرف ایسے چند افراد کا ذکر کرتا ہوں جو یا تو شہادت کے رتبے پہ فائز ہو چکیں ہیں یا ان کا ذکر کرنا ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

☆سعود میمن بھائیؒ، ایک مال دار تاجر اور انسان دوست تھے، جنھوں نے امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد افغانستان کے بڑے شہروں سے انخلا کے دنوں میں، اپنے آپ کو چھپانے پر مجبور ہونے سے پہلے القاعدہ کی اعلیٰ قیادت کو بحفاظت کراچی پہنچانے اور انہیں پناہ فراہم کرنے کے انتظامات میں مدد کی۔ وہ بالآخر جنوبی افریقہ سے گرفتار کئے گئے اور امریکیوں اور پاکستانیوں کی قید میں ان کے ساتھ نہایت بہیمانہ سلوک کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مسلسل ذہنی و جسمانی تشدد اور بیماری کی وجہ سے ۲۰۰۷ء میں اپنے رب سے جا ملے۔ اللہ ہمارے ہاتھوں ان لوگوں سے انتقام لے جو ان کی موت کا باعث بنے۔

☆انجینئر احسن عزیز شہیدؒ، جو اپنے بے شمار دوستوں اور احباب کے درمیان ایسے بہادر اور مخلص افراد تیار کرنے میں کامیاب ہوئے جنھوں نے خطرات کے باوجود ہمیں پناہ فراہم کرنے کی حامی بھری۔

☆کماندان ڈاکٹر ارشد وحیدؒ اور ان کا خاندان۔

☆کماندان حسن گل شہیدؒ اور ان کا خاندان۔

☆کماندان خالد شیخ محمد (فک اللہ اسرہ) اور ان کے بھانجے، خاندان کے افراد اور دوست احباب (اللہ ان کے شہداء کو قبول اور ان کے اسیروں کو رہائی عطا فرمائے)

☆ڈاکٹر سر بلند زبیر خان شہیدؒ اور ان کا خاندان۔

☆میجر عادل عبد القدوس شہیدؒ اور ان کا خاندان۔

☆رفیع اللہ جانی خیل وزیر شہیدؒ اور ان کا خاندان۔

☆عظمت علی وزیر شہیدؒ اور ان کے بھائی اور خاندان۔

☆پروفیسر صادق نور مسکی داوڑ شہیدؒ اور اس کا خاندان۔

☆کماندان ڈاکٹر نصر اللہ محسود شہیدؒ اور ان کے مجاہد بھائی اور خاندان (اللہ ان کی حفاظت فرمائے)۔

اور اس کے علاوہ دیگر بہت سے افراد جن کا یہاں ذکر کرنا ممکن نہیں۔ اللہ ان سے اور ہم سے ہمارے تمام نیک اعمال قبول کر لے اور ہم سب کے تمام گناہ اور کوتاہیاں معاف فرمائے۔

ری سر جنس: کیا آپ کبھی پولیس یا انٹیلی جنس یونٹس یا ڈرون کے ہاتھوں نشانہ بننے کے انتہائی قریب پہنچے ہیں؟

پولیس: شریعت کی دُشمن!

پیارے مسلمانو! القاعدہ برصغیر کے جواں مرد مجاہدین، آپ کے بیٹے ہیں۔ یہ مجاہدین آپ کے دین و عزت اور جان و مال کی حفاظت کی خاطر، پاکستان میں شریعتِ اسلامی کے نفاذ کے لیے اپنی جانیں دیتے ہیں اور اس سے آگے بڑھ کر ہندوستان و بنگلہ دیش و برما تک اسلام کا پرچم لہرانے کا عزم رکھتے ہیں۔ ان کے اس جرم کی وجہ سے پاکستان کی حکومت اور پولیس و فوج اپنے تمام عسکری اداروں کے ساتھ ان مجاہدین اور شریعت کے لیے جانیں دینے والے تمام عظیم مسلمانوں پر حملہ آور ہیں۔ پولیس کے جرائم میں سے بعض اتنے شدید ہیں کہ علمائے امت کے نزدیک دین سے خارج کر دینے والے ہیں۔ جیسے برطانیہ کے دیئے نظامِ کفر کو پاکستان میں نافذ کرنا، اور امریکیوں، یہودیوں عیسائیوں کے حکم پر مسلمانوں اور مجاہدین کے خلاف جنگ کرنا۔ پس اللہ کی شریعت کے دفاع میں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے دفاع، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس اور مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت کی خاطر یہ پولیس مجاہدین کے نشانے پر ہے اور اسی لیے القاعدہ برصغیر کے مجاہدین خصوصاً پولیس افسران کو اپنی عسکری کارروائیوں کا نشانہ بناتے ہیں!

مردان میں پولیس فائرنگ سے حافظ القرآن جاں بحق

کتیبہ امام شامل

سینٹ پیٹرز برگ میں استشہادی حملے سے متعلق بیان

الحمدللہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علي رسول اللہ

اما بعد!

اخوتِ اسلامی کے شرعی اصول کے تحت ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کی نصرت کرنا واجب ہے... جماعت قاعدۃ الجہاد کے امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے ہدایات کے مطابق کتیبہ امام شامل سے تعلق رکھنے والے شیر صفت مجاہد اور امت کے ایک شہ سوار 'اکبر جان جلیلو نے ملحد روس کے خلاف ایک مبارک استشہادی کارروائی سرانجام دی۔ ۳ اپریل ۲۰۱۷ء کو ایسے وقت میں جب مجرم پیوٹن بھی سینٹ پیٹرز برگ میں ہی تھا، اللہ نے اپنے اس شیر کو یہ سعادت دی کہ اس نے وہاں کے میٹرو ٹرین میں اپنی استشہادی بیلٹ کے ذریعے شہیدی حملہ کیا جس میں درجنوں روسی کفار جہنم واصل اور زخمی ہوئے۔ اس کارروائی کے ذریعے اس استشہادی مجاہد نے اسلامی سرزمین پر جنگ برپا کرنے والی روس کو یہ کھلا پیغام دے دیا کہ مسلمان ملکوں میں جنگ کرنے کی قیمت کافی بھاری ہوتی ہے اور مسلمانوں کے خلاف تمہارے کیے گئے جرائم کو ایسے ہی نتائج بھگتے بغیر نہیں بھلا سکو گے۔ روس کبھی بھی امن نہیں دیکھ سکتا جب تک اس کے میزائل صبح و شام ہمارے مظلوم اہل شام پر قیامت ڈھاتے رہیں گے۔

ہمارے اس شیر نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ کفار چاہتے جتنی مرضی حدبندیاں کر کے مسلمانوں کو تقسیم کرنے کی کوشش کریں لیکن مسلمان جسدِ واحد کی مانند ہیں۔ فاصلوں کے باوجود یہ مصنوعی سرحدیں کبھی بھی مسلمانوں کو ایک دوسرے کی خوشی اور غم محسوس کرنے سے نہیں روک سکتے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر طرف سے فاسدین 'شام کی مجرم حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے پہنچ چکے ہیں جب کہ شام سے باہر کے مسلمان کچھ بھی نہیں کر رہے!

مختصر الفاظ میں ہم دو پیغامات پہنچا رہے ہیں:

پہلا پیغام روسی عوام کے نام ہے کہ اگر تم اپنی حکومت کو اسلامی سرزمینوں میں مداخلت سے نہیں روکو گے تو تمہیں اس کی قیمت اپنے خون کی شکل میں دینی پڑے گی جیسے کہ شام، چیچنیا اور لیبیا میں ہمارے بھائی لہولہان ہیں۔

دوسرا پیغام روسی حکومت کے نام ہے جس نے شاید افغانستان میں اپنی شکست سے کچھ نہیں سیکھا۔ ہم اس کو بتانا چاہتے ہیں کہ یہ کارروائی تو صرف آغاز ہے اور جو کچھ ہماری جانب سے مزید سامنے آئے گا وہ تمہیں اس کارروائی کی ہولناکیوں بھلا دے گا، ان شاء اللہ۔ تمہارے حفاظتی اقدامات اور احتیاطی تدابیر ہمیں تمہارے ملک میں داخلے سے روک نہیں سکتے۔ پس اس طرح اللہ تعالٰی مومنین کے دلوں کو راحت بخشتے ہیں۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (یوسف:۲۱)

''اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں''۔

والحمدللہ رب العالمین

۲۱ رجب ۱۴۳۸ھ
۱۸ اپریل ۲۰۱۷ء

اُردو ترجمہ: عالمی اسلامی میڈیا محاذ، برصغیر

آدم: درحقیقت میں ۲۰۰۲ء میں کراچی میں اپنے قیام کے دوران کم از کم دو بار گرفتار ہونے کے قریب تھا اور یہ محض اللہ کا فضل، اس کی مہربانی اور حفاظت ہی تھی جس کی وجہ سے میں امریکیوں اور ان کے پاکستانی غلاموں کے ہاتھوں گرفتاری سے بچنے میں کامیاب ہو سکا۔ پہلا واقعہ موسم بہار کے اختتام یا موسم سرما کے شروع ہونے کے وقت کا ہے؛ ہم ایک گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے جو میڈیا کے کام کے لیے ایک دفتر کے طور پر (اور کچھ اعلیٰ قیادت سے تعلق رکھنے والے قائدین اور جماعت کے دوسرے ارکان کے ایک مہمان خانے کے طور پہ) استعمال ہو رہا تھا۔ اس دوران راولپنڈی میں موجود ایک ذریعہ سے یہ خبر موصول ہوئی کہ کئی گھر انٹیلی جنس اداروں کے زیر نگرانی ہیں اور ان پہ جلد ہی چھاپے مارے جانے ہیں۔ انہی میں وہ گھر بھی شامل تھا جہاں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہم نے فوراً اپنا سامان اٹھایا اور اس جگہ کو چھوڑ دیا اور دو دن بعد ہی جب ان مجرمین نے اس گھر پہ چھاپہ مارا تو وہ خالی تھا۔

دوسرا واقعہ اس کے کچھ ہی مہینے بعد کا ہے جب میں تقریباً دشمنوں کے ہاتھوں میں جا ہی چکا تھا۔ یہ چھاپہ ایک بھائی جو ہمارے ساتھ اس گھر میں رہا تھا جہاں ہم اس وقت رہائش پذیر تھے' کی گرفتاری کے بعد پیش آیا۔ وہ کراچی ایئرپورٹ پر اس وقت گرفتار کیا گیا جب وہ ایک بین الاقوامی پرواز پر سوار ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگرچہ سفری اور اس طرح کے دیگر امور کے ذمہ دار اس وقت انتہائی تشویش کا شکار ہو گئے جب مقررہ وقت پر ان بھائی سے رابطہ نہیں ہو پایا اور انہوں نے فوری طور پر ان تین سیف ہاؤسز کو چھوڑنے کا حکم دیا جن کے بارے میں گرفتار ہونے والے وہ بھائی جانتے تھے۔ مگر آپس میں رابطے کی کمزوری اور تاخیر ہو جانے کی وجہ سے پیشگی اطلاع کے باوجود وہ تین گھر خالی نہ ہو سکے اور اس بھائی سے تفتیش کرنے اور معلومات اگلوانے کے بعد پاکستان کے خفیہ اداروں نے ایک آپریشن کرنے کا فیصلہ کیا۔

میری اور میرے ساتھ موجود بھائیوں کی خوش قسمتی کہ ہمارے گھر پہ پہلے چھاپہ نہیں مارا گیا (شاید اس وجہ سے کہ اس بھائی نے پہلے اس کے بارے میں نہیں بتایا تھا)۔ بلکہ انہوں نے ایک اور گھر پہ چھاپہ مارا (جہاں میں اس سے پہلے وقت گزار چکا تھا) اور انہوں نے وہاں سے کئی مجاہد بھائیوں کو گرفتار کر لیا۔

ہماری خوش قسمتی کہ اس گھر میں موجود ایک بھائی دوسری منزل کی ایک کھڑکی سے چھلانگ مار کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا اور...ایک بار پھر ہماری خوش قسمتی کہ وہ اس گھر کو جانتا تھا جہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ مغرب سے کچھ ہی وقت پہلے وہاں پہنچا اور دروازے پہ دستک دی۔ اس نے ہمیں اس چھاپے کے متعلق بتایا اور کہا کہ ہمیں فوراً سے پیش تر اس جگہ کو چھوڑنا ہوگا کیونکہ گرفتار ہونے والے کچھ بھائی ہمارے گھر کے بارے میں علم رکھتے تھے، اور ہو سکتا ہے اگلے چھاپے کا نشانہ یہی گھر ہو۔ لہٰذا ہم فوراً گاڑی میں بیٹھے اور جیسے ہی ہم نے مین روڈ پہ ایک یا دو منٹ کا فاصلہ طے کیا ہوگا تو ہم نے سڑک کے کنارے پہ دس کے قریب پولیس کی گاڑیوں کا ایک قافلہ دیکھا، جو اپنی چال چلنے کا انتظار کر رہے تھے۔

بعد میں ہمیں پتا چلا کہ ہمارے نکلنے کے صرف آٹھ یا نو منٹ بعد ہی پولیس اس گھر پہ پہنچ گئی تھی اور ان کے ساتھ پہلے گھر سے گرفتار کیا گیا ایک بھائی بھی تھا جس نے بعالمِ مجبوری ان کو ہمارے گھر پہ چھاپہ مارنے کے لیے راستے کی رہنمائی کی تھی۔

تو یہ تھے دو ایسے واقعات جب میں پولیس اور انٹیلی جنس اداروں کے شکنجوں میں پھنسنے کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا اور دونوں مرتبہ میں صرف اور صرف اللہ کے فضل سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

ری سر جنس: امریکہ کے افغانستان کے انخلا کے تناظر میں، مستقبل قریب میں امارتِ اسلامیہ کے دوبارہ اقتدار میں آنے کے کیا امکانات ہیں؟

آدم: میرے نقطہ نظر سے تو اس کے امکانات بہت روشن ہیں؛ طالبان پہلے جنوب اور مشرق میں واقع بڑے بڑے علاقوں پہ اپنا قبضہ مستحکم کر چکے ہیں اور جنوب اور مغربی اور وسطی افغانستان میں بھی جہاد آہستہ آہستہ تیز ہوتا جا رہا ہے اور تمام علامات جلد ہی امارت اسلامیہ کی واپسی کی طرف اشارہ کر رہی ہیں جو پہلے سے بھی زیادہ عظیم تر اور مضبوط تر ہو گی ان شاءاللہ۔

ری سر جنس: امارت اسلامیہ کے دوبارہ برسر اقتدار آنے سے خصوصی طور پر پاکستان اور بالعموم پورے عالم اسلامی کی جغرافیائی اور سیاسی صورت حال پہ کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

آدم: میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستانی حکومت سے' خصوصی طور پہ اس کا مجاہدین کو بار بار دھوکہ دینے کی پالیسی اپنانے اور پچھلے تیس سال سے افغان جہاد کے خلاف ایک گھناؤنے کھیل میں ملوث ہونے کی بنا پر بہت سا حساب کتاب چکانا باقی ہے۔

جہاں تک اس خطے اور عالم اسلامی کے دوسروں خطوں کا تعلق ہے تو میں امارت اسلامیہ کی فاتحانہ واپسی کو تمام عالم میں پھیلی ہوئی مزاحمتی اور جہادی تحریکوں کے مورال کو بڑھانے کے لیے تحریض کا کام دے گی۔ واللہ اعلم۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

ہمارا سامنا ایک کینہ پرور، جرائم پیشہ، صلیبی دشمن سے ہے

شیخ قاسم الریمی حفظہ اللہ، امیر جماعۃ قاعدۃ الجہاد فی الجزیرۃ العرب

ادارہ الملاحم نے جماعۃ قاعدۃ الجہاد جزیرۃ العرب کے امیر شیخ قاسم الریمی حفظہ اللہ کا یہ انٹرویو جمادی الآخر ۱۴۳۸ھ، بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء میں کیا۔ قارئینِ مجلہ نوائے افغان جہاد کے لیے اس انٹرویو کا ترجمہ برادرم طلحہ حجازی نے کیا ہے۔ اللہ پاک ہمارے بھائی کی کاوش قبول فرمائے، آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الملاحم: الحمدللہ الصلاۃ والسلام علی رسول للہ وعلی آلہ واصحابہ
ہم اپنی اس نشست کے آغاز میں شیخ قاسم الریمی کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اس نشست میں یمن میں گزشتہ واقعات اور حالات کا خصوصی احاطہ کیا جائے گا۔

شیخ قاسم: حیاکم اللہ

الملاحم: ہم امریکہ کے کرتوت اور یمن میں اس کے جرائم پر پہلے بات کر لیتے ہیں۔ ان کے حالیہ جرائم میں سر فہرست یکلہ میں ہونے والا سانحہ ہے۔ ایک ایسا جرم جس میں متعدد خواتین اور بچے قتل کئے گئے۔ آپ کے خیال میں اس طرح کے امریکی جرائم کی کیا اہمیت ہے؟

شیخ قاسم: الحمدللہ الصلاۃ والسلام علی رسول للہ وعلی آلہ واصحابہ۔
امریکی جرائم کے حوالے سے متعدد پہلو دیکھے جاتے ہیں۔
ان کے جرائم کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، ہم اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ (الممتحنۃ: ۲)

''اگر تم ان کے ہاتھ آ جاؤ تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے اور اپنے ہاتھ اور زبانیں پھیلا پھیلا کر تمہارے ساتھ برائی کریں گے، اور ان کی خواہش یہ ہے کہ تم کافر بن جاؤ''۔

اور اللہ نے ہمیں یہ بھی خبر دے دی ہے کہ

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ (التوبۃ: ۱۰)

''نہیں خیال کرتے کسی مومن کے بارے میں کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا اور وہ لوگ ہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں''

امریکہ کا یہ جرم اور اسی طرح کے اس کے کئے گئے جرائم، جو اس نے افغانستان، عراق، شام، صومالیہ میں کئے اور اسرائیلی قوم، ایک ایسی قوم جو فلسطین پر دہائیوں سے مسلط ہے، کے لیے مال، اسلحے، ویٹو اور عمومی پالیسیوں کے ذریعے امداد کرنا، ان کے بابت اس حقیقت پر دلیل ہے۔ یہ بات ایک سچ ہے کہ ہمارا سامنا ایک کینہ پرور، جرائم پیشہ، صلیبی دشمن سے ہے۔ ایک ایسا دشمن جو خواتین اور بچوں کو قتل کرتا ہے اور اس مسلم امت پر ظلم کرتا ہے۔

ان جرائم کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ یہ امت مسلمہ اور اہل جہاد کے خلاف بنائی گئی امریکی پالیسیوں اور جنگی چالوں کی ناکامی کی نشاندہی کرتے ہیں۔

اس صلیبی جنگ کو شروع ہوئے اب ڈیڑھ دہائی بیت گئی ہے، لیکن وہ (کفار) کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے۔ اب عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا ان کی چال بن چکی ہے۔ اور اب ان کا سارا فوجی ڈھانچہ اور مجاہدین کا براہ راست مقابلہ کرنے کی صلاحیت تباہی کے دہانے پر ہے۔ اللہ کے کلمات ہی سچ ہیں کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ

''جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ اپنے مال اس کام کے لیے خرچ کر رہے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکیں۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ یہ لوگ خرچ تو کریں گے، مگر پھر یہ سب کچھ ان کے لیے حسرت کا سبب بن جائے گا، اور آخر کار یہ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور (آخرت میں) ان کافر لوگوں کو جہنم کی طرف اکٹھا کر کے لایا جائے گا''۔

اب ٹرمپ کے دورِ صدارت میں امریکہ جو کر رہا ہے، یہ امریکی اداروں کی کلی ناکامی کی ہی نشاندہی ہے۔ پچھلی ادارتی ترتیب (یعنی اوبامہ کی دور کی) کی طرح، جو کہ ناکام رہی اور مجاہدین کا سامنا کرنے پر تو منہ کی ہی کھاتی رہی۔

اُن کے اِن کرتوتوں اور جرائم کے آئینے میں دشمن کی بے بسی کی انتہا بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ قبیلہ رَدعا کے مخلص مجاہدین اور مہاجرین کے مجموعہ کی قلیل سی تعداد امریکی فوجیوں کی ایک بڑی نفری کو قتل اور زخمی کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ دو ہیلی کاپٹر مار گرائے اور امریکیوں کو ذلیل و رسوا کر کے بھگا دیا گیا۔ الحمدللہ

اس کارروائی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ اندھے صلیبی غلام (یعنی یمنی حکومت) امریکیوں کو خوش کرنے کی خاطر کس حد تک جا سکتے ہیں۔ حوثیوں کی طرح، جو اپنے آپ کو شاریہ یا تحالف کہتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ

”چنانچہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہے، تم انہیں دیکھتے ہو کہ وہ لپک لپک کر ان میں گھستے ہیں، کہتے ہیں: ”ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر کوئی مصیبت کا چکر آپڑے گا““۔

غایفہ کے محاذ پر امریکی، وہاں پر موجود مجاہدین پر بم باری کر رہے تھے اور یہ حوثی اسی وقت وہاں پر پیش قدمی کر رہے تھے۔ اس واقعے کے بعد کچھ حوثی اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔ جہاں تک شاریہ کا تعلق ہے، انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہیں اس واقعے کا کچھ بھی علم نہیں ہے۔ اگر یمنی حکومت کو معلوم ہوتا، تو اس نے امریکیوں کو حوثیوں اور علی عبداللہ صالح سے بھی زیادہ معلومات فراہم کرنی تھیں۔

الملاحم: لیکن امریکیوں نے کہا ہے کہ ان کا یہ مشن کامیاب ہوا ہے اور یہ بہت ناگزیر تھا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ان کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں مدد دینے والی موثر معلومات میسر آئی ہے۔

شیخ قاسم: یہ تو وہ صرف اپنی ناکامیوں پر پردہ پوشی کرنے کی کوشش ہے۔ بلکہ خاص بات تو یہ ہے کہ ان کے زیادہ تر فوجی وہاں پر مردار ہوئے اور ان کی شکست بالکل واضح تھی۔ انہوں نے اپنے اس کارروائی کو دنیا کی نظروں سے چھپانے کی ہر ممکنہ کوشش کی۔ جو صحیح بات معلوم ہوئی، وہ یہ ہے کہ امریکی فوجیوں نے غایفہ پر غلط معلومات کے مطابق چھاپہ مارا تھا۔

الملاحم: غایفہ اور مراقشہ کے علاقے میں امریکی چھاپوں اور یمن کو امریکی فوجیوں کے لیے ایک پناہ گاہ بنانے کی جدوجہد نے یمنی حکومت کی درماندگی کو واضح کر دیا ہے۔ آپ اس متعلق تفصیل سے بتانا چاہیں گے؟

شیخ قاسم: افغانستان اور صومالیہ کے محاذوں میں اپنے بھائیوں کے تجربات سے آگہی اور روابط سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگر چھاپے کا مجاہدین کو پہلے سے معلوم ہو جائے، تو صورت حال چھاپہ کی ناکامی پر ہی دال ہے۔ چھاپے کا حقیقی مقصد تو اچانک حملہ کرنا ہے اور اس میں دوبدو جنگ کا موقع آنے کی نوبت ہی نہیں آنی چاہیے۔ لہٰذا اگر چھاپے کا پہلے سے معلوم ہو جائے، تو سب حفاظتی اقدامات اختیار کر لیتے ہیں۔ مراقشہ کے قبیلے کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ صرف دو فائر ان کو ہوشیار کرنے کے لیے کافی تھے، جس کے بعد امریکیوں کے اپنے ہدف تک پہنچنے سے پہلے، انہوں (قبیلے) نے اپنا کچھ سامان چھوڑ کر محفوظ راستے سے انخلا اختیار کر لیا۔ یہی معاملہ غایفہ میں پیش آیا کہ جیسے ہی امریکی نظروں میں آئے تو دوبدو جنگ چھڑ گئی۔ اور جب انہوں نے پیش قدمی کی، تو ان کی موت ان کے استقبال کو کھڑی تھی۔ ان دونوں کارروائیوں میں سے دسیوں قتل اور زخمی ہوئے۔ امریکی فوجی بھاگتے ہوئے پیچھے اپنا سامان چھوڑ گئے، جس میں نقشے، قطب نما، کشاف، انفرا ریڈ والی کشاف اور جوتے شامل تھے۔ ان کا جاسوسی پر مامور خاص طور پر سدھایا ہوا کتا بھی کھو گیا تھا، جو بعد میں ہمیں ملا۔ جب غائفہ کے قبائل اُن کی درگت بنا رہے تو وہ اپنے پیچھے دو جہاز چھوڑ گئے، جن کو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے تباہ کیا۔

ہم اپنے بھائیوں کو رات کے چھاپوں سے نمٹنے کے حوالے سے ان ہدایات کی نصیحت کرتے ہیں:

- اللہ سے مدد طلب کریں اور ذکر الٰہی کی کثرت کریں۔ اللہ کے وعدوں پر یقین رکھیں۔
- پہروں میں، ایک وقت میں، دو سے کم بھائیوں کو نہ رکھیں۔
- پہلے سے چھاپوں والا کا ماحول بنا کر اور چھاپوں میں جنگ کرنے کی تربیت اور تیاری کی جانی چاہیے۔
- جنگ کے دوران میں اپنی جگہوں سے ہلنا نہیں چاہیے، کیونکہ اوپر موجود طیارے حرکت کو بآسانی جانچ لیتے ہیں۔ اس لیے اپنی ہی جگہوں پر رہتے ہوئے لڑائی لڑنی چاہیے۔
- دائرے کی شکل میں بم اور مائنیں نصب کرنی چاہیے۔ اور یہ پہرے والی جگہوں، مورچوں اور رہائش گاہوں سے دور ہی نصب کرنی چاہیے۔
- دشمن کو پیش قدمی کرتے وقت چھوڑ دینا چاہیے۔ یہاں تک کہ وہ گھات والی جگہ تک پہنچ جائے اور جنگ کے دائرہ میں آجائے۔

کچھ معاملات ہیں جن کا ہم یہاں اظہار نہیں کر سکتے لیکن یہ ہدایات اپنے طور پر کافی ہیں، باذن اللہ۔

الملاحم: یہاں ہم علما کی طرف سے کیے گئے ایک فتویٰ کی بابت پوچھتے ہیں۔ یمن کے تقریباً ۱۵۰ علمائے اکرام نے اس فتویٰ پر دستخط کئے تھے۔ جہاد کی فرضیت کے حوالے سے، یعنی اگر امریکی یمن میں اترتے ہیں تو ان سے لڑنے کے حوالے سے فتویٰ۔

شیخ قاسم: جی، حقیقتاً امریکیوں کے یمن پر حملے کی صورت میں علما نے فتویٰ جاری کیا تھا۔ امریکیوں کا ہمارے تقدس اور عزت و آبرو کو پامال کرنا، اور خواتین اور بچوں کو قتل کرنے کا جرم جس مسلمان کو نظر آتا ہو تو وہ ان سے لڑنے میں ہرگز نہیں جھجکتا۔ اگر امریکی آپ کی چوکھٹ پر آ کھڑے ہوں، تو یہ ہر لحاظ سے آپ کے ایمان اور خلوص کے لیے ایک آزمائش ہے۔ ساتھ ہی امریکی فوجیوں سے اپنے مسلمان بھائیوں کے خون کا بدلہ لینے کا یہ ایک سنہرا موقع ہے، جو امت مسلمہ کے خلاف افغانستان، عراق، صومالیہ، شام سمیت کئی دیگر مسلم خطوں میں متعدد جرائم میں ملوث رہے ہیں۔ اور یہ کیا ہی خوش نصیبی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اپنے مسلمان بھائیوں کا بدلہ لینا آسان فرما دیں۔ ہم مجاہدین سے کہتے ہیں امریکی جرائم کا انتقام لیے بغیر انہیں ہرگز نہ چھوڑیں اور قہرِ الٰہی بن کر امریکیوں پر ٹوٹ پڑیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

تلوار اٹھائے بغیر پورے مسلمان نہیں بن سکتے!

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً

جمہوری تماشوں کے گرویدہ گروہوں نے منہج نبوی علی صاحبہا السلام پر گرد ڈالنے اور اُسے پس انداز کرنے کے غرض سے مسلح جہاد سے انکار کی جو روش اختیار کی ہے اور ''جمہوریت واحد قابل عمل جدوجہد'' کے جس باطل نظریے کو پھیلانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے، اس متعلق ہمارے اسلاف واکابر اور متقدمین ومتاخرین بالکل واضح اور دوٹوک موقف کے حامل رہے ہیں... اسلاف واکابر کا یہی بیّن موقف اور منہج 'فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے وعظ ''دردِ دل'' میں لگی لپٹی رکھے بغیر پوری شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کے اسی وعظ سے لیا گیا یہ تفصیلی اقتباس قارئین کے لیے پیش خدمت ہے تاکہ وہ سرکاری ودرباری طبقہ کے کتمانِ حق کو بھی جان لیں، اُن کی فکری و عملی گمراہی کو بھی خوب پہچان لیں اور دیکھیں کہ ''مسلح جدوجہد غیر شرعی ہے، جنگوں اور بندوقوں کے زور پر ملکوں کو فتح کرنے کا وقت گزر گیا، اب جمہوریت کا دور ہے، خون بہائے بغیر مستقبل کی جدوجہد کا تعین کرنا ہوگا، جہاد والا نہیں جمہوریت والا اسلام چاہتے ہیں'' جیسے صریح باطل افکار کے تاروپود 'فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد نور اللہ مرقدہ کیسے بکھیر رہے ہیں! حضرت والا رحمہ اللہ کا یہ وعظ ''خطبات الرشید'' جلد پنجم میں موجود ہے۔ [ادارہ]

دین کے معاملے میں ایثار جائز نہیں:

ایک اصول سمجھ لیں! دنیا کے معاملات میں تو ایثار اچھی بات ہے، ایثار کا مطلب یہ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں اپنا نقصان کرلیں، کچھ حرج نہیں۔ اچھی بات ہے دوسرے کا کچھ بنانے کے لیے اپنی دنیا کا نقصان کیا تو وہ درحقیقت نقصان نہیں بلکہ آخرت کا فائدہ ہے، دین کے معاملے میں اصول اس کے برعکس ہے۔ دوسرے کا دین بنانے کے لیے اپنا دین خراب کرلینا صحیح نہیں ہے۔ آخرت کے بارے میں، اللہ کو راضی کرنے کے بارے میں، دنیا وآخرت کے عذاب سے بچنے کے بارے میں اپنا نفس سب سے مقدم ہے، دوسرے لوگ بعد میں، پہلے خود کو بچانے کی کوشش کیجیے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم: ۶)

اور فرمایا:

وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (طٰہٰ: ۱۳۲)

اپنے اور اہل وعیال کے رزق کی فکر مت کرو، رزق تو ہمارے ذمہ ہے، ہم نے تمہارے ذمہ یہ فرض لگایا ہے کہ خود بھی دین پر قائم رہو اور اپنے اہل وعیال کو بھی دین پر قائم رہنے کا حکم دیتے رہو۔

اور فرمایا:

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (الشعراء: ۲۱۴)

''اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیے''۔

اللہ کے عذاب سے اپنے نفس کی حفاظت، اپنے گھرانے کی حفاظت، اپنے قریبی رشتہ داروں کی حفاظت کی اہمیت غیروں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ صحیح عقیدہ عطا فرمادیا ہو، دل میں یہ حقیقت اتار دی ہو تو اسے آرام کیسے آسکتا ہے؟ بے چینی بلوا رہی ہے، یہ درد چین نہیں لینے دیتا، اللہ کرے یہ درد سب میں پیدا ہو جائے تو پھر دیکھئے کیسے چلاّتے ہیں!

میرے سوز دروں سے آشنائی جب ہی ممکن ہے
کہ میرے دل سے چنگاری کسی کے دل میں پڑ جائے

جس کو لگی ہی نہیں وہ کیا جانے کہ کیا ہو رہا ہے، لگے تو پتا چلے!

میں رونا اپنا روتا ہوں تو وہ ہنس ہنس کے سنتے ہیں
اِنہیں دل کی لگی، دل لگی معلوم ہوتی ہے

تبلیغ ترک منکرات میں اپنا فائدہ:

لوگوں کو گناہوں سے روکنے میں اپنا فائدہ ہے، جس کی کئی وجوہ ہیں۔

فائدہ کی وجوہ:

ا۔ گناہوں سے روکنا فرض ہے:

ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ دوسروں کو جہنم سے بچانے کی کوشش کرے، اگر نہیں کرتا تو یہ بھی نہیں بچے گا، خواہ رات رات بھر نوافل پڑھتا رہے، نہیں بچ سکے گا!

۲۔ دین پر استقامت میں آسانی:

جیسے جیسے دوسروں کو گناہوں سے روکیں گے، آپ کے لیے دین پر قائم رہنا اور گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ خاص طور پر اپنے گھر والوں کو اپنے موافق بنائیے، دین کی طرف لائیے تو آپ کو دین پر قائم رہنا آسان ہو جائے گا۔ بیوی موافق ہو جائے، بیوی کے لیے شوہر موافق ہو جائے، والدین موافق ہو جائیں، اولاد موافق ہو جائے، بھائی بہن موافق ہو جائیں، قبیلہ کنبہ سارا ہی دین دار بن جائے تو سوچئے دین دار بننا آسان ہوگا یا نہیں؟ بہت آسان ہو جائے گا اور اگر پورے گھرانے میں ایک فرد نیک ہے، وہ نوافل بھی بہت پڑھتا ہے، تسبیحات بھی پڑھتا رہتا ہے مگر جہاں گناہ چھوڑنے چھڑانے کی بات کرتا ہے تو سارا کنبہ ہی

خلاف ہو جاتا ہے، دین دار بننا مشکل ہو گیا۔اس لیے لوگوں کو گناہوں سے بچانے کی کوشش کرنے میں اپنا فائدہ یہ ہے کہ خود کہنے والے کے لیے دین پر استقامت آسان ہو جائے گی۔

۳۔حکومتِ اسلامیہ کے قیام میں آسانی:

جیسے جیسے مسلمانوں سے اللہ کی نافرمانیاں چھوٹتی جائیں گی، حکومتِ اسلامیہ پوری دنیا پر قائم کرنا آسان ہو جائے گا،اس کی دو وجہیں ہیں،ایک ظاہری،دوسری باطنی۔

ظاہری وجہ:

ظاہری وجہ تو جیسے میں نے پہلے بتادیا کہ آپ کا گھرانا نیک ہو گا تو آپ کو آسانی سے دین پر استقامت حاصل ہو جائے گی۔دنیا میں مسلمانوں کی، صالحین کی،اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والوں کی جب اکثریت ہو جائے گی تو قوت بڑھے گی، جتنی قوت بڑھے گی، حکومتِ اسلامیہ کا قائم کرنا آسان ہو جائے گا۔

باطنی وجہ:

باطنی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو گی،نافرمانیوں سے بچ رہے ہیں،اللہ تعالیٰ کی بغاوت چھوڑ رہے ہیں،دوسروں سے بھی چھڑانے کی کوشش کر رہے ہیں،یوں اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے ایسے بندوں پر متوجہ ہو گی،رحمت کا اثر یہ ہو گا کہ دنیا پر اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم ہو جائے گی،ایسے مدد ہو گی:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا(النور:۵۵)

میں قرآن مجید کی آیت تو پڑھ دیتا ہوں مگر اس کی تفسیر میں جب بھی کوئی ایسی بات بتاتا ہوں جو آج کل کے مسلمان کے دل ودماغ میں اترتی ہی نہیں،انہوں نے کبھی سنی ہی نہیں ہو گی تو مجھے پھر وہی شبہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ کہتے ہوں گے معلوم نہیں یہ کدھر سے قرآن لے آیا ہے۔ارے یہی قرآن ہے! جو آپ لوگ خوانیوں میں پڑھتے ہیں! یہ وہی قرآن ہے، میں کوئی الگ سے قرآن نہیں لے آتا! فرمایا کہ اگر تم لوگ دو کام کر لو،اپنے عقائد صحیح کر لو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں چھوڑ دو،اس پر بھی لوگوں کو تعجب ہو گا کہ قرآن میں تو ہے کہ اعمال صالحہ کر و اور میں بتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں چھوڑو۔انہیں اعمالِ صالحہ کا مطلب شیطان نے یہ سمجھا رکھا ہے کہ تسبیح پھراتے رہو، نفل پڑھتے رہو۔خوب سمجھ لیجیے! اعمالِ صالحہ کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دی جائے، عقائد صحیح کر لیں اور اللہ کی نافرمانیں چھوڑ دیں۔اگر مسلمان یہ دو کام کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے،اللہ کا وعدہ کہ پوری دنیا پر تمہاری حکومت ہو گی۔اللہ تعالیٰ تمہیں حکومت دے دے گا۔بہت مضبوط حکومت! دنیا میں پوری زمین پر تمکین ہو گی، پوری قوت تمہاری ہو گی! دوسری جگہ فرمایا:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ(آل عمران:۱۳۹)

تم مومن بن جاؤ تو تم ہی غالب رہو گے،دنیا کی کوئی طاقت تم سے ٹکرا نہیں سکے گی، تمہارے مقابلے میں نہیں آسکے گی۔یہ فیصلہ فرمادیا۔

دو باتیں:

اس بارے میں دو باتیں اور مزید سمجھ لیں:

ا۔وعدہ اقتدار پوری دین دار پر ہے:

ایک تو یہ کہ نیک بننے کا یہ اثر ہو گا کہ دنیا پر اسلام کی حکومت قائم ہو جائے گی اس کا مطلب یہ نہ سمجھ لیں کہ تھوڑے تھوڑے سے نیک بننے سے بھی ہو جائے گی۔جیسے کہتے ہیں رنگروٹ،آدھا تیتر آدھا بٹیر، صرف نمازیں پڑھ لیں ،پڑھا لیں یا یہ کہ شکل وصورت مسلمانوں جیسی بنالی اور یہ سوچ لیا کہ اب ہم ہو گئے مسلمان! اب ہمیں حکومت مل جائے گی۔یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔دیکھئے! میں جو کچھ بتاتا ہوں قرآن مجید سے بتاتا ہوں۔اللہ کرے کہ آج کے مسلمان کو قرآن پر ایمان آجائے،فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ○فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (البقرۃ:۲۰۸،۲۰۹)

اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد کچھ مدت چلتے چلتے مسلمانوں میں ایسا زمانہ آئے گا کہ یہ تھوڑے تھوڑے انڈے کچے بچے بننے کے بعد سمجھیں گے مسلمان بن گئے، پکے مسلمان بن گئے۔اللہ کو تو سب علم تھا نا اس چیز کا کہ نماز پڑھ لیں اور شکل وصورت ذرا ذرا بن جائے،حرام خوری چھوڑنے کی ضرورت نہیں،ٹی وی جیسی لعنت سے بچنے کی ضرورت نہیں اور بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کی ضرورت نہیں۔بس تھوڑی تھوڑی چلتے پھرتے کچھ ایسے بن جاؤ۔اللہ کو تو ہر چیز کا علم ہے۔اسی لیے تنبیہ فرمادی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً

اے ایمان کے دعوے دارو! شروع ہی کیسے فرمایا،اللہ تعالیٰ تنبہ شروع ہی کیسے فرماتے ہیں: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ یا تو ایمان کے دعوے چھوڑ دو، مسلمان کہلانا چھوڑ دو، کون مجبور کرتا ہے کہ مسلمان بنو اور اگر ایمان کے دعوے کرتے ہو تو ان لوگوں کو ہم

> اگر تم نے اللہ کے دشمنوں کی گردنیں نہیں اڑائیں، بزدل بن کر بیٹھے رہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں تباہ کردے گا پھر اللہ تعالیٰ اپنے کوئی دوسرے بندے پیدا کرے گا،وہ جہاد کریں گے،اللہ کی حکومت قائم کریں گے اور اللہ کے دشمنوں کی گردنیں اڑا اڑا کر انہیں جہنم رسید کریں گے۔

خطاب کرتے ہیں جو ایمان کے دعوے کرتے ہیں۔ جب ایمان کا دعویٰ کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یااللہ! ہمیں تیرے ساتھ ایسی محبت ہو گئی کہ ہم تیری ہر بات مانیں گے۔ ہم تیرے عاشق ہو گئے عاشق، ارے عاشقو! ایمان کے دعوت کرنے والو! عشق کا دم بھرنے والو! مجھے اگر راضی کرنا چاہتے ہو تو آدھا تیتر آدھا بٹیر نہیں، آدھا مسلمان، آدھا ہندو نہیں۔ میں ایسے دھوکے میں آنے والا اللہ نہیں ہوں! ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً۔ پورے کے پورے، مکمل چوٹی سے ایڑی تک، سارے کے سارے ہر قدم پر ہر معاملے میں پکے سچے پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ! اگر ایسا نہیں کیا، اسلام کے لاکھوں احکام میں سے سارے احکام پر عمل کرنا شروع کر دیا مگر کسی ایک پر عمل نہیں کر رہے تو پھر آپ رحمٰن کا اتباع نہیں کر رہے۔ شیطان کا اتباع کر رہے ہیں۔ اس لیے فرمایا: وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔ شیطان کا اتباع مت کرو، رحمٰن کا اتباع جب ہی ہو گا کہ رحمٰن کے تمام احکام پر عمل کیا جائے۔ یہ تنبیہ فرمانے کے بعد آگے فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ تو بتا دیا کہ تم رحمن کے بندے کیسے بنو گے؟ مسلمان کیسے بنو گے؟ اگر اس کے باوجود سب احکام پر عمل نہیں کیا، ایک آدھ حکم ایسا بھی ہے کہ جس پر عمل نہیں کرتے، کبھی کبھی ٹی وی دیکھ لیتے ہیں یا کہیں کوئی زاد سامنے آگئی تو اس سے باتیں واتیں بھی کر لیتے ہیں، سالی کو بھی آدھی بیوی سمجھ لیا، اس سے بے تکلفی سے بات چیت وغیرہ کر لیتے ہیں اور بھابی کے لیے دیور گلے کا زیور بنے ہوئے ہیں، ایسے ایسے قصے بھی کر لیتے ہیں اور ساتھ ہی نماز بھی پڑھ لیتے ہیں، اس پر یوں تنبیہ فرماتے ہیں:

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ سن لو! ہمارے احکام کوئی مبہم نہیں، مخفی نہیں۔ صاف صاف احکام ہیں، صاف صاف! ایسے نہیں کہ کوئی انہیں سمجھ نہ پائے، ایسے صاف صاف احکام آنے کے بعد بھی اگر کسی نے ان میں سے کسی حکم پر عمل نہیں کیا تو:

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

فَاعْلَمُوْٓا کے معنی ''جان لو'' صحیح نہیں، عام طور پر علم کے معنی ''جاننا'' کر دیے جاتے ہیں جب کہ عربی میں علم کے معنی ہیں ''یقین کرنا''۔ کسی چیز کو یقین کے ساتھ جاننے کو علم کہتے ہیں۔ یقین نہیں ہو گا تو اسے ظن یا شک کہتے ہیں۔ فَاعْلَمُوْٓا یقین کر لو! اگر اللہ تعالیٰ کی بینات یعنی صاف صاف احکام آنے کے بعد بھی اپنے اعمال کی اصلاح نہیں کی، کوشش نہیں کی تو یقین کر لو! خوب یقین کر لو! کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ کہیں یہ سمجھیں کہ اتنی مدت سے گناہ کرتے چلے آرہے ہیں، ٹی وی بھی دیکھتے چلے آرہے ہیں، پردہ بھی گھروں میں شریعت کے مطابق نہیں ہے تو اللہ کی گرفت سے کہیں بچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ڈرا رہے ہیں، متنبہ کر رہے ہیں: عزیز۔ اللہ تمہیں عذاب دینے پر قادر ہے۔ یہ سوچ لیا کریں کہ اللہ کو قدرت ہے یا نہیں؟ کیا اللہ سے چھپ سکتے ہیں؟ اس سے تو کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں، کیا تمہاری طاقت اللہ پر غالب ہے؟ اللہ تم سے ڈر رہا ہے؟ ایسا بھی نہیں، کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کہیں باہر جا سکتے ہیں؟ باہر بھی نہیں جا سکتے۔ ہاں ایک عقیدہ ہے آج کل کے مسلمان کا وہ یہ کہ کسی بد عمل عامل سے وظیفہ پوچھ لیں گے، اس قسم کی حرکتیں تو یہ لوگ بہت کرتے ہیں نا۔ کہیں پہنچ گئے، کسی عامل کے پاس کہ شادی نہیں ہو رہی، کسی نے سفلی کر دیا ہے یا رزق کا دروازہ نہیں کھل رہا۔ جہاں بھی ہاتھ ڈالتے ہیں ناکامی ہوتی ہے، کسی نے بندش لگا دی ہے، وہ انہیں کچھ دے دیتا ہے، فلیتے پلیتے یا کچھ پڑھنے کو بتا دیتا ہے کہ شادی نہیں ہو رہی تو مزمل پڑھ لو، مریم پڑھ لو اتنی اتنی بار اور اگر رزق کی کمی ہے تو اس کے لیے سورہ واقعہ پڑھ لو۔ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جس دروازے کو اللہ نے بند کر دیا، اسے یہ بد عمل عامل کھول سکتے ہیں۔ یہ ہے ان کا عقیدہ کہ عامل' اللہ کے عذاب سے بچا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

یقین کر لو اللہ غالب ہے غالب! اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا! نہ عامل نہ کوئی اور، کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔

ایک بات تو یہ ہو گئی کہ اسلامی حکومت قائم کرنے کے لیے آدھے تیتر آدھے بٹیر بننا کافی نہیں، پورے پورے مسلمان بننے کی کوشش کریں۔

۲۔ تلوار اٹھائے بغیر پورے مسلمان نہیں بن سکتے:

دوسری بات یہ کہ کہیں ان آیات سے یہ غلط فہمی ہونے لگے کہ بس ہم منکرات کو چھوڑ کر پورے مسلمان بن جائیں گے تو تلوار اٹھائے بغیر ہی اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی، یہ ناممکن اور محال بات ذہن سے نکال دیں۔ اس لیے کہ سب سے بڑا منکر، سب سے بڑا گناہ، اللہ کی سب سے بڑی نافرمانی تو ترکِ جہاد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ (صحیح مسلم)

''جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ ہی اس بارے میں کبھی کچھ سوچا وہ نفاق کے شعبہ پر مرا''۔

سوچیے! کہ منافقین کی خصلت رکھنے والا صحیح مسلمان بن سکتا ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے قتال کے ایسے زوردار احکام کیوں نازل فرمائے؟ فرمایا:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال: ۳۹)

قتال کرو قتال! اللہ کے دشمنوں سے قتال کرو، اور کب تک؟ اس وقت تک قتال کرو کہ اللہ کی نافرمانی باقی نہ رہے اور پورے کا پورا دین صرف اللہ کا بن جائے۔ اگر جہاد کے بغیر ہی صحیح مسلمان بننا ممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پہلی امتوں کے بڑے بڑے مجاہدین کو ایسے ہی مرواتے رہے؟ کہ خواہ مخواہ مرو، مرو، مرو۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم صحیح مسلمان بن گئے۔ یااللہ! اب تو قتال کے بغیر ہی اسلامی حکومت قائم فرما دے۔ قرآن مجید میں جہاد کی تاکید اور اس میں غفلت کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سخت عذاب کی وعیدوں کی کچھ تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ ذرا آگے چل کر بتاؤں گا۔

ترکِ منکرات کے بغیر حکومتِ الٰہیہ کا قیام ممکن نہیں:

مسلمان اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو جب تک نہیں چھوڑیں گے اور دوسروں سے چھڑوانے کی کوشش نہیں کریں گے اس وقت تک اللہ کے دشمنوں پر غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں امن وامان قائم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے مجھے زیادہ سے زیادہ یہ خیال رہتا ہے کہ لوگ گناہوں کو چھوڑیں، نافرمانیوں کو چھوڑیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے، اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو، اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم ہو جائے۔ یہ بات خوب سمجھ لیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے طور پر گناہوں کو چھوڑ دیں، نیک عمل کرتے رہیں، زبانی تبلیغ کرتے رہیں تو ایسے ہی اللہ کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ ایسے نہیں ہو گی!

> کہیں ان آیات سے یہ غلط فہمی ہونے لگے کہ بس ہم منکرات کو چھوڑ کر پورے مسلمان بن جائیں گے تو تلوار اٹھائے بغیر ہی اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی، یہ ناممکن اور محال بات ذہن سے نکال دیں۔ اس لیے کہ سب سے بڑا منکر، سب سے بڑا گناہ، اللہ کی سب سے بڑی نافرمانی تو ترکِ جہاد ہے۔

اقامتِ حکومتِ الٰہیہ کے لیے مسلح جہاد ضروری ہے:

اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لیے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تقویٰ کے ساتھ ساتھ مسلح جہاد ہو، جب تک مسلح جہاد نہیں کریں گے، اللہ کی راہ میں جب تک قتال نہیں کریں گے، جب تک اللہ کے دشمنوں کی گردنیں اڑانے کے جذبات پیدا نہیں کریں گے، صرف جذبات ہی نہیں جب تک ان کی گردنیں نہیں اڑائیں گے، اس وقت تک حکومتِ الٰہیہ قائم نہیں ہو سکتی! یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے شروع لے کر قیامت تک!!!

تارکِ جہاد نیک نہیں ہو سکتا:

یہ سمجھ لینا کہ جہاد کی طرف توجہ کیے بغیر کوئی صالح بن سکتا ہے، یہ نفس وشیطان کا دھوکا اور فریب ہے۔ جہاد کیے بغیر تو کوئی شخص صالح اور نیک بن ہی نہیں سکتا، یہ ناممکن ہے! اس لیے کہ اتنا بڑا فرض، اتنا بڑا فرض جو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی فرض تھا اور انہوں نے یہ فرض ادا کیا، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قتال کا کئی جگہ پر ذکر فرمایا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بار بار اس کی تاکید فرمائی ہے: قاتل، قاتلوا، اقتلوا، یقاتلون، یقتلون، یقتلون۔ پورا قرآن قتال، قتال، قتال، قتال سے بھرا پڑا ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرو! قتال اتنا بڑا فرص ہے جو اس کا تارک ہو گا وہ کیسے یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ صالح مسلمان بن گیا؟ جس کی قرآن مجید میں اتنی سخت تاکید ہو ایسا موکد حکم اس کا تارک کیسے صالح مسلمان بن سکتا ہے؟ بن ہی نہیں سکتا!!! قرآن مجید میں کئی جگہ ترکِ قتال پر بہت سخت وعیدیں آئی ہیں، بہت سخت وعیدیں! فرمایا:

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (محمد: ۳۸)

اگر تم نے اللہ کے دشمنوں کی گردنیں نہیں اڑائیں، بزدل بن کر بیٹھے رہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں تباہ کر دے گا پھر اللہ تعالیٰ اپنے کوئی دوسرے بندے پیدا کرے گا، وہ جہاد کریں گے، اللہ کی حکومت قائم کریں گے اور اللہ کے دشمنوں کی گردنیں اُڑا اُڑا کر انہیں جہنم رسید کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تو سب مسلمان جانتے ہی ہیں ان کے تشریف لانے سے پہلے پہلے اتنی کوشش تو کرلیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں تو آپ کے حالات کو دیکھ کر خوش ہو جائیں، واہ مجاہدین واہ! واہ مجاہدین واہ! خوش ہو جائیں کہ یہ ہے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ایسی تیاری کریں! اور اگر کلاشن کوف کا نام سن کر ہی دھوتی کی دھلائی کی ضرورت پیش آجائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے انہی کی گردنیں اڑانے کا حکم دیں جنہوں نے اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ سنئے! میرا اللہ کیا کہہ رہا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (التوبۃ: ۲۴)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تمہیں اندیشہ ہو اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم منتظر رہو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا''۔

کتنی بڑی دھمکی ہے، آج کا مسلمان اولاً تو قرآن پڑھتا ہی نہیں اور اگر پڑھ بھی لیا تو پھر اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ اس قرآن میں کیا ہے اور اگر سمجھے گا بھی تو پھر جہاں قتال کا حکم ہے ان آیتوں کو نہیں پڑھتا، اس لیے کہ اگر قتال کی آیتیں پڑھ لیں تو کہیں جنونِ قتال دماغ پر سوار ہو گیا تو پھر تو جان چلی جائے گی، مر جائیں گے تو پھر کیا ہو گا؟

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

مردان یونی ورسٹی کا واقعہ

مولانا محمد احسن

مردان کی خان عبد الولی خان یونی ورسٹی میں توہین رسالت کے مبینہ واقعے پر مشتعل طلبہ کے ایک گروہ نے ایک طالب علم کو قتل کر دیا۔ مبینہ اور غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق مقتول طالب علم کیمونسٹ اور دین بیزار ذہن رکھتا تھا اور پہلے بھی کئی مرتبہ شعائر اسلام کے بارے میں نازیبا زبان استعمال کر چکا تھا۔ وقوعے کے روز طلبہ کے دو گروہوں کا آپس میں بحث مباحثہ ہوا جس میں مذکور طالب علم نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخانہ کلمات کہے جس پر مشتعل ہو کر طلبہ کے ایک ہجوم نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے ہلاک کر دیا۔

واقعہ کی حقیقت یہی ہے یا کچھ اور... یہ شاید کچھ دنوں تک ہی واضح ہو سکے، کیونکہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی واقعہ کے فوراً بعد سیکولر طبقے کی طرف سے میڈیا پر ایک طوفان برپا کر دیا گیا ہے جس کے شور شرابے اور غل غپاڑے میں حقیقت حال تک پہنچنا مشکل ہو گیا ہے۔ سیکولر لابیوں اور زر خرید میڈیا کی پوری کوشش یہی رہے گی کہ مقتول کے حق میں کوئی کمزور ترین یا ناقابل تسلیم قرینہ بھی کہیں سے ملے تو اسے خوب اچھالا جائے اور اس کے خلاف اگر مضبوط ترین شواہد بھی ہوں تو انہیں نہ صرف چھپایا جائے بلکہ خوف و دہشت کی ایسی فضا قائم کر دی جائے کہ اگر کوئی شخص اس کے خلاف کوئی امر واقعہ بیان کرنا بھی چاہے تو خوف سے اس کی گھگھی بندھ جائے اور یوں حقیقت واقعہ سرکاری رپورٹوں اور میڈیا کی خود ساختہ عدالتوں کے غبار میں کہیں دور گم ہو کر رہ جائے۔ ایسی صورت حال میں بہتر یہی ہے کہ ہم اس واقعہ کی کھود کرید کے بجائے سر دست کچھ عمومی سی باتیں اپنے قارئین کے گوش گذار کر دیں۔

۱۔ یہ ناقابل تردید حقیقت پاکستان کے حکمران طبقے کے ہر فرد اور سیکولرزم کے ہر داعی کو کان کھول کر سن اور اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ کسی گناہ گار سے گناہ گار مسلمان کا بھی تعلق انتہائی جذباتی ہے۔ اس تعلق کو نہ کسی حکومت کا آرڈر ختم یا کم کر سکتا ہے اور نہ کسی مولوی کا کوئی فتویٰ... اس میں نہ عمار ناصر جیسے کسی مفکر کے لمبے چوڑے مضامین اور ''علمی'' تحقیقات سے کمی آسکتی ہے... اور نہ پرویز جیسے کسی ظالم کے ظلم و جبر سے... تم پاکستان چھوڑ کر ساری دنیا کے علما و مفکرین سے فتویٰ لے لو کہ ''توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کرنا حرام ہے''... لیکن تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ جب بھی کسی مسلمان کے سامنے شانِ اقدس میں گستاخی کی جسارت کی جائے گی وہ ہر قسم کے خوف اور ہر قسم کے فتوے کو بالائے طاق رکھ کر وہی کرے گا جو ایسے موقع پر ایک مسلمان ہمیشہ کرتا آیا ہے...

تم چیخو گے، چلاؤ گے، سر پٹخو گے، طیش میں آکر مدرسے بند کرو گے، علما پر تشدد کرو گے، ان کو دھمکا کر یا لالچ دے کر اپنی مرضی کے فتوے لکھواؤ گے لیکن جب تک دنیا کے کسی مسلمان میں ایمان کی ایک رمق بھی باقی ہے تم اس کے دل سے یہ جذباتیت اور یہ حساسیت کم نہیں کر سکتے... تم توہین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کی طرف سے ہنسی خوشی برداشت کر لینے کی اپنی حسرت کو کبھی اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ان شاء اللہ نہیں دیکھ سکتے...

۲۔ اگر تم واقعی یہ چاہتے ہو کہ معاشرے سے یہ تشدد اور عدم برداشت ختم ہو جائے تو اس کا ایک ہی طریقہ اور راستہ ہے کہ کھلے دل سے مسلمانوں کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس تعلق اور اس کی حساسیت کو تسلیم کیا جائے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے احترام اور تقدس کا لحاظ کیا جائے! آپ کی شان اقدس میں ادنیٰ گستاخی کرنے والے کو بہر صورت پھانسی کے پھندے پر لٹکایا جائے! ایسے شیطان صفت انسانوں کے بیرون ملک فرار کا راستہ قطعی طور پر بند کیا جائے! لیکن افسوس صد افسوس کہ حالات بالکل اس کے اُلٹ جا رہے ہیں۔ توہین رسالت کے معاملے پر جو قانون بنایا گیا تھا، تیس سال سے زائد عرصہ گذر چکا کہ آج تک ایک مجرم کو بھی اس کی اصل سزا نہیں دی گئی، یوں ملک کے ہر فرد نے محسوس کیا کہ یہ قانون صرف دکھاوے کا قانون ہے، ملک کے ارباب انتظام اس کے نفاذ کے سلسلے میں قطعاً مخلص نہیں، یہ قانون بنایا تو ہمیں مطمئن رکھنے کے لیے گیا ہے لیکن اس کا نفاذ اور عدم نفاذ دراصل غیر ملکی آقاؤں کی اجازت پر موقوف ہے، اس احساس کی وجہ سے ملک کا ہر صاحب دل انسان اپنے دل میں کرب، ذلت اور بے بسی کی ایک کیفیت محسوس کرتا ہے...

۳۔ توہین رسالت کے کسی مجرم کو اس کے اس قبیح جرم کی سزا ملنا تو در کنار، یورپی ممالک کی شیطنت کی انتہا یہ کہ ان کی طرف سے گویا صلائے عام ہے کہ کوئی بھی شخص توہین رسالت کا ارتکاب کرے اور فوری طور پر ہم سے ویزا اور سیاسی پناہ حاصل کرے... چنانچہ حالات یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ بیرون ملک جانے کے لالچی اور حریص عیسائی یا قادیانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کر کے مسلمانوں تک بالواسطہ اس کی اطلاع پہنچاتے ہیں اور جب ان پر اس کا پرچہ کاٹا جاتا ہے تو اس ایف آئی آر کی کاپی لے کر بغلیں بجاتے ہوئے کسی بھی یورپی ملک کے سفارت خانے جا کر فوری طور پر ان سے ویزا اور سیاسی پناہ حاصل کرتے ہیں، مذہبی کارکنوں کی ایک ایک حرکت و سکون پر کڑی نگاہ رکھنے والی نااہل اور نالائق حکومت کی ناک کے تلے یہ شیطانی کاروبار پوری آب و تاب سے جاری ہے اور کسی کو ٹس سے مس ہونے کی توفیق نہیں ہوتی۔ اس وحشت ناک صورت حال کو دیکھ کر ہر مسلمان کا دل بری طرح زخمی ہوتا اور کرب سے تڑپتا ہے...

۴۔ اگر معاملہ صرف یہاں تک رہے تو بھی صبر کیا جائے لیکن سیکولر حضرات کو اس پر بھی قناعت نہیں ہے، ان کی سر توڑ کوششیں ہیں کہ توہین رسالت کا جو برائے نام قانون تبرک

کے طور پر آئین میں لکھا ہوا ہے اس کو بھی کسی طرح ختم اور فنا کر دیا جائے...اس کے لیے اس قانون کے خلاف میڈیا پر زبردست مہم جوئی کی جارہی ہے، بھانت بھانت کے کرائے کے مفکر اس کے خلاف طرح طرح کی نکتہ آفرینیاں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ قانون شریعت کے خلاف ہے (اور شریعت کی خلاف ورزی کی وجہ سے اس نیک طینت سیکولر مفکر کو بہت ہی پریشانی ہے)۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ قانون فقہ حنفی سے مطابقت نہیں رکھتا (اور فقہ حنفی کا نفاذ ان لبرل بھائی کی زندگی کا مشن ہے)... کہیں سے آواز اٹھتی ہے کہ اس قانون کا غلط استعمال بہت ہورہا ہے، (کسی دوسرے قانون کے بے موقع استعمال کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)... کہیں سے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ قانون تشدد کو فروغ دیتا ہے۔ (اور شام، برما اور فلسطین میں محبت کے جو دریا بہہ رہے ہیں وہ کبھی ان محترم کو نظر نہیں آئیں گے)... کبھی فرمایا جاتا ہے کہ یہ قانون انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ (گویا انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں توہین کرنا انسانی حقوق میں شامل ہے)... کبھی کہا جاتا ہے کہ ماورائے عدالت کسی بھی اقدام کی کسی طور حمایت نہیں کی جاسکتی (عدالتی طریقے سے اقدام صحیح معنوں میں کر کے دکھاؤ، پھر ماورائے عدالت کی بات کرنا)... کبھی کہتے ہیں کہ قانون کو ہاتھ میں لینا بالکل بھی درست نہیں (اور قانون کو پاؤں تلے روند کر ہزاروں مذہبی کارکنوں کو جعلی پولیس مقابلوں میں ہلاک کر دینا تو بڑے ہی ثواب کا کام ہے)...اور سب سے زیادہ زور اس آواز پر ہوتا ہے کہ ''علمائے کرام کو اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے''...

بہت خوب جناب! سود، فحاشی، بے پردگی، موسیقی کے بارے میں تو علمائے کرام کی ایک بھی نہ سنی جائے، اور جب اپنی مرضی کے لیے استعمال کرنے کا وقت آئے تو علمائے کرام علمائے کرام کی رٹ لگا کر اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی جائے... علمائے کرام نہ ہوئے، بولنے والے طوطے ہو گئے کہ جب اپنا جی چاہا ان سے جو چاہا بلوا لیا اور جب جی بھر گیا تو ان کا پنجرہ اٹھا کر دوسرے کمرے میں دھر دیا...کیا یہ علمائے کرام کی عزت ہے؟ کیا یہ شریعت کی اتباع ہے؟ کیا یہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے؟ کیا یہ دین ہے؟ معاف کیجیے جناب! اگر علمائے کرام کی خدمات حاصل کرنی ہیں تو پورے نظام اور پورے دین کے نفاذ کے لیے حاصل کیجیے ورنہ اپنے مقصد کے لیے علمائے کرام کا نام اور فتویٰ کا استعمال کرنا از راہ مہربانی چھوڑ دیجیے!

۵۔ پاکستان میں توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے کے لیے لبرل اور سیکولر عناصر بڑے مظلومانہ اور ماتمی انداز میں منظم پروپیگنڈہ مچاتے ہوئے یہ فریادیں کرتے اور دہائیاں دیتے ہیں کہ اس قانون کے ذریعے آزادیٔ اظہار پر روک لگادی گئی ہے، ''لوگوں'' کا دم گھٹ رہا ہے، وہ اپنے دل کی کسی بات، اپنے کسی سوال کا اظہار دوسروں کے سامنے کرنے سے خوف زدہ رہتے ہیں... سینہ کوبی کے سے انداز میں کئے گئے اس واویلا کے ذریعے مڈل کلاس لبرل نوجوانوں کے دلوں میں خود وضع کردہ گھٹن اور خود تراشیدہ مظلومیت کے احساس کو ہوا دے کر اشتعال پیدا کیا جاتا ہے، اسے بتایا جاتا ہے کہ اس ملک میں مولوی ایک تشدد کو فروغ دینے والا، لوگوں کے ذاتی معاملات میں دخل دینے والا اور لوگوں کی زبانوں پر تالے لگانے کی کوشش کرنے والا ایک کردار ہے جو ڈنڈے کے زور پر معاشرے کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتا ہے۔ (حالانکہ اگر آزادی اظہار فقط کسی کے جبر و تشدد سے نہ دبنے اور حق بات کہہ ڈالنے کو کہا جائے تو اس آزادی اظہار کا سب سے بڑا علم بردار خود مولوی ہے اور اس کی پاداش میں جو قربانیاں مولوی نے دی ہیں اور جو مظالم مولوی پر ڈھائے گئے ہیں ان مظالم کا صرف خواب میں نظر آجانا ہی کسی نرم و نازک لبرل دوست کی روح کو مائل بہ پرواز کر دینے کے لیے کافی ہے)۔

> **تم چیخو گے، چلاؤ گے، سر پٹخو گے، طیش میں آکر مدرسے بند کروگے، علما پر تشدد کروگے، ان کو دھمکا کر یا لالچ دے کر اپنی مرضی کے فتوے لکھواؤ گے لیکن جب تک دنیا کے کسی مسلمان میں ایمان کی ایک رمق بھی باقی ہے تم اس کے دل سے یہ جذباتیت اور یہ حساسیت کم نہیں کر سکتے... تم توہین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کی طرف سے ہنسی خوشی برداشت کر لینے کی اپنی حسرت کو کبھی اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ان شاء اللہ نہیں دیکھ سکتے...**

اس قسم کے گمراہ کن اور نفرت انگیز پروپیگنڈہ کے زور پر ایک مڈل کلاس لبرل نوجوان کے دل میں مولوی کے خلاف نفرت کی آگ سلگائی جاتی ہے جس کے نتیجے میں وہ مولوی کے خود تراشیدہ تشدد کے خلاف ''جہاد'' کرنے کے لیے آمادہ پیکار ہو جاتا ہے اور بزعم خود مولوی کے اس جبر کو توڑنے کا اسے یہی طریقہ نظر آتا ہے کہ وہ کسی عوامی مقام پر مذہب اور مذہبی شخصیات کے خلاف کھل کر تبرا اور دریدہ دہنی کرے... سو لبرل ذہنیت کے ملک بھر میں پائے جانے والے یہ چند فیصد نوجوان ہر وقت اس شیطانیت پر آمادہ رہتے ہیں کہ کب اور کہاں انہیں موقع ملے اور وہ مذہب یا مذہبی شخصیات کے خلاف خوب دشنام دہی کر کے اپنی بھڑاس نکالیں اور اپنے اس ''مجاہدانہ'' کارنامے سے ملک میں مذہب کے جبر کو توڑ کر آزادی اظہار کا بول بالا کریں...

دوسری طرف ایک راسخ العقیدہ مسلم نوجوان جب اس نفرت انگیز منظم مہم اور مذہب اور مذہبی شخصیات کے بارے میں لبرلز کے اس بے لگام اور ناقابل برداشت رویے کو مسلسل

دیکھتا ہے تو اس کا خون بری طرح کھول اٹھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ اس کے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا ماحول پیدا کرنے کے لیے چند لوفر ایک منظم ماحول پیدا کر کے شہدوں کو اکسا رہے ہیں اور یہ علانیہ مہم سرکار اور غیر ملکی طاقتوں کی سرپرستی میں پوری قوت کے ساتھ جاری ہے تو اس کے دل سے بے چینی، بے قراری اور کرب کا طوفان اٹھتا ہے۔ نفرت، خباثت اور شیطنت کی یہ فصل فساد اور تبرا کے پانی سے خوب سینچی جاتی اور پک کر خوب تیار ہو جاتی ہے۔ غصے، وحشت اور جنون کا پٹرول ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک چھڑک دیا جاتا ہے، اس پیٹرول کو آگ دکھانے کے لیے کسی معمولی سے واقعے کی ایک تیلی کافی ہوتی ہے، یہ الاؤ دیکھتے ہی دیکھتے بھڑک اٹھتا ہے۔

نفرتوں کے یہ سوداگر اور عداوتوں کے یہ خود غرض بیوپاری پہلے تو خاموشی سے یہ سارا کھیل دیکھتے اور زیر لب مسکراتے رہتے ہیں مگر جب ان کی بوئی فصل کٹتی ہے اور نفرت کا بازار گرم ہو چکتا ہے تو یہی شاطر و عیار لوگ اپنے چہروں پر مسکنت سجا کر میدان میں کودتے ہیں اور محبت، اخلاق اور رواداری کے چیمپئن بن کر مگرمچھ کے آنسو بہانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس مکروہ و منظم منصوبے کی ابتدا مولوی کی نفرت سے ہوتی ہے اور مولوی کی نفرت پر ہی اس کا اختتام ہوتا ہے۔

تیس سال سے زائد عرصہ گذر چکا کہ آج تک ایک مجرم کو بھی اس کی اصل سزا نہیں دی گئی، یوں ملک کے ہر فرد نے محسوس کیا کہ یہ قانون صرف دکھاوے کا قانون ہے، ملک کے ارباب انتظام اس کے نفاذ کے سلسلے میں قطعاً مخلص نہیں، یہ قانون بنایا تو ہمیں مطمئن رکھنے کے لیے گیا ہے لیکن اس کا نفاذ اور عدم نفاذ دراصل غیر ملکی آقاؤں کی اجازت پر موقوف ہے

یہ وہ منظم مہم ہے جو برسوں سے مسلسل چلائی جا رہی ہے، اس کے نتیجے میں ملک کے دو طبقوں میں نفرت کے شعلے بھڑک رہے ہیں، اگر ارباب حکومت کانوں میں روئی ڈال کر اور آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر نہیں بیٹھے ہوئے تو انہیں نظر آنا چاہئے کہ ملک میں انارکی اور خانہ جنگی پیدا کرنے کا یہ ایک منظم منصوبہ ہے جو خاکم بدہن تیزی سے کامیابی کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

وطن عزیز کا ہر شخص اپنی آنکھوں سے اس مہم کو دیکھ رہا اور یہ سوچ رہا ہے کہ کیا ملک کے اداروں میں سے کسی ادارے میں اتنا دم نہیں ہے کہ وہ گوری چمڑی والوں کی ہلاشیری کے زور سے برپا کی جانے والی اس مکروہ مہم کو لگام ڈال سکے؟ کیا کسی بزرجمہر کو اتنی موٹی سی بات سمجھ نہیں آتی کہ کچھ شر پسند عناصر کو توہین رسالت اور توہین مذہب پر باقاعدہ اکسایا جا رہا ہے اور اگر کسی ادارے کو واقعی ملک کے ساتھ ہمدردی ہے تو اس وقت اس کے سب سے پہلے کرنے کا کام یہی ہے کہ آزادی اظہار کے فروغ کی آڑ میں توہین مذہب کا ماحول بنانے کے منظم منصوبے کو سختی سے ہینڈ بریک لگائی جائے! کیا وجہ ہے کہ جب کوئی سانحہ رونما ہو جاتا ہے تو مذہبی شناخت رکھنے والوں کی تو سختی سے پکڑ دھکڑ کی جاتی ہے مگر اس سارے اسٹیج کو سجانے والے لوگ اس کے بعد بھی بڑے اطمینان سے اپنی مثبت نما منفی سرگرمیوں میں مشغول رہتے ہیں؟ کوئی ہے سننے والا؟ کوئی ہے اس منصوبے کو سمجھنے والا؟ کوئی ہے ان سازشیوں اور سرکشوں کو لگام دینے والا؟

۲۔ اگر کوئی نہیں ہے، اور بظاہر نظر بھی کوئی نہیں آتا، تو پھر کان کھول کر یہ سن لیا جائے کہ صرف مولویوں کی مار دھاڑ کر لینے سے یہ مسئلہ ہرگز ہرگز حل نہیں ہو سکتا... یہ مسئلہ صرف مولویوں کا نہیں ہر مسلمان کا ہے چاہے وہ کتنا ہی کمزور مسلمان کیوں نہ ہو... آپ نے مولویوں کی گردن اپنے بوٹوں تلے دبا دی... آپ نے مدارس کو سخت شکنجے میں کس لیا... آپ نے دینی تنظیموں کے کس بل نکال دیے... لیکن کیا ہوا...؟ کیا ناموسِ رسالت پر جان دینے والے ختم ہو گئے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حمیت اور ایمانی حرارت مسلمانوں باقی نہیں رہی...؟ نہیں... بلکہ فدایانِ ناموسِ مصطفی مسلمانوں کے ہر ہر طبقے سے نکلے... غازی عامر چیمہ شہید اور شہدائے چارلی ایبڈو یورپ میں رہائش پذیر مسلمانوں میں سے اٹھے... غازی ممتاز قادری شہید سرکاری ملازمین کے طبقے سے اٹھے... اور مردان یونی ورسٹی کے واقعے میں یونی ورسٹی کے طلبہ نے کردار ادا کیا... اور ہاں! جب غیرت جاگنے پر آئی تو حکمران طبقے کی ایک سیکولر پارٹی سے تعلق رکھنے والے غلام احمد بلور نے بھی کھل کر وہ جرأت مندانہ مؤقف اختیار کیا کہ لبرل و سیکولر دانت پیس اور پاؤں پٹخ کر رہ گئے... اللہ جل شانہ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کرنی ہے... وہ بے نیاز ذات جس کو چاہے منتخب کرے اور جس سے چاہے کام لے... اگر بالفرض والمحال دنیا کے سارے مسلمان بھی بزدلی اور کم ہمتی میں مبتلا ہو کر اس فرض کی ادائیگی سے غافل ہو جائیں تو رب کعبہ کی قسم اللہ جل شانہ کسی کافر سکھ یا فرنگی کو ہی اسلام کی توفیق عطا کر کے اس کام کے لیے کھڑا کر دیں گے جو بارگاہِ رسالت میں دریدہ دہنی کرنے والوں کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گا...

وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

اپنے منہج سے منحرف کون ہوا؟!

ادارہ نوائے افغان جہاد، شیخ احمد الحمدان حفظہ اللہ کی کتاب "Methodological difference between ISIS and AlQaida" کا اردو ترجمہ سلسلہ وار پیش کر رہا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے داعش کی غلاۃ کی جانب سے عالمی تحریک جہاد اور اُس کے قائدین کے بارے میں کیے گئے منفی اور بے سروپا پروپیگنڈے اور کذب بیانی کا رد کیا ہے۔ برادرم منصور کوہستانی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس خدمت پر اُن سے راضی ہوں، آمین۔ (ادارہ)

ضمیمہ: دروغ گوئی اور تضادات:

عدنانی نے شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''آپ نے یا آپ سے پہلے قائدین نے ہم سے کسی دن بھی نہیں پوچھا''۔

حالانکہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے شیخ ابو عمر بغدادی رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد دولۃ الاسلامیہ فی العراق کے قائدین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ بہت مناسب ہوگا کہ اگر آپ ہمیں ہمارے بھائی ابو بکر البغدادی کے متعلق اطمینان بخش معلومات فراہم کریں''[i]

عدنانی نے القاعدہ کے بارے میں کہا کہ انہوں نے سعودی حکومت کو ہدف بنانے کی بجائے چھوڑ رکھا ہے تاکہ وہ ''امن و حفاظت کے مزے لے سکیں، علمائے امت کو امت سے کاٹ کر تنہا کرنے اور موحد نوجوانوں سے انکی جیلوں کو بھرنے" کے چھوڑ رکھا ہے۔ اس الزام کے برعکس القاعدہ نے ۲۰۰۹ء میں القاعدہ نے وزیر داخلہ اور موجودہ شہزادے، محمد بن نائف پر اس کے محل میں حملہ کیا![ii] ۔عدنانی نے مزید کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آیا یہ کوئی حفاظتی ضمانت ہے، جو القاعدہ نے آل سعود کو حکومت کے مزے لینے کے لیے دے رکھی ہے! حالانکہ القاعدہ نے والدیہ بارڈر پوسٹ پر بھی حملہ کیا اور سعودی عرب کے جنوب میں شرورہ شہر کے انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹرز پر بھی دھاوا بولا[iii]۔ اور جب سعودی حکومت نے کچھ علما اور نوجوانوں کو پھانسی کی سزا سنائی تو القاعدہ نے ایک بیان جاری کیا:

''ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اپنے اسیر بھائیوں کی خاطر ہم اپنی جانیں قربان کریں گے اور ان کا پاکیزہ خون ہر گز رائیگاں نہ جائے گا۔ اللہ کی قسم! آلِ سعود کے حکمرانوں کی گردنیں اڑائے بغیر زندگی ہر گز خوب صورت نہ ہوگی''[iv]۔

---

[i] بحوالہ ایبٹ آباد کے پہلے زمرہ جات کی دستاویز (SOCOM-2012-0000019)

[ii] القاعدہ نے اس حوالے سے دو ویڈیوز نشر کیں جس میں انہوں نے اس کارروائی کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ پہلی، رمضان ۱۴۳۰ھ میں الملاحم میڈیا کی جانب سے ''أحفاد محمد ابن مسلمہ''، اور دوسری، شوال ۱۴۳۱ھ میں الملاحم میڈیا ہی کی جانب سے ''رب کعبہ کی قسم، میں کامیاب ہو چکا'' اور ہم مکرر کہتے ہیں کہ ہم وہ واقعات بیان کر رہے ہیں جو داعش کی دروغ گوئی ثابت کر رہے ہیں

[iii] القاعدہ نے رمضان ۱۴۳۵ھ میں اس کارروائی کے بارے میں ویڈیو جاری کی، بعنوان ''خواتین قیدیوں کے لیے انتقامی لڑائی''

[iv] بیان نمبر ۱۰۲، بعنوان ''آل سعود کی جیلوں میں مجاہدین قیدیوں کی پھانسیوں پر بیان'' جو ۱۹ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ میں جاری کیا گیا۔

عدنانی نے اپنے اور القاعدہ کے درمیان اختلافات اور تنازعات کو ختم کرنے کے لیے طریقے بھی پیش کیے اور اس نے شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ سے کہا:

''ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ پہلے آپ اپنی سنگین غلطی سے رجوع کریں اور ایک غدار (شیخ جولانی) کی بیعت کو مسترد کریں، وہ غدار جو منحرف ہوا''۔

تاہم، دلچسپ بات یہ ہے کہ اس نے اپنی سابقہ تقریر بعنوان ''یہ ہمارا منہج نہیں اور نہ کبھی ہوگا'' میں کہا تھا کہ: ''داعش اور القاعدہ کے بیچ تنازعہ بیعت کا نہیں!''

سو اگر بیعت کا تنازعہ ہی نہیں تو پھر تم انہیں (شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کو) بیعت نامنظور کرنے کو کیوں کہہ رہے ہو؟!

اور بھی دلچسپ بات یہ کہ عدنانی، شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے:

''شیخ اسامہ نے تمام مجاہدین کو ایک کلمہ پر متحد کیا اور آپ نے انہیں تقسیم کر دیا اور انہیں منتشر اور مکمل طور پر متفرق کر دیا''۔

یعنی داعشی ترجمان کے نزدیک شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے صفوں کو توڑ دیا۔ جب کہ عدنانی اپنے ہی منہ سے کہتا ہے کہ:

''ہم جماعتوں کو تقسیم کریں گے اور تنظیموں کی صفوں کو توڑیں گے''[v]

گویا جس چیز کا الزام وہ دوسروں پر لگاتا ہے، خود بھی اُنہی غلطیوں کا مرتکب ہے! شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے فرمایا: ''بے شک خلیفہ کا انتخاب کرنا صرف امت کا حق ہے'' جب کہ یہاں یہ حالت ہے کہ ایک شخص جو اپنی پیروی کرنے کا دعویٰ کر رہا ہے، کہتا ہے کہ ''ہم نے خلافت کا قیام تلوار کے زور پر کیا ہے''۔ یعنی کہ امت کی خواہش کے علی الرغم!۔

عدنانی نے کہا:

''ہم قوقاز کے بھائیوں کی حمایت کرتے ہیں جو امیر ابو محمد کے ماتحت اپنے اتحاد سے ہمارے لیے خوشی لائے ہیں، اور ان کے علم سے مستفید ہونے کا سبب بنے''۔

یعنی کہ مجاہدین شیشان کی شیخ ابو محمد کی ماتحتی میں اتحاد نے عدنانی کو خوش کر دیا لیکن یہ کیا ہوا کہ مجاہدین داغستان کے میڈیا ذرائع نے بیانات کا ایک مجموعہ شائع کیا جس میں اُنہوں نے جہادِ قوقاز کا تعارف کرواتے ہوئے کہا:

''ہمیں قوقاز میں داعش کا فتنہ داخل ہونے اور جہادی صفوں کو منتشر کرنے کی تازہ ترین خبر ملی ہے''۔

(بقیہ صفحہ ۵۹ پر)

---

[v] بحوالہ عدنانی کی تقریر بعنوان ''کفار سے کہہ دو کہ تم مغلوب ہو کر رہو گے''۔

اپنے امرا کی گستاخی سے بچیے!

مجاہدینِ عالی قدر کی خدمت میں، دِل کی چند باتیں

میاں سعد خالد

ایک عرصے سے خواہش تھی کہ مجاہدینِ عالی قدر کی خدمت میں، امرائے جہاد کی عزت و منزلت کے حوالے سے دِل کی چند باتیں پیش کروں۔ اللہ پاک مجھے اور سب مجاہدین کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں، ہمارے نفس کے حوالے نہ فرمائیں، آمین یاربِّ العالمین۔ اللہ پاک ہمیں ہمارے اقوال و اعمال میں اخلاص عطا فرمائیں، آمین۔

مجاہدین فی سبیل اللہ، اللہ کے اولیاء ہیں۔ اسی طرح کی بات شہید مولانا قاری عمران (مولانا عبید اللہ منصور) رحمہ اللہ، رکنِ شوریٰ القاعدہ برِّ صغیر بھی فرمایا کرتے تھے۔ قاری عمران صاحب کہا کرتے تھے کہ اصل اولیاء اللہ تو یہ مجاہدین ہیں جو بے سرو سامانی کے عالم میں، ان مشکلات اور تنگیوں میں جہاد فی سبیل اللہ جیسی عبادت پر قائم رہتے ہیں۔

یہ مجاہدین فی سبیل اللہ، اللہ کے اولیا ہیں اور امرائے جہاد فی سبیل اللہ اسی طرح درجے کے اعتبار سے بڑے ولی ہیں۔

۲۰۱۴ء کے اختتام کی بات ہے۔ بندۂ فقیر ان دنوں جنوبی وزیرستان کے سرحدی علاقے انگور اڈہ میں تھا۔ ایسے میں بعض بھائیوں کا معلوم ہوا جو امرائے کرام کو بہت تنگ کرتے تھے۔ خیال آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حدیث ہے کہ

إنّ اللّٰه تعالیٰ قال: من عادی لي ولیا فقد آذنته بالحرب

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے ولی کو ایذا پہنچاتا ہے تو میں اس کے ساتھ اپنی لڑائی کا اعلان کرتا ہوں''۔[vi]

خیال آیا کہ امرائے کرام جو بالیقین ان شاء اللہ، اللہ کے اولیاء ہیں کو ایذا پہنچانے سے اللہ پاک ناراض نہ ہوتے ہوں۔ بعد ازاں اپنے استاذ اور ایک ہی وقت میں دوست 'مولوی عبد الحق صاحب سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ کہنے لگے کہ ہم لڑائی کا اکثر معنی لیتے ہیں 'مار دینا'۔ جب کہ لڑائی کی صورت میں، لڑائی کرنے والا آپ کو مارتا نہیں ہے بلکہ آپ کی قیمتی ترین چیز چھین لیتا ہے۔ اگر کسی کو کسی سے دشمنی ہو جائے تو وہ اس کا مال چھینتا ہے، اگر اس کو اس کی اولاد محبوب ہو تو اس کی اولاد چھین لیتا ہے۔ اللہ کے یہاں قیمتی چیز 'ایمان' ہے۔ اللہ پاک جب کسی سے دشمنی کرتے ہیں تو اس سے اس کا مال یا جان نہیں بلکہ ایمان لے لیتے ہیں۔ اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھیں، آمین۔

اللہ پاک ہمیں معاف فرمائیں، بعد ازاں ایسا ہی دیکھا گیا۔ جو لوگ، جہاد کی صفوں میں ہوتے ہوئے امرائے کرام کی گستاخیاں کیا کرتے تھے، ان کی چغلیوں، ان کی غیبتوں سے اپنی محفلوں میں 'رونق' بڑھاتے تھے، وہ جہاد کی عبادت چھوڑ گئے جو کہ ذکر اللہ کی چوٹی ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایمان کے بعد افضل ترین عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ نجانے یہ لوگ جہاد چھوڑ گئے یا اللہ پاک نے انہیں ایسی عبادت سے محروم کر دیا جس میں سونا، کھانا، پینا، روز مرہ کے کام تک اجر کا باعث ہیں، بلکہ قیامت کے روز مجاہد فی سبیل اللہ کے اعمال کے ساتھ اس کے گھوڑے کی لید بھی تولی جائے گی[vii]۔ اللہ پاک ہمیں کسی بھی کارِ خیر سے محروم نہ فرمائے، آمین۔

> **آج بھی داعشی ٹولے کی سب سے بڑی خصلتوں میں سے ایک امرائے جہاد فی سبیل اللہ کی تکفیر و تفسیق ہے۔ عام طور پر داعشیوں کے ٹھکانوں میں امرائے کرام کی غیبتیں عین عبادت سمجھ کر کیا جانا معمول ہے۔ عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نور اللہ مرقدہ کی شان میں گستاخیوں سے لے کر امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کو طاغوت کہنے تک اور عالی قدر امیر المؤمنین شیخ ہبۃ اللہ اخندزادہ اور امیر الجہاد حکیم الامۃ شیخ ایمن الظواہری حفظہما اللہ کی تکفیر اور ان کو مطعون کرنا ان کا شعار ہے۔**

راقم السطور خود بہت کمزور آدمی ہے، بے پناہ خطا کار۔ عبدِ فقیر خود جہاد کے راستے میں اس مرض کا شکار ہونے کو تھا کہ شہید عالمِ ربّانی حضرتِ استاذ احمد فاروق رحمہ اللہ اور مرشد قاری اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ کی ڈانٹ اور محبت نے بندے کو باذن اللہ سیدھی راہ پر لگا دیا، اللہ پاک استدراج سے محفوظ فرمائیں، آمین۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ بندے کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائیں جیسا وہ توبہ کرنے والے گنہگاروں کے ساتھ معاملہ فرماتے ہیں۔ بلا شبہ حدیث شریف کے مفہوم کے مطابق کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ اپنے عیوب کو بیان کرنا ایک غلط عمل ہے، یہاں یہ عیب بیان کرنے سے مطلوب یہ ہے کہ کوئی اور بھائی اس دلدل میں نہ پھنسے جس میں بندہ پھنسنے کو تھا۔

وزیرستان کے جہاد میں ایام الفتن کے دوران میں بندۂ فقیر کو بھی امرائے کرام کے بارے میں باتیں کرنے کی ہوا لگی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب داعشی فتنہ اپنے عروج پر تھا۔ ایسے میں شہید بھائی، عبد الودود زاہد رحمہ اللہ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ یہ میران شاہ بازار میں مجاہدین کے ایک مرکز کا کمرہ تھا۔ کہنے لگے کہ

[vi] صحیح بخاری

[vii] دیکھیے جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت میں علامہ ابنِ نحاس شہید رحمہ اللہ کی کتاب: مشاری الاشواق

"پیارے بھائی! آپ کو جہاد میں آئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟"
جتنا عرصہ ہوا تھا، میں نے بتایا کہ اتنا ہوا ہے۔
کہنے لگے: "ٹھیک اتنے ہی عرصے بعد میں بھی اس مرض کا شکار ہو گیا تھا"۔
پھر عبد الودود بھائی رحمہ اللہ نے اپنا ایک خواب مجھے سنایا۔ عبد الودود بھائی نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں یہ خواب کسی کو نہیں سناؤں گا۔ مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ انہوں نے یہ خواب میرے علاوہ کسی کو نہیں سنایا۔ اب ان کی قندھار کے علاقے شراوک میں شہادت کے بعد، اسی موضوع سے مناسبت کے باعث یہ خواب نذرِ مجاہدینِ عالی قدر ہے:
مفہومِ خواب ہے کہ: "عبد الودود بھائی کہتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک گاڑی ہے۔ وہ اس میں پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہیں تو خلیفۂ ثالث سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو اپنے برابر کی سیٹ پر بیٹھا پاتے ہیں۔ اب وہ اسی گاڑی میں آگے سفر کرتے ہیں یا منظر بدل جاتا ہے مجھے صحیح سے یاد نہیں۔ بہر کیف وہ ایک عمارت میں پہنچ جاتے ہیں۔
اس عمارت میں ایک گلی سی ہے جسے انگریزی میں corridor اور اردو میں غالباً رہ گزر کہتے ہیں۔ اس گلی میں بہت سے کمروں کے دروازے ہیں یا داخل ہونے کی جگہ ہے، چوکھٹ نما۔ ایک کمرے کے آگے پردہ لٹک رہا ہوتا ہے۔ اس کمرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک باندی بیٹھی ہے۔ یہ باندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرتی ہے کہ عبد الودود مجھے تنگ کر رہا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر اب عبد الودود تمہاری طرف آیا تو میں اس کو روکوں گا یا فرمایا کہ اگر اب عبد الودود تمہاری طرف آیا تو میں اس کو روک لوں گا"۔
خواب ختم ہوا۔ عارف باللہ شہید مجاہد فی سبیل اللہ عبد الودود بھائی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ باندی سے مراد ہیں امرائے جہاد فی سبیل اللہ۔ اور ان کو تنگ کرنے سے مراد ہے ان پر بے جا اور بے ادبی کے انداز سے تنقید کرنا، ان کی غیبتیں کرنا، ان کو مطعون کرنا۔ فالعیاذ باللہ۔ یہ خواب سننا اور بعد میں حضرتِ استاذ فاروق رحمہ اللہ کے سامنے حاضر ہو کر اپنی خطاؤں کا اعتراف کرنا، ان سے ڈانٹ کھانا، جس کے بارے میں بندہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ حضرت نے کبھی کسی کو اتنا شدید نہ ڈانٹا ہو گا، پھر ان کا پیار کرنا، مجھے معاف کر دینا اور پھر مجھے اپنی ٹانگوں سے لپٹنے دینا۔ اس کے بعد مرشد قاری اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ کے زیرِ سایہ رہنے نے یہ امراض دور کر دیے، فللہ الحمد۔
پس اپنے قلیل تجربے اور مشاہدے کی بنیاد پر بندہ، مجاہدینِ عالی قدر سے دست بستہ گزارش کرتا ہے کہ وہ اس مرض سے دور رہیں۔ اس محاذ پر کڑا پہرہ دیں۔ کہیں شیطان دل میں اس سرحد سے داخل ہو کر ایسے گناہوں میں مبتلا نہ کر دے کہ جہاد فی سبیل اللہ کی عبادت کی سعادت سے ہم محروم ہو جائیں۔

احقر نے کئی لوگ ایسے دیکھے جو امرائے کرام کی غیبتیں، ان پر بے جا تنقید، ان پر تبرا اور سب و شتم کیا کرتے تھے۔ طعنہ زنی ان کا معمول تھا۔ ایک امیر کے مقابل دوسرے امیر کی تعریفیں کرنا۔ ان کو بد عقیدہ ہونے کے طعنے دینا وغیرہ جیسے قبیح اعمال کا شکار تھے۔ محفلوں میں بزرگ و عالی قدر امرائے کرام پر زنا تک کی تہمتیں لگاتے تھے، فالعیاذ باللہ۔ آج وہ سب لوگ کہاں ہیں؟ کوئی کاروبار کر رہا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر بیٹھا ہے اور لوگوں کو جہاد سے روکتا ہے، تو کوئی داعش سے خارجی ٹولے کا حصہ ہے[viii]۔ آج بھی داعشی ٹولے کی سب سے بڑی خصلتوں میں سے ایک امرائے جہاد فی سبیل اللہ کی تکفیر و تفسیق ہے۔ عام طور پر داعشیوں کے ٹھکانوں میں امرائے کرام کی غیبتیں عین عبادت سمجھ کر کیا جانا معمول ہے۔ عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نور اللہ مرقدہ کی شان میں گستاخیوں سے لے کر امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کو طاغوت کہنے تک اور عالی قدر امیر المؤمنین شیخ ہبۃ اللہ اخندزادہ اور امیر الجہاد حکیم الامۃ شیخ ایمن الظواہری حفظہما اللہ کی تکفیر اور ان کو مطعون کرنا ان کا شعار ہے۔ اس بد عقیدہ خارجی فکر کا امتِ مسلمہ اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے عقائد کو باطل قرار دینا ان کی صبح و شام کی تسبیح ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ داعشیوں کے عام ٹھکانوں سے داعشی ٹولے کے سرغنوں اور ترجمانوں تک کا یہی وطیرہ رہا ہے جس نے ان سے جہاد فی سبیل اللہ کی دولت لٹوا کر انہیں مسلمانوں اور مجاہدین کا قاتل ہونے کی ضلالت پر لا کھڑا کیا ہے۔
جماعت قاعدۃ الجہاد برِّ صغیر کے قیام کے موقع پر، مرکزی جماعت قاعدۃ الجہاد سے وابستہ برِّ صغیر کے مجاہدین کے مجموعات کے امرا نے اپنے اختیارات اور ذمہ داریاں شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی ہدایت پر مولانا عاصم عمر صاحب حفظہ اللہ کے حوالے کر دیں۔ جماعت کے قیام کے دنوں میں حضرتِ استاذ احمد فاروق رحمہ اللہ، مجاہدین کے ایک مرکز میں تشریف لائے جہاں احقر بھی موجود تھا۔ حضرتِ استاذ نے زار و قطار روتے ہوئے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

> "میں اپنے مجموعے کی مسئولیت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ اپنے آپ کو اور اپنے تمام مامورین کو مولانا عاصم عمر صاحب حفظہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ جیسا کہ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے فرمایا کہ میں اپنے اعمال میں سب سے بڑا عمل 'جماعت الجہاد' کی امارت کو ترک کر کے شیخ اسامہ

[viii] ہم داعشیوں ہی کی طرز پر، ان کو مطعون نہیں کرتے نہ ہی اپنے خود ساختہ "اصولوں" کی بنیاد پر ان کو خوارج کہتے ہیں۔ نہ ہی ان کو خارجی کہنے کا طریقہ ہم نے پاکستان و سعودی عرب کی دین دشمن، فرنٹ لائن امریکی اتحادی افواج اور ان کے علمائے سوء سے حاصل کیا ہے۔ اگر ہماری زبانوں سے اس گروہ کو خارجی کہا گیا ہے تو اہل السنۃ والجماعۃ کے ٹھوس دلائل کی بنیاد پر۔ ملاحظہ ہو شیخ عبد اللہ المحیسنی حفظہ اللہ کا خطبۂ جمعہ بعنوان: 'ہم نے انہیں خوارج کیوں کہا؟'۔

بن لادن رحمہ اللہ کی جماعت ’قاعدۃ الجہاد‘ میں، اپنے ساتھیوں سمیت ضم ہو جانے کو سمجھتا ہوں۔ میں بھی (یعنی استاذ احمد فاروق) اپنے اعمال میں اپنے مجموعے کی امارت ترک کر کے اپنے آپ اور اپنے مامور ساتھیوں کو مولانا عاصم عمر صاحب حفظہ اللہ کی سپردگی میں دینا سب سے بڑا عمل سمجھتا ہوں۔

میں آپ سب ساتھیوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ مولانا عاصم عمر صاحب حفظہ اللہ کی اطاعت کریں۔ مولانا عاصم عمر صاحب کی حفاظت کریں۔ ان کی ظاہری حفاظت بھی اور **اپنے دلوں میں ان کی باطنی حفاظت بھی۔ اپنے دلوں میں حفاظت اس طرح کہ ان کے بارے میں بدگمانی نہ کریں، ان کی غیبت نہ کریں اور ان کے بارے میں دل میں برا خیال نہ آنے دیں**“۔

بلا شبہ استاذ المجاہدین اور میرے مرشد کے مطابق پاکستانی عبد اللہ عزّام یعنی استاذ احمد فاروق رحمہ اللہ کی نصیحت میں ہم سب مجاہدین کے لیے بڑا سبق ہے۔ استاذ احمد فاروق کو احمد فاروق ’اللہ کے فضل سے امرا کی اطاعت نے بنایا۔ اسی طرح قاری عمران صاحب رحمہ اللہ ایک عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ماہر عسکری قائد اور عسکری استاد تھے، انہوں نے بھی اپنے مجموعے کی امارت چھوڑ کر خود کو اور اپنے مامورین کو مولانا عاصم عمر صاحب کے حوالے کیا۔ شیخ حاجی ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ مجاہدین کے دردِ دل رکھنے والے مربی تھے، ادارایات / management بالخصوص ادارتِ افراد/ human resource management کے ماہر تھے، حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ خود ایک معروف عالم اور صوفی بزرگ کے خلیفۂ مجاز تھے لیکن انہوں نے بھی یہی عظیم عمل کیا۔ شہید بانی و مدیرِ مجلہ ’نوائے افغان جہاد‘ قاری حافظ طیب نواز رحمہ اللہ کو بھی اللہ پاک نے بے شمار صلاحیتوں اور فکری جہتوں کا فہم عطا فرمایا تھا، لیکن ان کی صلاحیتوں اور علوم و فنون کی مہارت نے انہیں امرائے کرام کی اطاعت سے آگے پیچھے نہ ہونے دیا۔ استاذ احمد فاروق، قاری عمران، شیخ حاجی ولی اللہ، قاری حافظ طیب نواز رحمہم اللہ کی اصل خوبی سمع و طاعت تھی۔

امید ہے کہ اپنی ٹوٹی پھوٹی باتوں اور بے ربط یادوں کے ساتھ، احقر اپنا مدعا مجاہدینِ عالی قدر کی خدمت میں پیش کرنے میں کامیاب رہا ہے کہ ’اپنے امرا کی گستاخی سے بچیے‘، کہیں یہ عمل جہاد فی سبیل میں پیچھے رہ جانے اور معاذ اللہ جہاد اور پھر منہجِ اہل السنۃ والجماعۃ ہی سے منحرف ہو جانے کا سبب نہ بن جائے۔

اللہ پاک ہمیں امرائے کرام کی گستاخیوں سے بچائے اور ہمیں ان امرا کا اپنی رضا کی خاطر سامع و مطیع بنا لے، آمین یا ربّ العالمین۔

و آخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العالمین و صلی اللہ علی النبی

☆☆☆☆☆

بقیہ: اپنے منہج سے کون منحرف ہوا؟!

سو، کل تو تمہیں ان کا اتحاد خوش کر رہا تھا اور آج ان کی صفوں میں انتشار پھیلانے میں بھی کیا خوشی حاصل ہو رہی ہے؟!!

اختتامیہ

داعش اپنے منہج سے مکمل طور پر منحرف ہو چکی ہے اور یہ ایسے منہج کی پیروی کر رہی ہے جو سلفی جہادیوں سے بالکل متضاد ہے، اور اس کا کوئی پھیلاؤ نہیں ہے...!! اور جن سلفی جہادی تحریکوں کی پیری کا داعش دعویٰ کرتی ہے، اُن میں اور داعش کے موجودہ منہج میں بہت سے تضادات ہیں۔ داعش انفرادی اجتہاد کے معاملات میں اتفاق و یگانگت کی حدود میں نہیں رہی بلکہ اپنے مخالفین کو ارتداد کی ”سندیں“ بانٹنے لگی۔ اور یہ ایسا کام ہے جو ان بڑوں اور قائدین نے بھی نہیں کیا، جن کی پیروی کرنے کا یہ دعویٰ داعش کرتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ قائدین اپنے دین میں کمزور تھے یا یہ بزدل تھے کہ حق کو پوری طرح بیان نہیں کرتے تھے؟! داعش نے جن معاملات کو بنیاد بنا کر دوسروں کو گمراہ قرار دیا ہے، خود بھی انہی کی مرتکب ہوئی اور اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رجوع کر لیا ہے اور ان الفاظ سے دستبردار اور آزاد ہو گئے ہیں جو ہم کہا کرتے تھے، تو ہم ان سے پوچھتے ہیں ”اس طرح کے بیانات دیتے ہوئے کیا تم اپنے منہج سے منحرف ہو گئے تھے؟“۔

یہ داعش کا فرض بنتا ہے کہ وہ القاعدہ کے دونوں قائدین (شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ) کو برابر تسلیم کرے اور یہ کہ جن وجوہات کی بنیاد پر داعش نے شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ پر حملہ کیا، انہی وجوہ کی بنیاد پر دونوں (شیخ اسامہ و شیخ ظواہری) گمراہ قرار پاتے ہیں (العیاذ باللہ)۔ کیونکہ بالکل اسی طرح کے مسائل تو شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی قیادت میں بھی القاعدہ میں موجود تھے!

اگر ہم داعش کے الفاظ مان بھی لیتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ سلفی جہادی تحریک کی تمام معروف شخصیات اور قائدین منحرف ہیں۔ اور اگر کوئی شخص داعش کے بیان کردہ پہلی وجہ سے محفوظ ہو بھی جائے تو وہ خود کو دوسری علت میں پائے گا۔ اور اگر وہ دوسری دلیل سے بچ جاتا ہے تو پہلی میں موجود پائے گا! چنانچہ، اس طرح انہوں نے سلفی جہادی منہج کو تباہ کیا اور اس کے سرکردہ قائدین پر حملے کیے۔ در حقیقت وہ کسی اور ہی منہج پر عمل پیرا ہیں، اور انہیں سلفی جہادی تحریک کا حصہ کہنا قطعی غلط ہے!

و آخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین

احمد الحمدان، ۳۰ دسمبر ۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆

کیا ظالم و فاسق حکمرانوں کے خلاف خروج کرنے والے 'خوارج' ہیں؟

مولانا محمد عنایت اللہ

کسی مسلمان کو صرف اس بنا پر خوارج قرار دینا کہ وہ ظالم و فاسق حکمرانوں کے خلاف خروج کو جائز سمجھتا ہے صحیح نہیں کیوں سلف سے لے کر خلف تک صالحینِ امت اور علمائے اہل سنت کی ایک جماعت ظالم و فاسق حکمرانوں کے خلاف خروج کو جائز سمجھتی تھی، جیسا کہ مندرجہ ذیل علما کے اقوال سے ثابت ہوتا۔

امام ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ تم اس حکمران کے بارے میں کیا کہو گے جس نے اپنے اختیارات نصاریٰ کے حوالے دیے ہیں۔ نصاریٰ ہی اس کے ساتھی اور فوج ہیں اور مسلمانوں پر جزیہ لگادیا ہے، مسلمان بچوں پر تلواریں نکال لی ہیں، مسلم عورتوں سے زنا کو جائز کردیا ہے۔ جو بھی مسلمان مرد، عورت اور بچہ انہیں نظر آتا ہے اس کو مارتے ہیں جب کہ یہ حکمران خاموش تماشائی ہے، اس کے باوجود خود کو مسلمان کہتا ہے نماز پڑھتا ہے؟ اگر یہ کہتے ہیں کہ اس حکمران کے خلاف خروج پھر بھی جائز نہیں ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ اس طرح تو یہ تمام مسلمانوں کو ختم کردے گا اور اکیلا ہی رہ جائے گا اور اس کے ساتھی کافر رہ جائیں گے اگر یہ لوگ اس صورت میں بھی صبر کو جائز کہتے ہیں تو یہ اسلام کی مخالفت کرتے ہیں، اس سے خارج ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس حکمران کے خلاف اٹھ کھڑا نہیں ہونا چاہیے تو ہم کہیں گے کہ اگر نوے فی صد مسلمان مارے جاتے ہیں، ان کی عورتیں پکڑلی جاتی ہیں ان کا مال لوٹا جاتا ہے تو؟ اگر یہ خروج سے پھر بھی منع کرتے ہیں تو اپنی بات کی مخالفت کرتے ہیں اور اگر خروج کو واجب کرتے ہیں تو ہم ان سے مزید کم کے بارے میں سوال کریں گے یہاں تک کہ ہم ان سے پوچھیں گے کہ ایک مسلمان مارا جائے اور ایک مسلمان عورت پکڑلی جائے یا ایک آدمی کا مال زبردستی لیا جائے تو؟ اگر یہ فرق کرتے ہیں تو ان کی بات میں تضاد ہے اور یہ بات ان کی بلا دلیل ہے جو جائز نہیں اور اگر یہ خروج کو لازم قرار دیتے ہیں تو تب یہ حق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ اگر ایک ظالم حکمران کسی شخص کی بیوی بیٹی اور بیٹے کو زبردستی اپنے قبضے میں لے کر ان سے غلط اور فسق کے کام کروانا چاہے تو کیا ایسے آدمی کو صرف اپنی جان بچانی چاہیے؟ تو یہ ایسی بات ہے جو کوئی مسلمان نہیں کر سکتا اور اگر یہ کہتے ہیں کہ بیوی بچوں کو بچانے کے لیے لڑنا چاہیے تو یہ ہے حق اور صحیح بات اس طرح دیگر مسلمانوں کے مال و جان کے تحفظ کے لیے بھی حکمرانوں کے مقابلے پر آنا چاہیے۔ ابو محمد کہتے ہیں: اگر معمولی سا بھی ظلم ہو تو امام سے اس بارے میں بات کرنا واجب ہے اور اسے روکنا چاہیے اگر وہ رک جاتا ہے اور حق کی طرف رجوع کرتا ہے اور زنا چوری وغیرہ کے حدود کے تیار ہوتا ہے تو اس کی اطاعت سے نکلنا نہیں چاہیے اور اگر ان واجبات کے نفاذ سے انکار کرتا ہے تو اس کو ہٹا کر کسی اور کو اس کی جگہ امام مقرر کرنا چاہیے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تعاون کرو نیکی اور تقویٰ پر اور گناہ و زیادتی پر تعاون مت کرو۔ شریعت کے واجبات میں سے کسی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے''۔

(الملل والاھواء والنحل لابن حزم: ۴/۱۳۲-۱۳۵)

امام قرطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب امام کا تقرر ہو جائے اور اس کے بعد وہ فسق کرے تو جمہور کہتے ہیں اس کی امامت فسخ ہو جائے گی اس کو ہٹا کر کسی اور کو امام بنایا جائے گا۔ اگر اس نے فسقِ ظاہری اور معلوم کا ارتکاب کیا ہو۔ اس لیے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ امام کا تقرر مقصد کے لیے ہوتا ہے حدود کا نفاذ اور حقوق کی ادائیگی و تحفظ یتامیٰ کے مال کی حفاظت مجرموں پر نظر رکھنا وغیرہ مگر جب وہ خود فاسق ہو گا تو ان امور کی انجام دہی نہیں کر سکے گا۔ اگر ہم فاسق کے لیے امام برقرار رکھنا جائز قرار دیدیں تو جس مقصد کے لیے امام بنایا جاتا ہے وہ مقصد باطل ہو جائے گا اسی لیے تو ابتداً ہی فاسق کا امام کے لیے تقرر جائز نہیں ہے کہ مقصد امامت فوت ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں جب تک امام کفر نہ کرے اسے ہٹایا نہیں جائے گا یا نماز ترک نہ کرے یا اور کوئی شریعت کا کام ترک کردے جیسا عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے: اَلَّا یہ کہ تم امام میں واضح کفر دیکھ لو جس پر تمہارے پاس دلیل ہو۔ دوسری حدیث میں ہے جب تک نماز قائم کرتا رہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے تم پر امیر مقرر کیے جائیں گے جن کی کچھ باتیں تمہیں پسند ہوں گی کچھ ناپسند ہوں گی جس نے ناپسند کیا وہ بری ہوا جس نے انکار کیا وہ محفوظ رہا جس نے تابعداری کی اور راضی ہوا۔ لوگوں نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ان سے قتال نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں جب تک کہ نماز قائم کرتے رہیں۔ دل سے ناپسند کرنا مراد ہے۔ (قرطبیؒ: ۱/ ۲۸۶-۲۸۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولاینال عھدی الظالمین

"میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا"۔

اس آیت کی تفسیر میں قرطبیؒ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"ابن خویز منداد رحمہ اللہ نے کہا ہے جو بھی ظالم ہوتا ہے وہ نہ نبی بنتا ہے نہ خلیفہ نہ حاکم نہ مفتی نہ نماز کے امام نہ اس کی روایت قبول کی جاتی ہے نہ احکام میں اس کی گواہی قبول کی جاتی ہے۔ جب تک اپنے فسق کی وجہ سے معزول نہ کر دیا جائے اہل حل وعقد اس کو معزول کر دیں"۔(قرطبیؒ: ۲/۱۱۵-۱۱۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"ابن التین نے داؤدی سے نقل کیا ہے کہ امراءِ ظلم کے بارے میں علماء کی رائے یہ ہے کہ اگر بغیر فتنہ اور ظلم کے اس کو ہٹانا ممکن ہو تو ضروری اور واجب ہے ورنہ صبر واجب ہے بعض نے کہا کہ فاسق کو حکومتی عہدہ دینا ہی جائز نہیں ہے اگر عہدہ حاصل کرنے کے بعد ظلم کیا تو اس کے ہٹانے میں اختلاف ہے صحیح بات یہ ہے کہ بغاوت منع ہے جب تک کہ اس سے واضح کفر صادر نہ ہو"۔(فتح الباری: ۱۳/۸)

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ظالم حکمران کو اختیارات کے استعمال سے روک لینا چاہیے وہ معزول کیے جانے کے لائق ہے حکمران بنائے جانے کے نہیں"(احیاء العلوم: ۲/۱۱۱)۔

ابوالوزیر رحمہ اللہ، حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کے بارے میں کہتے ہیں:

"(فقہا کے کلام میں) اس بات کی تحسین ہے جو حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے ساتھ اور جو ابن الاشعث نے حجاج کے ساتھ کیا جمہور فقہ نے خروج کو مخصوص کر دیا ہے یزید وحجاج کی طرح کے حکمرانوں کے ساتھ کہ ان جیسا ظالم و جابر ہو تو خروج ہو سکتا ہے۔ ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج جو ممنوع ہے اس منع سے وہ حکمران مستثنیٰ ہے جس کا ظلم اور فساد بہت بڑھ گیا ہو جیسے یزید بن معاویہ اور حجاج بن یوسف ایسے حالات میں کوئی بھی اس طرح کے اشخاص کی امامت کا قائل نہیں (الروض الباسم عن سنۃ ابی القاسم: ۲/۳۴)۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ ظالم حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنی چاہیے جیسا کہ ابو اسحاق الفزاری رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہا کہ آپ کو اللہ کا ڈر نہیں ہے کہ میرے بھائی کو ابراہیم (ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن ہیں) کی معیت میں بغاوت پر اکسایا، آمادہ کیا؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "اگر وہ بدر میں مارا جاتا تو؟ اللہ کی قسم میرے نزدیک یہ بدرِ صغریٰ ہے"۔(شذرات الذہب: ۱/۴۴، تاریخ بغداد: ۱۳/۳۸۴)

امام جصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امام ابو حنیفہ کا مذہب مشہور ہے کہ ظالم حکمرانوں کے خلاف قتال کرنا چاہیے۔(احکام القرآن)

ابن الوزیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"ابن حزم رحمہ اللہ نے ابو بکر بن مجاہد پر ردّ کیا ہے اس بات پر کہ اس نے ظالموں کے خلاف خروج کو حرام قرار دیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے اس کو ردّ کیا ہے اور دلیل کے طور پر یزید کے خلاف حسین رضی اللہ عنہ کے خروج اور حجاج کے خلاف ابن الاشعث کے خروج کو دلیل بنایا ہے جبکہ ابن الاشعث کے ساتھ کبار تابعین بھی تھے۔(الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم لابن الوزیر: ۲/۳۴)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے احمد بن نصر الخزاعی شہید رحمہ اللہ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ "احمد بن نصر رحمہ اللہ عالم تھے، دیانت دار، عمل صالح کرنے والے، مجتہد تھے۔ ان ائمہ سنت میں سے تھے جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے قرآن کو مخلوق کہنے والے واثق باللہ کے خلاف خروج کیا"۔ ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج کرنے والے کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی:

عبداللہ بن زبیر، محمد، حسن بن علی اور دیگر مہاجر وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سمیت دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم جو حجاج بن یوسف کے مقابلہ پر تھے۔

تابعین میں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، سعید بن جبیر، ابن البختری الطائی، عطاء السلمی الازدی، حسن بصری، مالک بن دینار، مسلم بن بشار، ابوالھوراء، شعبی، عبداللہ بن غالب، عقبہ بن عبدالغافر، عقبہ بن صہبان، ماھان، مطرف بن المغیرہ بن شعبہ، ابی المعد، حنظلہ بن عبداللہ، ابی سح الہنائی، طلق بن حبیب، مطرف بن عبداللہ بن الشخیر، نصر بن انس، عطا ابن السائب، ابراہیم بن یزید التیمی، ابوالحوساء، جبلہ بن زحر، محمد بن عجلان اور محمد بن عبداللہ بن الحسن اور ہاشم بن بشیر، مطر کے ساتھی اور ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھی رحمہم اللہ اجمعین وغیرہ۔

فقہا میں سے یہی قول امام ابو حنیفہ، حسن بن حیؒ، شریک، امام مالک، امام شافعی، امام داؤد رحمہم اللہ وغیرہم کا ہے۔ ہم نے قدیم وجدید افراد کی رائے نقل کی ہے ان میں سے کچھ بزرگ وہ ہیں کہ جنہوں نے منکر کے خلاف فتاویٰ جاری کیے اور کچھ ایسے ہیں جو باقاعدہ تلواریں لے کر منکر کے خلاف نکلے تھے۔

اس ساری بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ ظالم وفاسق حکمرانوں کے خلاف خروج کرنے والوں کو خوارج قرار دینا صحیح نہیں جب تک کہ ان میں خوارج کی باقی خصلتیں موجود نہ ہو...

☆☆☆☆☆

شعار کفار، تشبہ بالغیر کا معیار... ممنوع و جائز شکلیں

مولانا شکیل منصور القاسمی

''شعار'' کے لغوی معنی ہیں: علامت، خاص نشانی۔

قرآن و حدیث کی اصطلاح میں شعار

کسی قوم کی ایسی مخصوص علامت کو کہتے ہیں جس کو دیکھتے ہی سمجھ لیا جائے کہ اس کا تعلق فلاں مذہب سے ہے۔ حافظ ثانی علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے بقول:

''شعار کی بحث صرف ان امور میں چلے گی، جن کے بارے میں صاحبِ شرع سے کوئی ممانعت کا حکم موجود نہ ہو، ورنہ ہر ممنوعِ شرعی سے احتراز کرنا ضروری ہوگا، خواہ وہ کسی قوم کا شعار ہو یا نہ ہو، اس کے بعد جن چیزوں کی ممانعت موجود نہ ہو، اگر وہ دوسروں کا شعار ہوں تو ان سے بھی مسلمانوں کو اجتناب کرنا ضروری ہوگا، اگر وہ نہ رُکیں اور ان کا تعامل بھی دوسروں کی طرح عام ہو جائے، یہاں تک کہ اس زمانے کے مسلمان صلحا بھی ان کو اختیار کر لیں تو پھر ممانعت کی سختی باقی نہ رہے گی، جس طرح کوٹ کا استعمال ابتدا میں صرف انگریزوں کے لباس کی نقل تھی، پھر وہ مسلمانوں میں رائج ہوا، یہاں تک کہ پنجاب میں صلحا اور علما تک نے اختیار کر لیا تو جو قباحت شروع میں اختیار کرنے والوں کے لیے تھی، وہ آخر میں باقی نہ رہی، اور حکم بدل گیا لیکن جو امور کفار و مشرکین میں بطورِ مذہبی شعار کے رائج ہیں یا جن کی ممانعت کی صاحبِ شرع صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کر دی ہے، اُن میں جواز یا نرمی کا حکم کبھی بھی نہیں دیا جاسکتا''۔

(انوار الباری: ۱۰۱/۵، فیض الباری: ۱۵/۲)

تشبہ کی تعریف:

تشبہ کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں، جن میں سے عام فہم اور ضروری تعریفیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں:

تعریف اول:

اپنی حقیقت، اپنی صورت اور وجود کو چھوڑ کر دوسری قوم کی حقیقت، اس کی صورت اور اس کے وجود میں مدغم ہو جانے کا نام تشبہ ہے۔

تعریف دوم:

اپنی ہستی کو دوسرے کی ہستی میں فنا کر دینے کا نام تشبہ ہے۔

تعریف سوم:

اپنی ہیئت اور وضع کو تبدیل کر کے دوسری قوم کی وضع اور ہیئت اختیار کر لینے کا نام تشبہ ہے۔

تعریف چہارم:

اپنی شانِ امتیازی چھوڑ کر دوسری قوم کی شانِ امتیازی کو اختیار کر لینے کا نام تشبہ ہے۔

تعریف پنجم:

اپنی اور اپنوں کی صورت و سیرت کو چھوڑ کر غیروں اور پرایوں کی صورت اور سیرت کو اپنا لینے کا نام تشبہ ہے۔ (التنبہ علی ما في التشبہ للکاندھلوي، ص: 7، مکتبہ حکیم الامت، کراچی)

اِس لیے شریعت مطہرہ مسلم و غیر مسلم کے درمیان ایک خاص قسم کا امتیاز چاہتی ہے کہ مسلم اپنی وضع قطع میں، رہن سہن میں اور چال ڈھال میں غیر مسلم پر غالب اور اس سے ممتاز ہو، الگ سے، جداگانہ طور پر مسلم کی عبادت، معاملات اور معاشرت ہو، ظاہری علامات اس امتیاز کے لیے داڑھی اور لباس وغیرہ مقرر کی گئی کہ لباس ظاہری اور خارجی علامت ہے اور خود انسانی جسم میں داڑھی اور ختنہ کو فارق قرار دیا گیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع بہ موقع اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم کو غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ذیل میں ان میں سے کچھ احکامات ذکر کیے جاتے ہیں:۔

تشبہ بالکفار سے متعلق اِرشادات نبویہ علی صاحبہا ازکی التحیات:

اللہ رب العزت کی طرف سے بواسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُمت محمدیہ اَزکی التحیات کو غیر مسلمین کفار و یہود اور نصاریٰ سے دور رکھنے کی متعدد مقامات پر تلقین کی گئی، مثلاً:

يآأيها الذين اٰمنوا لا تتخذوا اليهود والنصارىٰ أولياء، بعضهم أولياء بعض، ومن يّتولهم منكم، فإِنّه منهم، إنّ الله لا يهدى القوم الظالمين (المآئدة: ۵۱)

''اے ایمان والو! مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست، وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے اِن سے، تو وہ انہی میں سے ہے، اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو''۔

يآأيّها الذين اٰمنوا لا تكونوا كالذين كفروا (آل عمران: ۱۵۶)

''اے ایمان والو تم نہ ہو (جاؤ) ان کی طرح جو کافر ہوئے''۔

سنن الترمذی میں ایک روایت ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص ملت اسلامیہ کے علاوہ کسی اور امت کے ساتھ مشابہت اختیار کرے تو وہ ہم میں سے نہیں، اِرشاد فرمایا کہ تم یہود اور نصاری کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو''۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس منّا من تشبّه بغيرنا، لا تشبّهوا باليهود، ولا

بالنصاریٰ(سنن الترمذی، کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی کراھیه إشارة الید بالسلام، رقم الحدیث: ۲۶۹۵)

اس حدیث کی شرح میں صاحب تحفۃ الأحوذی لکھتے ہیں کہ

''مراد یہ ہے کہ تم یہود و نصاریٰ کے ساتھ ان کے کسی بھی فعل میں مشابہت اختیار نہ کرو''۔(تحفۃ الاحوذی:۷/۵۰۴)

سنن ابی داؤد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

''جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا''۔(سنن ابوداوٗد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، رقم الحدیث: ۴۰۳۰)

علامہ سہارن پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

''مشابہت عام ہے، خیر کے کاموں میں ہو یا شر کے کاموں میں، انجام کار وہ ان کے ساتھ ہوگا، خیر یا شر میں''۔(بذل المجہود:۴/۵۹)

''مَنْ تَشَبَّهَ''کی شرح میں ملا علی القاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ :

''جو شخص مشابہت اختیار کرے کفار کی، فساق کی، فجار کی یا پھر نیک وصلحا کی، لباس وغیرہ میں (ہو یا کسی اور صورت میں) وہ گناہ اور خیر میں ان کے ہی ساتھ ہوگا۔(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، رقم الحدیث:۴۳۴۷، ۸/۲۲۲، رشیدیہ)

ایک اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے :

''ہم میں اور مشرکین کے درمیان فرق (کی علامت) ٹوپیوں پر عمامہ کا باندھنا ہے''۔یعنی: ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں اور مشرکین بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے ہیں۔(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۴۰۷۸، مرقاۃ المفاتیح، رقم الحدیث: ۴۳۴۰، ۸/۲۱۵)

تشبہ کے بارے میں آثارِ صحابہ وتابعین:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں جب سلطنتِ اسلامیہ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اس بات کی فکر دامن گیر ہوئی کہ مسلمانوں کے عجمیوں کے ساتھ اختلاط کی وجہ سے اسلامی امتیازات میں کوئی فرق نہ آ جائے، اس خطرے کے پیشِ نظر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک طرف مسلمانوں کو اس سے بچنے کی تلقین کی... تو دوسری طرف غیر مسلمین کے لیے بھی دستور قائم کیا۔

جیسا کہ حضرت ابو عثمان النہدی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ آذر بائیجان میں تھے کہ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خط بھیجا (جس میں بہت سارے احکامات وہدایات تھیں، منجملہ ان کے ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ

''تم اپنے آپ کو اہلِ شرک اور اہلِ کفر کے لباس اور ہیئت سے دور رکھنا''۔

عن أبي عثمان النهدي قال: ''كتب إلينا عمر بن الخطاب، ونحن بآذربائيجان مع عتبة بن فرقد: ياعتبة! إنه ليس من كدّك، ولا كدّ أبيك، ولا كدِّ أمك، فأشبع المسلمين في رحالهم مما تشبع منه في رحلك، وإياكم والتنعم وزيّ أهل الشرك ولبوس الحرير...إلخ''(جامع الأصول، الكتاب الأول في اللباس، الفصل الرابع في الحرير، النوع الثاني، رقم الحديث: ۸۳۴۳، ۱۰/۶۸۷، مكتبة دار البيان)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا کہ :

''أما بعدُ! فاتزروا وارتدوا وانتعلوا...وعليكم بلباس أبيكم إسماعيل، وإياكم والتنعم وزيّ العجم...وتمعددوا واخشوشنوا واخلولقوا... إلخ'' (شعب الإيمان للبيهقي، الملابس والزيّ، رقم الحديث: ۵۷۷۶، ۸/۲۵۳، مكتبة الرشد)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ

''اے مسلمانو! ازار اور چادر کا استعمال رکھو اور جوتے پہنو...اور اپنے جدامجد اسماعیل علیہ السلام کے لباس (لنگی اور چادر) کو لازم پکڑو اور اپنے آپ کو عیش پرستی اور عجمیوں کے لباس اور ان کی وضع قطع اور ہیئت سے دور رکھو، (مبادا کہ تم لباس اور وضع قطع میں عجمیوں کے مشابہہ بن جاؤ)...اور موٹے، کھردرے اور پرانے لباس پہنو''۔

اور دوسری طرف اہلِ نصاریٰ اور یہود کو دارالاسلام میں رہنے کی صورت میں بہت سے اُمور کا پابند کیا، جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بہت ہی مضبوط انداز میں اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی اَقدار کی حفاظت کی گئی ہے۔

چنانچہ! فتح شام کے موقع پر نصاریٰ شام کے عہدِ صلح کے بعد جو شرائط طے کی گئیں وہ یہ تھیں:

''...وأن نوقر المسلمين، وأن نقوم لهم من مجالسنا إن أرادوا جلوسا، ولا نتشبه بهم فيشيء من ملابسهم في قلنسوة، ولا عمامة، ولا نعلين ولا فرق شعر، ولا نتكلم بكلامهم، ولا نتكنى بكنّاهم، ولا نركب السروج، ولا نتقلد السيوف، ولا نتخذ شيئاً من السلاح، ولا نحمله معنا، ولا ننقش خواتمنا بالعربية، ولا نبيع الخمور، وأن نجزَّ مقاديم رؤوسنا، وأن نلزم زيّنا حيثما كنا، وأن نشد الزنانير على أوساطنا، وأن لا نظهر الصليب على كنائسنا، ولا كتبنا في شيء من طريق المسلمين، ولا أسواقهم، ولا نضرب في كنائسنا إلا خفيفاً وألا نرفع أصواتنا بالقراءة في كنائسنا في شيء من حضرة المسلمين، وأن لا نخرج شعانين، ولا بعوثاً،

ولا نرفع أصواتنا مع موتانا، ولا نظهر النيران معهم في شيء من طرق المسلمين، ولا أسواقهم، ولا نجاوزهم موتانا......إلخ''۔

''عہد نامہ میں امان کے مطالبہ کے بعد مندرجہ ذیل شرائط کی پاس داری کا اقرار تھا کہ ''ہم (نصاریٰ شام) مسلمانوں کی تعظیم و توقیر کریں گے اور اگر مسلمان ہماری مجالس میں بیٹھنا چاہیں گے تو ہم ان کے لیے مجلس چھوڑ دیں گے اور ہم کسی امر میں مسلمانوں کے ساتھ تشبہ اور مشابہت اختیار نہیں کریں گے، نہ لباس میں، نہ عمامہ میں، نہ جوتے پہننے میں اور نہ سر کی مانگ نکالنے میں، ہم اُن جیسا کلام نہیں کریں گے اور نہ مسلمانوں جیسا نام اور کنیت رکھیں گے اور نہ زین کی سواری کریں گے، نہ تلوار لٹکائیں گے، نہ کسی قسم کا ہتھیار بنائیں گے اور نہ اُٹھائیں گے اور نہ اپنی مہروں پر عربی نقش کندہ کروائیں گے اور سر کے اگلے حصے کے بال کٹوائیں گے اور ہم جہاں بھی رہیں گے، اپنی ہی وضع پر رہیں گے اور گلوں میں زنار لٹکائیں گے اور اپنے گرجاؤں پر صلیب کو بلند نہ کریں گے اور مسلمانوں کے کسی راستہ اور بازار میں اپنی مذہبی کتاب شائع نہیں کریں گے اور ہم گرجاؤں میں ناقوس نہایت آہستہ آواز میں بجائیں گے اور ہم اپنے مردوں کے ساتھ آگ لے کر نہیں جائیں گے (یہ آخری شرط مجوسیوں سے متعلق ہے)''۔

حضرت عبدالرحمن بن غنم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ شرائط نامہ لکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے ملاحظہ کرنے کے لیے رکھا، تو انہوں نے اس شرائط نامہ میں کچھ مزید اضافہ کروایا، جو یہ تھا:

ولا نضرب أحداً من المسلمين، شرطنا لكم ذلك على أنفسنا، وأهل ملتنا وقبلنا عليه الأمان، فإن نحن خالفنا في شيء مما شرطناه لكم، فضمناه على أنفسنا، فلا ذمة لنا، وقد حل لكم منا ما يحلّ من أهل المعاندة والشقاق۔(تفسیر ابن کثیر، سورۃ التوبۃ:۲۹، ۳/۳۷۴، دارالاشاعت)

''ہم کسی مسلمان کو ماریں گے نہیں، یعنی تکلیف نہیں پہنچائیں گے، ہم نے انہی شرائط پر اپنے لیے اور اپنے اہلِ مذہب کے لیے امان حاصل کیا ہے، پس اگر ہم نے شرائط مذکورہ بالا میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کی تو ہمارا عہد اور امان ختم ہو جائے گا اور جو معاملہ اہلِ اسلام کے دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ کیا جاتا ہے وہی معاملہ ان کے ساتھ کیا جائے گا''۔

ایک اور روایت جسے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، اس میں کچھ مزید شرائط کا بھی ذکر ہے، جو ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

''أن لا نحدث في مدينتنا ولا في حولها ديراً ولا كنيسةً ولا قلاية ولا صومعة راهب، ولا نجدد ما خَرِب منها، ولا نحيي منها ما كان في خِطَط المسلمين، وأن لا نمنع كنائسنا أن ينزلها أحد من المسلمين في ليلٍ ولا نهارٍ، وأن نوسع أبوابها للمارّةِ وابن السبيل، وأن ينزل مَن مرّ مِن المسلمين ثلاثة أيام نطعمهم، ولا نؤوي في كنائسنا ولا منازلنا جاسوساً، ولا نكتم غشّاً للمسلمين، ولا نُعلِّم أولادنا القرآن، ولا نظهر شركاً، ولا ندعو إليه أحداً، ولا نمنع أحداً من ذوي قرابتنا الدخول في الإسلام إن أرادوا. . .إلخ'' (تفسیر ابن کثیر، سورۃ التوبۃ:۲۹، ۳/۳۷۳)

''ہم اپنی آبادی میں کوئی نیا گرجا گھر نہیں بنائیں گے اور جو گرجا گھر خراب ہو جائیں گے، ان کی مرمت نہیں کروائیں گے اور جو خطۂ زمین مسلمانوں کے لیے ہو گا، ہم اُسے آباد نہیں کریں گے اور کسی مسلمان کو دن ہو یا رات، کسی وقت بھی گرجا میں اُترنے سے نہیں روکیں گے اور اپنے گرجاؤں کے دروازے مسافروں اور گزرنے والوں کے لیے کشادہ رکھیں گے، اور تین دن تک ان مسلمان مہمانوں کی مہمان نوازی کریں گے اور اپنے کسی گرجا اور کسی مکان میں مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنے والے کو ٹھکانہ نہیں دیں گے اور مسلمانوں کے لیے کسی غل و غش کو پوشیدہ نہیں رکھیں گے اور اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم نہیں دیں گے اور کسی شرک کی رسم کو ظاہراً اور اعلانیہ طور پر نہیں کریں گے اور نہ کسی کو شرک کی دعوت دیں گے اور نہ اپنے کسی رشتہ دار کو اسلام میں داخل ہونے سے روکیں گے''۔

مذکورہ بالا شرائط کو دیکھتے ہوئے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے کس قدر اہتمام کیا گیا، اس لیے کہ اسلام میں غیروں کے طور طریقوں کا داخل ہو جانا مسخِ اسلام اور تخریبِ اسلام ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

محمد انعام غازی

مجاہدین اسلام کی تاریخ ایک ولولہ انگیز اور روح پرور تاریخ ہے اللہ کی زمین سے اللہ کے باغیوں کو ختم کرنے، مفسدین کا صفایا کرنے اور بتان آزری کے شر کو مٹانے کیلیے دین اسلام کے علمبر داروں نے جو ایمان افروز معرکے سر کئے، تاریخ اسلام کے گلشن کا چپہ چپہ عہد وفا کی ان داستانوں سے لہلہا رہا ہے۔

انہی صف شکن مجاہدین کے بارے اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

مادی فلسفہ کی اس تعبیر میں کسی کے لیے بھی شک کی گنجائش نہیں کہ انسان کی زندگی کی سب سے عزیز متاع خود اس کی زندگی ہے۔ جہاں کی ساری دلچسپیاں، ساری رونقیں اور ساری نیرنگیاں اسی وقت تک ہیں جب تک خود اس کے جسم و جاں اور اس کے قلب و جگر اور فکر و نظر میں شادابی کی کوئی امنگ اور زندگی کی کوئی رمق باقی ہو۔

لیکن مرد مومن کا فلسفہ حیات، اس کی زندگی کا مقصد اور اس کے وجود کا ہدف و نصب العین مادی فلسفہ کے اس تصور سے بلند اور بہت بلند ہے۔ اسے اپنی حیات کے بلند مقصد کے حصول کیلیے زندگی کا نذرانہ پیش کرنے کی ضرورت ہو تو وہ اپنی سب سے عزیز متاع کو قربان کرنے میں اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ اسے ایک کیا کئی زندگیاں عطا ہوں اس راہ میں وہ ان سب کے قربان کر دینے کو اپنے لیے خوش بختی تصور کرے گا۔ اس کے نزدیک کبھی جان اور کبھی تسلیم جان ہے زندگی!

صدیوں پہلے فداک ابی وامی میرے ماں اور باپ امام المجاہدین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کی زبان اقدس سے جو کیسے پر تاثیر الفاظ نکلے:

ثم اُحیی ثم اقتل، ثم اُحیی ثم اقتل، ثم اُحیی ثم اقتل

مومن کے اس عزم بلند پر شاہد عدل ہیں۔ اس گمان آباد ہستی میں یقین و ایمان کی یہی وہ طاقت ہے جو مرد مسلمان کو چٹانوں سے ٹکرا دیتی ہے، طوفانوں سے لڑا دیتی ہے، آندھیوں سے بھڑا دیتی ہے اور سمت ہوا چلنے کے بجائے اس کا رخ موڑ دیتی ہے اور وہ جو کسی نے کہا:

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

یہ صرف جذباتی یا خوب صورت لفظوں کا سحر و طلسم نہیں اور نہ ہی شاعرانہ تخیل کی ایسی تعبیر ہے جس کی کوئی حقیقت باہر کی دنیا میں نہ پائی جاتی ہو بلکہ اسلامی تاریخ کا صفحہ صفحہ اس حقیقت پر گواہ اور سینہ سینہ شہیدان وفا کے لہو سے گل رنگ و لرزاں ہے۔ یہاں اس عیاں حقیقت کے ثبوت کے لیے اسلام کے ان جانبازوں کا ایک ہی نعرہ بیان کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ:

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

زندگی اور جان کے بعد مال اور شہرت کی محبت وہ شمع ہے جس پر مادی فلسفہ کا مار گزیدہ انسان پروانہ وار ٹوٹ پڑتا ہے۔ اس کے لیے وہ اپنے ابنائے جنس کو بھی تہہ تیغ کرنے سے گریز نہیں کرتا ہے۔ شقاوتوں اور بے مہریوں کا مجسمہ بن کر وہ بستیاں اجاڑ دیتا ہے۔ آبادیوں کو وہ ویران کر دیتا ہے شہروں کے شہر وہ کھنڈرات میں بدل دیتا ہے اور یہ ہوس جب بدبختی کی انتہا تک اس کو اندھا کر دیتی ہے تو وہ اپنے ہمدرد دوست مخلص ساتھی رحیم باپ اور شفیق ماں کے فنا کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا ہے۔ تاریخ عالم میں لاتعداد واقعات ایسے گزرے ہیں کہ مال و جاہ کی خاطر ایک شقی القلب اٹھا اور دوست کو قتل کیا، بھائی کو ہلاک کیا، باپ کو فنا کیا اور شفیق ماں کی زندگی کا چراغ گل کیا، کیوں؟ اس لیے کہ وہ مال چاہتا ہے اور دوست اس کی راہ میں رکاوٹ ہے اس لیے کہ وہ عہدہ و منصب کا خواہش مند ہے اور باپ کی موجودگی میں وہ اسے مل نہیں سکتا۔ اس لیے کہ اس کا ایمان مادہ پر ہے اور مادی فلسفہ کے غلام کی نگاہ اپنی ذات کے دائروں سے آگے نہیں جاتی۔ اس لیے کہ اسے اس زندگی کے بعد کسی اگلی زندگی کا یقین نہیں۔ اس کا عقیدہ ہے کہ "عالم دوبارہ نیست" جو کچھ ہے یہی ہے اور اس فانی دنیا کا یہی حاصل ہے اس لیے وہ ہر اس طاقت سے ٹکراتا ہے جو راستہ میں ہو۔

لیکن ایک مرد مومن کی زندگی اس مرض کی کثافتوں سے بالکل شفاف اور پاک ہوتی ہے۔ یہاں تاریخ اسلام کے عہد زریں سے ایمانی زندگی کے اسی پہلو کی چند مثالیں پیش ہیں۔

سن ۱۶ ہجری ہے مسلمانوں نے مدائن فتح کیا۔ غنائم کا مال اکٹھا کیا گیا اتنے میں ایک نقاب پوش نوجوان نے جواہرات سے بھری ہوئی تھیلی لا کر مال غنیمت میں جمع کروائی۔ سب کو بڑی حیرت ہوئی کہ اس قدر قیمتی جواہرات اس غریب سپاہی کی نیت خراب نہ ہوئی۔ پوچھا گیا، آپ نے اس سے کچھ لیا ہے؟ جواب آیا: اگر خوف خدا نہ ہوتا تو یہ قیمتی تھیلی تمہارے پاس میں لاتا بھی نہ۔ پوچھا گیا، آپ کا تعارف؟ فرمانے لگے میں اپنا تعارف نہیں کرواتا کہ کہیں آپ لوگ میری تعریف و مدح نہ کرنا شروع کر دیں تعریف کی مستحق صرف اللہ کی شان اقدس ہے اور وہی میرے اس بہتر عمل کا بہترین اجر عطاء کرے گا۔ یہ کہہ کر چل دیا۔

بعض مجاہدین نے اس کے ٹھکانے کا پتہ لگانے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ وہ عامر بن عبد ہیں۔ عامر بن عبد مشہور اور جلیل القدر تابعی ہیں جو زاہد شب زندہ دار بھی تھے اور محاذ جنگ کے مجاہد اور غازی صف شکن بھی۔(تاریخ طبری ج۴ص۱۸۶)

فتح مدائن کے اسی معرکہ میں ایک اور نقاب پوش سپاہی قیمتی جواہرات سے مرصع کسریٰ کا تاج زریں لے آیا تو وہ اسے اپنے دامن میں چھپا کر امیر فوج اسلامی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس لا کر عرض کرنے لگا: یہ کوئی بہت قیمتی چیز ہے، میں آپ کے حوالے کرتا ہوں کہ بیت المال میں جمع ہو جائے۔ مسلمان امیر دریائے حیرت میں ڈوب گئے۔ پوچھا کہ آپ کا نام؟ اس نے دروازہ کی طرف منہ کر کے اور امیر کی طرف پشت کر کے کہا جس کے لیے میں نے یہ کام کیا وہ میرا نام جانتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا۔

جب اموی سردار مسلمہ بن عبدالملک کو ایک قلعہ کا محاصرہ کیے کافی عرصہ گزر گیا اور کامیابی کے کوئی آثار نظر نہ آئے تو اس قلعہ پر دھاوا بولنے کے لیے چند جاں بازوں کا انتخاب کیا۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ ایک جوان تیروں کی بارش اور دشمن کی صفوں سے آگ کے برستے شعلوں میں جان ہتھیلی پر رکھ کے دیوانہ وار قلعہ کی دیوار کی طرف بڑھا جا رہا ہے اور بالآخر قلعے کی دیوار کے قریب آ کر نقب لگانے میں کامیاب ہو گیا اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہوا اور قلعہ فتح ہو گیا۔

اب ہر نگاہ اس سرفروش مجاہد کو تلاش کر رہی تھی جس کے سر اس فتح کا سہرا تھا مگر کوئی اسے پہنچانتا نہ تھا۔ مسلمہ کے سوال پر سب نے نفی میں سر ہلا دیا۔ اس نے پورے لشکر کو جمع کیا اور کہا نقب لگانے والا جاں باز کہاں ہے؟ پورے لشکر پر سناٹا طاری ہو گیا لیکن کوئی سامنے نہ آیا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے دوبارہ کہا میں اس کو اس کے رب کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ سامنے آئے اچانک ایک نقاب پوش بڑھا اس کی صرف آنکھیں ظاہر تھیں مسلمہ کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کہا:

> ''میں ہوں نقب لگانے والا اگر آپ مجھے میرے رب کی قسم نہ دیتے تو میں کبھی اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتا اب میں بھی آپ کو آپ کے رب کا واسطہ دیتا ہوں مجھ سے میرے نام کے بارے میں سوال نہ کرنا اور اگر آپ جان بھی لیں تو کسی سے ذکر نہ کیجیے گا، اس لیے کہ میں نے یہ عمل اس ذات کے لیے کیا ہے جو مجھے آپ سے زیادہ عطا کرنے پر قادر ہے''۔

مسلمہ بن عبدالملک بعد میں جب بھی دعا کرتے تو ضرور کہتے:

اللھم اجعلنی مع صاحب النقب

''اے اللہ مجھے نقب والے کے ساتھ کر دے۔''

اسی طرح ایک اور روح پرور واقع ہے کہ ابو عمر بن نجید چوتھی صدی ہجری کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں۔ ایک دفعہ سرحدوں کی حفاظت کے لیے رقوم ختم ہو گئی۔ امیر شہر نے اہل ثروت کو ترغیب دی اور سرِ مجلس رو پڑے۔ ابو عمر بن نجید نے دو لاکھ درہم کی ایک خطیر رقم لا کر انہیں دے دی۔ امیر نے اگلے دن لوگوں کو جمع کیا اور تعاون کرنے والے ابو عمر کی تعریف کی، لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی، جب ابو عمر بن نجید اسی مجلس میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے وہ رقم میری والدہ کی تھی میں نے دیتے وقت ان سے پوچھا نہیں تھا جب کہ اب وہ راضی نہیں ہیں لہٰذا یہ رقم واپس کر دی جائے۔ امیر شہر نے واپس کر دی۔ اگلی رات ابو عمر وہ دوبارہ رقم لے کر حاضر ہوئے اور کہا یہ رقم لے لیں لیکن اس شرط پر کہ آپ کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ کس نے دی ہے۔ امیر کی آنکھیں اشک بار ہوئیں اور کہا:

''ابو عمر! تم اخلاص کی کس قدر بلندی پر ہو''۔

یہ ہیں وہ نمونے جو ان نفوس مذکیہ نے ہمارے لیے مشعل راہ کی حیثیت سے چھوڑے ہیں۔ ذرا آگے آئیں آخر میں ایک اور واقعہ سے اپنے دلوں کو ایمان کی چاشنی سے محظوظ کر لیں۔

یہ دور بادشاہ معتصم باللہ عباسی کا ہے۔ بادشاہ وقت بڑے جاہ و جلال والا بڑا رعب و دبدبہ رکھنے والا شہر عموریہ کا محاصرہ کرتے ہیں۔ اس شہر کے قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہو کر ایک بدبخت شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ بولتا ہے مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر تکلیف کی بات اور کیا ہو سکتی تھی! ہر مجاہد کی خواہش تھی کہ اس منحوس کو جہنم رسید کرنے کی سعادت اس کے حصہ میں آئے لیکن وہ تیروں اور حملوں کی زد سے محفوظ ایک ایسی جگہ پر کھڑا ہوتا جہاں سے اس کی آواز تو سنائی دیتی تھی لیکن اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ یعقوب بن جعفر نامی ایک شخص لشکر اسلام میں ایک بہترین تیر انداز تھا اس ملعون نے جب ایک بار دیوار پر چڑھ کر شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کے لیے منہ کھولا یعقوب گھات میں تھا اس نے تیر پھینکا جو سیدھا اس کے سینے میں جا لگا اور گر کر ہلاک ہوا تو فضا نعرہ تکبیر سے گونج اٹھی۔ یہ مسلمانوں کے لیے بڑی خوشی کا واقعہ تھا۔ معتصم نے اس تیر انداز کو بلایا اور کہا آپ اپنے اس تیر کا ثواب مجھے فروخت کر دو۔

مجاہد نے کہا ثواب بیچا نہیں جاتا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں ترغیب دیتا ہوں اور ایک لاکھ درہم دیتا ہوں مگر مجاہد نے انکار کر دیا۔ اب بادشاہ معتصم باللہ نے پانچ لاکھ درہم دیے لیکن مجاہد نے کہا کہ '' مجھے ساری دنیا دے دی جائے تو بھی اس کے عوض اس تیر کا ثواب فروخت نہیں کروں گا البتہ اس کا آدھا ثواب بغیر کسی عوض کے میں آپ کو ہبہ کر دیتا ہوں''۔

معتصم اس قدر خوش ہوا گویا اسے سارا جہاں مل گیا ہو۔ معتصم باللہ نے پھر پوچھا تم نے یہ تیر اندازی کہاں سے سیکھی ہے؟ فرمایا بصرہ میں واقع اپنے گھر میں۔ معتصم نے کہا وہ گھر مجھے فروخت کر دو۔ جواب دیا وہ رمی اور تیر اندازی کرنے والے مجاہدوں کے لیے وقف ہے۔

(بقیہ صفحہ ۷۷ پر)

مروجہ تعلیمی نصاب...الحاد ولادینیت کی نرسری

اسامہ سعید

حق و باطل کی اس فیصلہ کن جنگ میں ہمارا دشمن جہاں ہماری نسل نو کی تعلیم کے بہانے انھیں اپنے رنگ میں رنگنے میں مصروف ہے وہیں ان کے نمک خوار اس ہاری جنگ کو مریل کتے کی مانند ہانپتے کانپتے کچھ عرصہ طول دے کر شاید شیاطین کی امداد کے منتظر ہیں۔ اللہ کی شان دیکھئے کچھ عرصہ قبل تک یہ سکولوں میں دی جانے والی مغربی تعلیم کی طرف سے مطمئن ہو کر مدارس کی طرف یلغار کے لیے صف بندیاں کر رہے تھے تو ایسے میں انہی یونی ورسٹیوں اور کالجوں میں سے رب ذوالجلال نے ایسے جوان پیدا فرما دیئے جو امام الانبیاء سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا دفاع کسی جمہوری سیاسی ڈرامے کے ذریعے نہیں کرنا چاہتے! جی ہاں یہ وہی سکول کالج اور یونی ورسٹیاں ہیں جہاں سالہاسال شریعت اور اسلام مخالف مواد تعلیم کے نام پر نرسری تا ہائر کلاسز ذہنوں میں زبردستی انڈیلا جاتا ہے۔ مشال قتل کیس میں نامزد ملزمان کسی مذہبی تنظیم سے تعلق نہیں رکھتے اسکے باوجود مشال کو قتل کرنے والا طالب علم اپنے اقبالی بیان میں کہتا ہے کہ جو گستاخیاں مشال خان نے کی تھیں وہ اگر میرا باپ بھی کرتا تو میں اسے بھی قتل کرتا۔ یہ تو اللہ پاک کی ترتیب ہے کہ وہ فرعون کے گھر سے ہی اُن ہستیوں کو اٹھاتا ہے جو اُسے برباد کر کے رکھ دیتی ہیں!

بہر حال یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام اور نصاب 'مشال خان اور ایاز نظامی جیسے دہریے پیدا کر رہا ہے نہ صرف یہ دہریے بلکہ ان دہریوں کی وکالت کرنے والا طبقہ جو مختلف فورمز اور اداروں میں ان کا کیس لڑتے ہوئے نظر آتا ہے۔ ٹیلی ویژن چینلز پر اسلام مخالف موضوعات پر جھاگ اڑاتے ان اشخاص کی اکثریت پاکستان میں ہی پیدا ہوئی ہے اور یہی تعلیم حاصل کی ہے، پھر ایسا کیا ہوا کہ اسلام کے بغض میں یہ گوروں سے چار ہاتھ آگے جا رہے ہیں۔ یہی تجسس مجھے ایک صاحب کی کتابوں کی دکان تک لے گیا، ان کو مدعا بیان کیا اور اجازت چاہی کہ کچھ درسی نصاب کی کتابیں دیکھنا چاہوں گا۔ دکان کے مالک سے سلام دعا تو تھی اور وہ تھے بھی کچھ بھلے آدمی، سو اجازت مل گئی۔ جن سوالوں کا جواب ہم ڈھونڈنا چاہ رہے تھے اس کے لیے ہمیں کچھ زیادہ محنت نہیں کرنا پڑی۔ اب ملاحظہ فرمائیے کہ عقائد، تاریخ اور موجودہ حالات کے متعلق باتوں کو کس طرح توڑ مروڑ کر اور جہاں ضرورت پڑی وہاں کھلم کھلا جھوٹ کا سہارا لے کر نصاب ترتیب دیا گیا۔ نتیجتاً یہ نصاب کم اور مغرب اور اس کے غلاموں کی ترجیحات کا مسودہ زیادہ دکھائی دیتا ہے جسے طلبہ کو طوطے کی مانند رٹا کر شاید یہ حکمران طبقہ خود کو محفوظ تصور کرتا ہوگا۔ ذیل میں ایف اے کے کورس سے چند حصے پیش کرتا ہوں۔

اردو کی کتاب میں ''نظریہ پاکستان'' نامی افسانے میں جمیل اور عالیہ کی عشقیہ روداد بیان کی جاتی ہے جو آپس میں کزن ہیں۔ تقسیم ہند کے وقت عالیہ کو اپنی محبت قربان کرنا پڑتی ہے کیونکہ اس کی ماں پاکستان جانے کے حق میں ہے جب کہ جمیل کا خاندان ہندوستان میں ہی رہ جاتا ہے۔ کہانی کا ایک اور کردار ''چھمی'' نامی لڑکی عالیہ کو کہتی ہے ''آپ کو پاکستان جانا مبارک ہو ضرور جائیے، اس سرزمین کو چوم لیجیے اور مجھے وہاں کی تھوڑی سی مٹی بھیج دیجیے گا میں اسے اپنی مانگ میں سجالوں گی، میں بدنصیب تو وہاں نہیں جاسکتی''... مکاتیب غالب کے باب میں ہے کہ جب مرزا غالب کا مکان جگہ جگہ ٹپکنے لگا تو اُس نے اپنے اس مکان اور اپنی حالت کو کشتی نوح اور اپنے آپ کو کشتی نوح کے مسافر سے تشبیہ دی۔ اسی سبق میں ایک اور جگہ بیان کیا جاتا ہے کہ اردو اور فارسی شاعری میں چونکہ شعرا اپنے تمام مصائب اور آلام کا ذمہ دار آسمان کو گردانتے ہیں اس لیے غالب بھی ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی کے نتیجے میں دوستوں سے محروم کر دیے جانے کا ذمہ دار 'ٹیڑھی چال چلنے والے' آسمان کو گردانتے ہوئے اسے برا بھلا کہہ رہا ہے۔ سبق ''اردو ناول... نذیر سے پریم چند'' میں ایک پیراگراف کی تشریح میں بیان کیا جارہا ہے کہ

> ''معاشرے میں عورت کے وجود سے جو مسائل پیدا ہوئے ان میں سب سے پہلا اور اہم مسئلہ نوجوانوں کی تلاش حسن کا مسئلہ ہے مغربی تعلیم و تہذیب کے اثرات بڑی تیزی سے رچ بس رہے تھے جس کے باعث حسن کا معیار بدلا اور نوجوان نسل میں تلاش حسن اور زندگی کے اچھی ساتھی کی تلاش کی خواہش بہت تیز ہوگئی ہے''۔

فسانہ ''آزاد'' کی مقبولیت کے اسباب میں بیان کیا جاتا ہے کہ ''اس کی تخلیق کے دوران میں مصنف کے سامنے کوئی اصلاحی یا تبلیغی پہلو نہیں تھا اور اگر تھا بھی سہی تو اسے مصنف نے اپنے فن پر غالب نہیں آنے دیا اس لیے کہانی کو عوام میں مقبولیت حاصل ہوئی''۔ یعنی صاف لفظوں میں طلبہ کو سمجھایا جارہا ہے کہ وہ تحریر مضمون یا کتاب جن کی بنیاد معاشرے کی اصلاح ہو عوام میں قابل قبول نہیں۔ غزلیات کے حصے میں ایک شعر میر درد کا ملاحظہ فرمائیے:

> تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
>
> دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

اس شعر کی تشریح میں طلبا کو بتایا گیا ہے:

> ''میر درد کہتے ہیں کہ میرے بارے میں لوگوں کا تاثر درست نہیں کہ میں گناہ گار ہوں، میں تو ایسا خدا پرست ہوں کہ دامن نچوڑوں تو فرشتے وضو کریں۔ کسی شخص کی ظاہری حالت دیکھ کر اندازہ لگانا ممکن نہیں کہ وہ نیک ہے یا بد۔ صوفیائے کرام کا ایک طبقہ ایسا ہے جو جان بوجھ کر لوگوں کے سامنے غیر شرعی حرکات کرتا ہے تا کہ ان کی اصل حقیقت کسی پر منکشف نہ ہو''۔

شریعت سے باغی طبقے کے لیے یہ تعلیمی نصاب شاید ہی اس سے بہتر اور مضبوط دلیل پیش کر سکے۔ ایک اور جگہ ایک شعر ہے:

؎ایک ناوک نے اس کی شرگاں کے

طائرسدرہ تک شکار کیا

اس شعر کی تشریح میں طلبا کو بتایا گیا ہے

''محبوب ایک سراپا حسن ہوتا ہے اس کے ایک ایک عضو میں سے حسن کے چشمے پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں، میرے محبوب کی پلکوں کے حسن کی انتہا تو یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام جیسا مقدس فرشتہ جو بشری کمزوریوں سے پاک ہے میرے محبوب کی پلکوں کے حسن اور جادو سے محفوظ نہیں رہ سکا''۔

غالب کہتا ہے:

؎ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی

جس کو ہو دین ودل عزیز اس کی گلی میں کیوں جائے

اس شعر کی تشریح میں طلبا کو بتایا گیا ہے:

''غالب کہتا ہے چلو میرا محبوب ظالم سہی، اس کے دل کے اندر خدا کا خوف نہیں تو تمہیں کیا تکلیف ہے؟ تمہاری کسی نے منت سماجت نہیں کی کہ اس کے کوچے میں جاؤ اور اپنے دین کو خراب کرو''۔

غرض ہر دوسرا شعر عشق، لغویات سے لے کر کفریہ کلمات کی ترغیب کا درس دے رہا ہے۔ اشعار میں کہیں غیر محسوس طریقے سے تو کہیں کھلم کھلا دینی شعائر کی تحقیر دکھائی دیتی ہے۔ کیسے مان لیا جائے کہ یہ نصاب جو جابجا شریعت، شعائر اسلام اور عقائد کی تحقیر کرتا ہے 'اسے رٹنے والے طلبا کے ایمان کو نقصان نہ پہنچاتا ہو گا اور انہیں دینی حمیت و غیرت سے عاری نہ کرتا ہو گا! یہی وجہ ہے کہ ان کالجوں اور یونی ورسٹیوں سے طلبا کی کثیر تعداد اب ایسی نکلتی ہے جن سے اگر کسی دینی موضوع پر بات کی جائے تو لامحالہ گستاخانہ کلمات ادا کر جاتے ہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ج ۲ ص ۲۳ پر اور جامع الفصولین میں لکھا ہے:

''جو شخص اپنی مرضی سے کلمہ کفر زبان سے کہتا ہے وہ کافر ہے اگرچہ اس کے دل میں ایمان ہو اور عنداللہ بھی وہ مومن نہ ہو گا''۔

فتاویٰ قاضی خان میں بھی یہی لکھا ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ص ۱۹۵ پر علامہ قونوی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا گیا ہے فرماتے ہیں

''اگر کسی شخص نے اپنی خوشی سے (بغیر کسی جبر و اکراہ کے) زبان سے عمداً کلمہ کفر کہہ دیا تو وہ کافر ہو جائے گا، اگرچہ وہ اس کا عقیدہ نہ بھی ہو، اس لیے کہ (اس صورت) میں زبان سے کلمہ کفر کہنے پر اس کی رضا پائی گئی (اور رضا بالکفر 'کفر ہے) اگرچہ وہ اس کے حکم یعنی کافر بننے پر راضی نہ بھی ہو، اور ناواقفیت اور جہل کا عذر بھی مسموع نہ ہو گا، عام علما کا فیصلہ یہی ہے، اگرچہ بعض علما اس کی مخالفت کرتے ہیں''۔

شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''پھر یاد رکھو اگر کوئی شخص زبان سے کلمہ کفر کہے یہ جانتے ہوئے کہ اس کا حکم یہ ہے (کہ انسان کافر ہو جاتا ہے) اگرچہ وہ اس کا معتقد نہ بھی ہو لیکن کہے برضا ورغبت (بغیر کسی جبر و اکراہ کے) تو اس پر کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا اس لیے بعض علما کے نزدیک مختار یہ ہے کہ تصدیقِ قلبی اور اقرارِ لسانی دونوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہے، لہٰذا یہ کلمہ کفر کہنے کے بعد وہ اقرار' انکار سے بدل گیا (اور ایمان باقی نہ رہا)''۔(اکفار الملحدین صفحہ: ۲۵۳)

مطالعہ پاکستان کی کتاب میں باب ''اسلامی جمہوری پاکستان کا قیام'' میں نظریہ پاکستان کے اجزائے ترکیبی'' میں بیان کیا گیا ہے کہ

''اسلام بنیادی طور پر نظام جمہوریت سے آہنگ ہے، دین اسلام نے ہی انسانوں کو جمہوریت کی روح سے متعارف کروایا اور ہم نے جمہوریت کا سبق ۱۳سو سال پہلے حاصل کر لیا تھا۔ حیرانی اس بات پر ہے کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اس دور میں جہاں تحقیق طلب تاریخی حقائق تک رسائی کے لیے ایک کلک درکار ہوتا ہے وہاں یہ کس ڈھٹائی سے یونانی جمہوریت کی ایجاد سے اسلام کو منسوب کر رہے ہیں۔ حیرت ان این جی اوز پر بھی ہے جو پاکستانی تعلیمی نصاب میں غوطہ زن رہتی ہیں ان کی نظر سے یہ نقطہ کیسے نظر انداز ہوا کہ ان کی ایجادات کو یہ کالے انگریز کہیں اور چسپاں کر رہے ہیں''۔

تحریک علی گڑھ کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے:

''سر سید احمد خان نے انگریزوں کی مسلمانوں کے خلاف نفرت کو ختم کرنے کے لیے ان (نام نہاد) مسلمانوں (غداروں) کی خدمات کا ذکر کیا جو انہوں نے جنگ آزادی کے زمانے میں اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر انگریزوں کی جانیں بچانے کے لیے سرانجام دی تھیں''۔

سر سید احمد خان کے کارناموں کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے کہ

''سر سید نے انجیل کو غیر تحریف شدہ کتاب تسلیم کر کے اس کی تفسیر ''تبئین الکلام'' کے نام سے لکھی''۔

ایک سوال نفاذِ اسلام کی راہ میں مشکلات اور ان کے حل کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ:

''خلوص، لگن کی کمی اور ناقص حکمت عملی ایک اہم سبب ہے، دوسرے ہم طاقت اور قانون کے ذریعے اسلام کا نفاذ چاہتے جو ناممکن ہے۔ اسلام کا نفاذ تعلیم سے ہو گا''۔

بھائی صاحب! کون سی تعلیم؟ جو نئی نسل کو دہریت، الحاد اور شرک بدعات کا درس دے کے دین اسلام سے متنفر اور مغربی مفکرین کا اسیر بنا رہی ہے۔ نفاذِ اسلام کی راہ میں جو سب

سے بڑی رکاوٹ ہے وہ ٹینک جہاز اور ایٹم بموں سے لیس قوت ہے ،اس کا تذکرہ نصاب میں ضروری نہیں سمجھا گیا۔ کیونکہ انھیں یقین ہے کہ پچھلے دس پندرہ سالوں میں جو خون صرف اور صرف نفاذ اسلام کو روکنے کے لیے بہایا ہے وہ شاید نظر انداز کر دیے جانے کے قابل ہو گا۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق سے متعلق بھی زور و شور سے پڑھایا جاتا ہے ،جب کہ انہی انسانی حقوق سے متعلق اقوام متحدہ کے دستاویز کے نقاط میں بیان کیا گیا ہے کہ

''ہر شخص کو اپنے ضمیر کے مطابق مذہب اور عقیدہ رکھنے اور اس پر عمل کرنے اور تبلیغ کرنے کا حق ہونا چاہیے''۔

یعنی اب چاہے وہ دہریہ ہو قادیانی ملعون ہو یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھونکنے والے ! تعلیمی نصاب تو بتا رہا ہے سمجھا رہا ہے کہ ان کو حق ہونا چاہیے ان کفریہ عقائد کے اختیار کرنے کا اور ان کی تبلیغ کا ! نہ صرف حق ہونا چاہیے بلکہ آپ کو ان افراد کو اپنا بھائی سمجھنا ہو گا ! ! ! خطبہ حجۃ الوداع کے حوالے سے جھوٹی باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہا پسندی یعنی شدت اور سختی سے بچنے کی تلقین کی اور کہا کہ تم سے پہلے قومیں اس لیے برباد ہوئیں کیونکہ وہ مذہبی انتہا پسندی کا شکار ہو گئیں تھیں''۔

پاکستان کے مسائل کے متعلق ایک سوال کے جواب میں بتایا جا رہا ہے کہ سیاستدانوں کی باہمی چپقلش اور نااہلی کی وجہ سے ملک دولخت ہوا، پاکستان آج بھی اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا ہے اور سیاستدانوں کا منفی رویہ پاکستان میں اچھا نظام حکومت قائم کرنے میں اہم رکاوٹ ہے۔ اس سوال کے طویل جواب میں جاگیر دارانہ نظام ،نااہل انتظامیہ ،وسائل کی لوٹ مار، احتسابی عمل کی کمی، رشوت سفارش سے لے کر ملک ٹوٹنے سمیت ہر برائی کی جڑ اور مسئلے کی وجہ کو سیاستدان اور کرپٹ طبقہ بتایا گیا ہے۔ نوے ہزار کی تعداد میں مسلح ہونے کے باوجود ہندو مشرکوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے والے جرنیل، ملک کے طول و عرض میں قائم لاتعداد ڈیفنس ہاؤسنگ سکیمیں، ہر قسم کے ٹیکسوں سے آزاد فوجی تجارتی ادارے جن کے سربراہان حاضر سروس جرنیل ہیں ،اس کے علاوہ سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں کلیدی عہدوں پر تعینات ریٹائرڈ فوجی افسران کے متعلق لب کشائی تو کسی صحافی ، کسی جج ، کسی سیاستدان کے بس کی بات نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ نصاب میں پاکستان کے مسائل کا ذمہ دار' ان وردی پوش امریکی غلاموں کو ٹھہرایا جائے !

انگریزی کی کتاب کا بھی عجیب احوال ہے اگر مقصد زبان سیکھنا ہے تو یہ مقصد کسی آیت ، حدیث یا قول اور تاریخی واقعات کا انگریزی ترجمہ نصاب میں شامل کر کے بھی پورا ہو سکتا ہے۔ لیکن ماجرا کیا ہے ؟ ملاحظہ فرمائیے ! Jewel of a girl کے سبق میں ایک امیر عورت کی جیولری کی دکان میں چوری کی کہانی بیان کی گئی ہے جس میں وہ پکڑی جاتی ہے لیکن عدالت میں خود کو بے گناہ ثابت کر کے اُلٹا دکان کے مینجر پر ہتک عزت کا دعویٰ کرتی ہے اور اس کی نوکری چلی جاتی ہے۔ ایک سبق 'ریکس' نامی کتے پر، ایک سبق امریکی صدر ابراہام لنکن کی زندگی کے متعلق، ایک سبق ایک عیسائی بچی کے متعلق جو اپنے بہن بھائیوں کی قبر پر آتی ہے لیکن انہیں زندہ سمجھتی ہے اور مصنف اسے سمجھاتا ہے کہ وہ جنت میں جا چکے... غرض پوری کتاب کا ایک لفظ حتیٰ کے مضامین کے کرداروں تک میں کوئی مسلمان نام شامل کرنا نصاب ترتیب دینے والوں کو گوارا نہ ہوا۔ تمام کا تمام نصاب مغربی کرداروں کے متعلق جہاں مختلف جگہوں میں عیسائیت کا تعارف کروایا گیا ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے صرف چند ہی مثالیں پیش کیں ورنہ نصاب ان خرافات و فضولیات سے بھرا ہوا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ چند باتیں ہی ہیں جو اتفاقی طور پر نصاب کا حصہ بن گئیں تو ہم یہ کہیں گے جناب ! جو قابل اعتراض مواد' نصاب میں زبردستی شامل کیا گیا ہے اس کو حکمران طبقہ اس قدر اہمیت دیتا ہے کہ اگر کوئی بھولے سے بھی اس کی جانب اشارہ کرے اور اسے نصاب سے نکالنے کی بات کرے تو ذرائع ابلاغ سے لے کر سول سوسائٹی تک اور ''دانش وروں'' کی فوج ظفر موج سے لے کر لبرل سیکولرازم کے ٹھیکے داروں تک سب کے سب اُس کا جینا حرام کر دیتے ہیں۔ پھر انہی قابل اعتراض باتوں میں سے بہت سی چیزیں امتحانات کے دوران پرچہ سوالات میں نظر آتیں ہیں۔

ترقی کی دوڑ میں ہم جن ہوس پرستوں کی تقلید کر رہے ہیں ذرا ان کے معاشرے کا حال تو دیکھیے۔ ایک رپورٹ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ بچوں کے جنسی استحصال کی تصاویر اور ویڈیوز کو انٹرنیٹ پر ڈالنے کے معاملے میں یورپ Global Hub بن رہا ہے۔ انٹرنیٹ واچ فاؤنڈیشن (آئی ڈبلیو ایف) نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا ہے کہ دنیا بھر میں غلط استعمال والے فحش مواد کا ۶۰ فی صد اب یورپ میں پایا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک یہ ''اعزاز'' اکیلے امریکہ کو حاصل تھا۔ تو یہ عجیب نہیں ہے کہ ہم اپنے انفرادی و اجتماعی معاملات کو دیکھنے سمجھنے اور ان کے حل کے لیے ان جاہلوں کی طرف رجوع کریں جن کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف عیش کوشی، لذت و سرور اور شہوات کا حصول ہے۔ اسی متعلق ہمارے مربی اور شیخ' احسن عزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ لکھتے ہیں

''کیسی نادانی ہے کہ ہم غافلوں اور دنیا پرستوں کی نظر سے دنیا کو دیکھیں اور جاہلوں سے فہم حاصل کریں ، عقل کے اندھوں سے نفع و نقصان کے اسباب پوچھیں اور دوست دشمن کی تمیز پروپیگنڈے کی مشینوں سے حاصل کریں۔ پھر عجب کیا ہے کہ اللہ والے ہمیں انسانیت دشمن اور فرعون والے ہمیں مسیحائے عالم دکھائی دیں''۔

☆☆☆☆☆

جب مجھے نذرِ آتش کیا گیا!

مردان کی یونی ورسٹی میں مردار ہونے والے ملحد 'مشال کے غم میں ملک بھر کے ''دانش ور'' نڈھال اور بے حال ہیں، وہ ''انسانیت کے درد'' سے بلک رہے ہیں اور ''انسانی ہمدردی'' اُنہیں کچوکے لگا رہی ہے... یہ کوئی نئی بات نہیں ہے! اس ملک میں رہنے والے کافروں اور اللہ کے دشمنوں کے درد میں دوہرے ہونے والوں کی کمی نہیں ہے... یہاں حقوق ہیں تو صرف اقلیتوں کے اور جانوروں کے! باقی رہے مسلمان تو اُن کے لیے کوئی حقوق نہیں، نا ہی اُن پر دن دیہاڑے توڑے جانے والے مظالم پر کسی کی آنکھ سے جھوٹا سچا آنسو ہی ٹپکتا ہے۔ جامعہ تعلیم القرآن کے طلبہ کو رافضوں خنزیروں نے برچھیوں اور بغدوں سے ذبح کیا لیکن کسی کے سینے میں درد کی ٹیسیں نہیں اُٹھیں! کراچی میں جامعہ فاروقیہ اور دیگر مدارس کے طلبہ کو ایرانی غنڈوں نے بلا دریغ بہیمانہ انداز میں قتل کیا لیکن پاکستان کے ''دردِ دل والوں'' کی دنیا کو اس کی خبر بھی نہ ہو سکی۔ اور زیادہ دور نہیں صرف ۳ سال قبل لاہور میں عیسائی بھنگیوں اور چرسیوں نے ایک حافظ قرآن کو کس انداز میں قتل کیا اور اُس کی لاش تک کو جلا کر کوئلہ بنا دیا، اس کے احوال 'مذکورہ ذیل تحریر میں ملاحظہ ہوں... لیکن مجال ہے کہ کسی ٹی وی چینل پر پرائم ٹائم نشریات میں گھنٹوں اس موضوع پر ٹسوے بہانا تو دور کی بات یک سطری 'ٹِکر' ہی چلا ہو! کسی لبرل سیکولر اور ''انسان دوست'' کی آنکھ بھر آئی ہو! وجہ صرف یہ ہے کہ حافظ نعیم مسلمان تھا، حافظ قرآن تھا اور اُس کو جانوروں کی طرح چیر پھاڑ دینے والے درندے عیسائی تھے! لہٰذا انسانیت کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے کی کوئی خاص وجہ تو تھی نہیں، اسی لیے یہ 'انسانیت' کا درندہ بھی منہ لپیٹے سوتا رہا! ذرا احوال پڑھیے کہ حافظ نعیم کو کس طریقہ سے اذیت در اذیت دے کر قتل کیا گیا!!! [ادارہ]

میرا نام حافظ نعیم ہے... میں ایلومینیم کے فریم میں شیشے لگاتا ہوں... میں قصور کا رہنے والا ہوں... میں روزی روٹی کی تلاش میں لاہور آ گیا... لاہور میں میرے دو کام تھے... میں شام تک کام کرتا تھا اور شام کے بعد تبلیغ میں مصروف ہو جاتا تھا... میں یوحنا آباد کے قریب رہتا تھا... میری دکان بھی مسیحی بستی کے قریب تھی... میں اتوار ۱۵ مارچ ۲۰۱۵ء کی صبح یوحنا آباد چلا گیا... میں اکثر اوقات اس آبادی میں چلا جاتا تھا... میرے وہاں جاننے والے بھی تھے اور دوست بھی... میں ۱۵ مارچ کو کیتھولک چرچ کے قریب تھا... اچانک خوف ناک دھماکہ ہوا... پورا علاقہ لرز گیا... شیشے ٹوٹ گئے... چھتیں گر گئیں... سائن بورڈ اکھڑ گئے... دکانوں کے سائبان جوڑوں سے نکل گئے... میرے کان بند ہو گئے... میں کانوں میں انگلیاں ڈال کر سر کو بار بار جھٹکے دینے لگا لیکن مجھے پانچ منٹ تک کچھ سنائی نہ دیا... میں نے کان کے پردے ہلکے کرنے کے لیے ایک پاؤں پر اچھلنا شروع کر دیا... میرا ایک کان کھل گیا... اب میری آنکھ جو دیکھتی تھی وہ مجھے بھی سنائی دیتا تھا... میں نے لوگوں کو دھائی دیتے، سیاپا کرتے، چیختے چلاتے دیکھا... لوگ دیوانہ وار بھاگ رہے تھے...

میں بھی بھاگ کھڑا ہوا لیکن مجھے افراتفری میں سمت کا اندازہ نہ ہوا اور میں یوحنا آباد سے باہر نکلنے کی بجائے مزید اندر چلا گیا اور میں کیتھولک چرچ کے سامنے پہنچ گیا... چرچ کے باہر انسانی جسموں کے چیتھڑے پڑے تھے... میں نے انسانی آنتیں بجلی کی تاروں پر لٹکی دیکھیں... دیواروں پر انسانی آنکھیں چپکی ہوئی تھیں اور سڑک پر دور دور تک خون کے چھینٹے اور انسانی کھوپڑیوں کی چربی پھیلی تھی... فضا میں خون، جلے ہوئے گوشت اور بارود کی بو تھی... میں ٹھٹھک کر رک گیا اور بے بسی کے عالم میں دائیں بائیں دیکھنے لگا... میں پتھرا چکا تھا... میرے پاؤں زمین پر جم گئے تھے... آنکھیں پتلیوں سے باہر تھیں اور سانس بے قابو ہو رہی تھی... میں پتھر کی طرح چرچ کے سامنے کھڑا تھا... اچانک میری کمر سے کوئی سخت چیز ٹکرائی...

میں گھبرا کر پیچھے مڑا... میرے سامنے دو نوجوان کھڑے تھے... دونوں کے ہاتھوں میں ڈنڈے تھے... وہ دونوں مجھے گالیاں دے رہے تھے... دہشت گرد، دہشت گرد کے نعرے لگا رہے تھے اور مجھ پر ڈنڈے برسا رہے تھے...

میں نے ڈنڈوں سے بچنے کی کوشش کی... میں نے اچانک ''دہشت گرد پکڑ لیا، دہشت گرد پکڑ لیا'' کی آوازیں سنیں... میں نے ''مولوی کو پکڑو، وہ مولوی دہشت گرد ہے'' کی آوازیں بھی سنیں... وہاں پچاس ساٹھ نوجوان جمع ہوئے اور مجھے مارنا شروع کر دیا... میں نے بھاگنے کی کوشش کی مگر ہجوم زیادہ تھا اور میری توانائی کم... میں سڑک پر گر گیا... مجھ پر چاروں طرف سے ڈنڈے برس رہے تھے... میں نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنا چہرہ بازوؤں میں چھپا لیا... میں درد سے دہرا بھی ہو چکا تھا... میرے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی... مجھے بس اتنا محسوس ہو رہا تھا میرے پورے جسم پر لاٹھیاں برس رہی ہیں... میں نے اس وقت یوحنا آباد کی سڑک پر لیٹے لیٹے محسوس کیا... انسان ہمیشہ تکلیف میں آنکھیں بند کر لیتا ہے اور یہ موت کی آخری سرگوشی تک اپنا چہرہ بچانے کی کوشش کرتا ہے... شاید انسان کوشش کرتا ہے اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی شناخت باقی رہے...

انسان جب موت کے قریب پہنچتا ہے تو اس کے کان بھی حساس ہو جاتے ہیں... ہم جو آوازیں عام حالت میں نہیں سن پاتے موت کے قریب پہنچ کر ہم وہ آوازیں بھی سننے لگتے ہیں... میں نے محسوس کیا جب انسان کی ٹانگ کی ہڈیاں ٹوٹتی ہیں تو اسے سب سے زیادہ درد ہوتا ہے... مجھے اس وقت محسوس ہوا آپ زندگی میں جن لوگوں سے نفرت کرتے ہیں وہ موت کے قریب پہنچ کر آپ کو زیادہ یاد آتے ہیں... آپ کو موت کے قریب پہنچ کر اپنا بچپن بھی یاد آتا ہے... آپ کے دماغ میں ایک فلم سی چلتی ہے اور آپ بچپن سے لے کر جوانی تک اپنی پوری زندگی کو چند لمحوں میں دیکھ لیتے ہیں اور مجھے محسوس ہوا جب آپ کی

ریڑھ کی ہڈی ٹوٹتی ہے تو آپ تمام دکھوں، تمام دردوں سے آزاد ہو جاتے ہیں... آپ کی ساری تکلیف ختم ہو جاتی ہے... میں نے شروع میں اپنی ٹانگوں کو کرچی کرچی ہوتے محسوس کیا... پھر میری پسلیاں ٹوٹیں... میں نے پسلیوں کی نوکوں کو اپنے دل، اپنے پھیپھڑوں اور اپنے جگر میں اترتے بھی محسوس کیا... پھر میری ناف پھٹی اور ناف سے انتڑیاں نکل کر باہر آ گئیں... ہجوم نے میری انتڑیوں کو ڈنڈے پر لپیٹنا شروع کر دیا... وہ انتڑیاں ڈنڈے پر لپیٹتے جاتے تھے اور میرا پیٹ خالی ہوتا جاتا تھا...

لوگوں نے پھر مجھے الٹا کیا اور پھر میری کمر پر درجنوں ڈنڈے گرے اور میری ریڑھ کی ہڈی چار جگہوں سے ٹوٹ گئی... میں درد اور تکلیف سے آزاد ہو گیا... مجھے ہجوم مارتا جا رہا تھا... مجھے اچانک کھانسی کا دورہ پڑا... میں نے کھانسنے کی کوشش کی لیکن میرے پھیپھڑے پھٹ چکے تھے... میرے گلے سے خون ٹپک رہا تھا... میں نے سانس کھینچی... سانس کھنچ گئی لیکن سانس واپس نہ جا سکی... میرا زخمی بدن کانپا... میرے ایک ایک انگ میں بجلی سی تڑپی اور میری روح نکل گئی... میں مر چکا تھا!

مجھے مرنے کے بعد دو تجربے ہوئے... میرا کٹا پھٹا اور ننگا جسم سڑک پر پڑا تھا... لوگ میرے جسم پر ڈنڈے برسا رہے تھے لیکن میں اپنے جسم سے تین گز کے فاصلے پر فٹ پاتھ پر بیٹھا تھا... میں دو لوگ بن چکا تھا... ایک وہ جسے لوگ توڑ رہے تھے اور ایک وہ جو ہر قسم کی تکلیف سے دور... چپ چاپ فٹ پاتھ پر بیٹھا تھا... میں جو زخمی تھا وہ لوگوں کو نظر آ رہا تھا اور میں جو ہر دکھ... ہر تکلیف سے آزاد تھا... وہ سب کو دیکھ رہا تھا لیکن اسے کوئی نہیں دیکھ پا رہا تھا... میں نے فٹ پاتھ پر بیٹھے بیٹھے لوگوں کو اپنی لاش پر ڈنڈے برساتے دیکھا... میں نے لوگوں کو اپنی لاش کو سڑکوں پر گھسیٹتے دیکھا... یہ مجھے پاؤں سے پکڑ کر کبھی ادھر گھسیٹتے تھے اور کبھی ادھر لے جاتے تھے... یہ میری لاش کو ٹھڈے بھی مار رہے تھے... یہ مجھے گھسیٹتے گھسیٹتے فیروز پور روڈ پر لے آئے... میں بھی فٹ پاتھ سے اٹھا اور آہستہ آہستہ ان کے پیچھے چل پڑا... میں اور میری لاش ہم اب فیروز پور روڈ پر تھے... ہجوم میں اضافہ ہو چکا تھا...

یہ لوگ دہشت گرد، دہشت گرد اور ظالمو جواب دو خون کا حساب دو کے نعرے لگا رہے تھے... یہ مجھے سڑک کے عین درمیان لے کر آئے... ایک بندہ دوڑتا ہوا آیا... اس کے ہاتھ میں تیل کا ڈبہ تھا... اس نے لوگوں کو پیچھے ہٹایا اور میرے اوپر تیل چھڑکا... میں پاؤں سے سر تک تیل میں بھیگ گیا... دوسرے نے ماچس نکالی... تیلی جلائی... ''پھپ'' کی آواز آئی اور اس نے تیلی میرے اوپر گرا دی... ''ٹھس'' کی آواز آئی اور میری لاش نے آگ پکڑ لی... شعلے دس دس فٹ اونچے تھے... فضا میں تیل، انسانی گوشت اور دھوئیں کی بو پھیل گئی... لوگوں نے بُو سے بچنے کے لیے ناک پر ہاتھ رکھ لیے... میں جل رہا تھا اور لوگ نعرے لگا رہے تھے... وہ خون کا حساب مانگ رہے تھے... وہ ظالمو کو للکار رہے تھے... وہ گالیاں دے رہے تھے... وہ حکومت کے خلاف بھی نعرے لگا رہے... وہ جنگلے بھی توڑ رہے تھے... وہ ڈنڈے بھی لہرا رہے تھے اور وہ ملک کو برا بھلا بھی کہہ رہے تھے... لوگ ڈنڈوں سے میری لاش کو دائیں بائیں بھی کر رہے تھے... وہ میری لاش پر تیل بھی ڈالتے جا رہے تھے اور وہ مجھے پتھر بھی مارتے جا رہے تھے اور میں میٹرو بس کے جنگلے کے ساتھ بیٹھ کر اپنی لاش کو جلتا... لوگوں کو جلاتا اور نعرے لگاتا دیکھ رہا تھا... لوگ میری لاش کی دھڑا دھڑ تصویریں اور فلمیں بھی بنا رہے تھے... یہ مختلف زاویوں سے، کبھی آگے ہو کر اور کبھی پیچھے ہٹ کر میری فلم بناتے تھے... یہ میری لاش پر جھک کر بھی تصویریں بناتے تھے...

میں یہ سب کچھ حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ ''یہ کیوں ہو رہا ہے''... میں بار بار اپنے آپ سے پوچھتا تھا لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملتا تھا... میں جلتے جلتے کوئلہ ہو گیا... میرا وجود کوئلے کی طرح سیاہ ہو گیا... مجھے اس وقت ایک نیا تجربہ ہوا... مجھے معلوم ہوا انسان کی لاش جلنے کے بعد بے وزن ہو جاتی ہے... آپ کا وزن سو کلو گرام ہے اور آپ اگر خدانخواستہ جل گئے ہیں تو آپ کا وزن دس بارہ کلو گرام رہ جائے گا... انسان میں شاید پانی اور چربی بھاری ہوتی ہے... یہ جب جل کر ہوا میں اڑ جاتی ہیں تو پیچھے صرف پنجر رہ جاتا ہے اور یہ بے وزن ہوتا ہے... میں جب جل جل کر بجھ گیا تو لمبے بالوں والے ایک نوجوان نے مجھے ڈنڈے کے ساتھ سیدھا کیا اور مجھے ڈنڈے کے سرے کے ساتھ گھسیٹتا ہوا میٹرو کے جنگلے تک لے آیا... اس نے مجھے میٹرو کے جنگلے کے ساتھ لگا دیا... میں اب جنگلے کے ساتھ چپکا ہوا تھا... وہ نوجوان میری جنگلے کے ساتھ چپکی لاش کو بھی ڈنڈے مار رہا تھا اور میں جنگلے کے ساتھ بیٹھ کر یہ منظر دیکھتا رہا۔

میں آپ کا ناشتہ خراب نہیں کرنا چاہتا... میں آپ کی خوب صورت اور خوشبودار زندگی میں زہر بھی نہیں گھولنا چاہتا... میں کسی کو اپنا قاتل، اپنا مجرم بھی نہیں سمجھتا... میں صرف آپ کو خوش قسمت اور خود کو بد قسمت سمجھتا ہوں کیونکہ ۱۵ مارچ کو اگر آپ میری جگہ ہوتے تو شاید آپ کے ساتھ بھی یہی ہوتا...

میں بس آپ لوگوں سے صرف ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں... صرف ایک سوال... آپ نے کبھی ملک میں سنا کسی شخص نے کسی کتے... بلی یا بکری کو ڈنڈے مار مار کر مار دیا اور پھر اس کی لاش کو تیل چھڑک کر آگ لگائی ہو اور پھر اس لاش کو جنگلے کے ساتھ لٹکا دیا ہو... آپ نے یہ خبر کبھی سنی یا پڑھی نہیں ہو گی لیکن آپ نے پاکستان مین زندہ لوگوں کو سڑکوں پر ڈنڈے مار کر قتل کرنے... لاشوں کو آگ لگانے اور سوختہ لاشوں کو لٹکانے کے درجن بھر واقعات سنے ہوں گے... مجھے صرف یہ جواب دیں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں انسان بلی اور بکری سے سستا کیوں ہے؟ یہاں بلیاں محفوظ اور انسان غیر محفوظ کیوں ہیں؟ آپ جیسے خوش قسمت لوگوں سے میرا بس یہ سوال ہے۔

☆☆☆☆☆

پاکستانی فوج کی جنگی اخلاقیات

عکرمہ عبداللہ

بے شک جنگ کاٹ دینے یا کٹ جانے کا نام ہے اگر یوں کہا جائے کہ مٹ جانے کا یا مٹا دینے کا نام ہے تو اس میں کچھ غلط نہیں ہو گا۔ مسلمانوں کے اور کفار کے طریقہ جنگ میں واضح فرق ہے۔ اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو مسلمانوں کے اسلاف نے جنگ کو ہمیشہ شریعت کے دائرے میں رکھا مگر دوسری طرف اللہ کی باغی فوجوں کے جرنیلوں کی طرف سے یہ موقف آیا کہ ''جنگ اور محبت میں سب جائز ہے''۔ یہ ایک فقرہ اپنے اندر تمام جنگی حکمت عملی یا جنگی اخلاق بیان کر رہا ہے بلکہ دشمن کی سوچ کا بہترین عکاس ہے۔ ہر فوج کا جنگی طریقہ کار اور دشمن سے فتح یا شکست پر روا رکھا جانے والا سلوک ہی اس فوج کا جنگی اخلاق کہلاتا ہے۔

سطورِ ذیل میں میری کوشش ہو گی کہ پاکستان فوج کے جنگی اخلاق و کردار اور اس کی بنیاد کو بیان کروں۔ اوپر جو فقرہ بیان کیا گیا، صلیبی افواج اسی نسخے پر عمل کرتے ہوئے جنگ کرتے ہیں اور اپنے آلہ کاروں کو بھی یہی سبق دیتے ہیں۔ انگریز نے برصغیر پر سو سال سے زیادہ براہ راست حکومت کی پھر یہ اقتدار اپنے غلاموں کے ہاتھ دے کر چلتا بنا۔ برصغیر میں موجود انگریز کی پالتو فوج کو 'رائل انڈین آرمی' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ جو دو حصوں میں تقسیم ہوئی، ایک حصہ پاکستان کے حصے میں آیا جب کہ دوسرا ہندوستان کو دیا گیا۔ ہتھیار اور تمام ساز و سامان بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ اب تمام تر تربیت سوچ و فکر وہی رہی بس ریک روٹ بڑھ گئے۔ اسی فوج کا پہلا قائد بھی ایک انگریز، وہی بوٹ وہی سلوٹ، وہی حلف سوائے چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ، سزا اور جزا کا تمام نظام انگریز سامراج کا دیا ہوا۔

'رائل انڈین آرمی' پر 'افواجِ پاکستان' کا نیا لیبل چسپاں کر دیا گیا۔ فوجی کیمپ کے مرکزی دروازے پر کسی انگریز کا نام ہٹا کر ''ایمان، تقویٰ، جہاد'' تو لکھ دیا گیا مگر نیچے کھڑے فوجی پہرے دار کے ذہن میں وہی ایک بات بھر دی گئی کہ senior is always right... بڑے آفیسر ہمیشہ ٹھیک ہوتے ہیں۔ افسر کے حکم کو خدائی حکم سمجھ کر اطاعت کا مادہ ویسا ہی موجود رہا جیسا کہ پہلی برطانوی فوج کے افسروں نے اپنی غلامی کروانے کے لیے بھرا تھا۔ اس رائل انڈین آرمی کی نئی شکل (پاکستان فوج) کا حلف بھی ایسا دجالی رکھا گیا کہ سننے والا سمجھے شاید کسی مسلم فاتح کا لشکر تیار ہو رہا ہے حالانکہ اگر کوئی نورِ بصیرت سے اس کا مطالعہ کرے تو فوری سمجھ جائے کہ جب کہا جاتا ہے ''اسلام اور پاکستان کا وفادار رہوں گا اور اپنے آفسر کا ہر حکم مانوں گا''... تو کہاں اسلام کی پاک تعلیمات اور حدود اللہ کا نظام اور کہاں پاکستان میں موجود غلیظ جمہوری نظام... پھر کہتا ہے اپنے افسر کا ہر حکم مانوں گا مطلب افسر جیسا بھی حکم دے میں مانوں گا، اسی حلف نے بیت اللہ پر گولیاں چلنے کا جذبہ پیدا کیا اور اسی حکم نے کابل و قندھار صلیبی سامراج کو فتح کروا کر دیا، اور اسی حکم نے فلسطینی مہاجرین کو بھی نا بخشا۔

ذرا سوچیے تو سہی کہ افغانستان میں ایک اسلامی حکومت موجود تھی، تمام دنیا اسے اسلامی حکومت مان چکی تھی بلکہ کفر کی آنکھوں میں بھی یہی کھٹک رہی تھی کہ کیوں ایک شرعی حکومت موجود ہے اور کفر کو اس پر حملہ کرنے کے لیے اگر سہارا ملا تو وہ بھی پرانے غلام ہی کام آئے اور کئی لاکھ کی فوج میں کوئی ایک بغاوت بھی نہیں کھڑی ہوئی۔ سبحان اللہ! کیسے کھڑی ہوتی؟ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بڑھ کر افسر کا حکم ماننے کا جذبہ موجود ہو تو پھر اپنے خدا سے کیسے کوئی بغاوت کرے گا۔ اس رائل انڈین آرمی نے بے غیرتی کو ایمان پر ترجیح دی، تنخواہ کو تقویٰ پر، اور امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی افسر کے حکم کو جہاد پر۔ لہٰذا گدھے پر سفید رنگ کر دینے سے کیا وہ گھوڑا بن جائے گا؟

مرکزی دروازوں پر ''ایمان، تقویٰ، جہاد'' لکھ دینے سے راہ چلتے سادہ لوح عوام کو تو دھوکہ دیا جا سکتا ہے مگر شریعت کے کسی متوالے کو اب یہ دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ ان کے ہاں داڑھی کے لیے تو اجازت نامہ چاہیے ہوتا ہے حالانکہ اسلامی فوج میں اس سنت کو ترک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انگریز سامراج اپنے ساتھ ایک غلام نما نوکر رکھتے تھے جسے 'بٹ مین' کہا جاتا تھا... یہ بٹ مین آج بھی اسی طرح موجود ہیں جو کسی بھی افسر کے گھر کے تمام کام کرتا ہے۔

اس فوج میں داخل ہونے کا طریقہ بھی بہت ہی گھٹیا ہے، میڈیکل کے نام پر عزت غیرت کا جنازہ نکل دیا جاتا ہے۔ یعنی ہر فوجی کو یہ باور کروایا جاتا ہے کہ تمہاری اپنی کوئی عزت غیرت دین مذہب کچھ بھی نہیں... تمہارے لیے تمہارے افسر کا حکم سب کچھ ہے۔ اس رائل انڈین آرمی (پاکستان فوج) کا جنگی اخلاق بھی بالکل ویسا ہے یا شاید انگریز سے بھی بدتر ہے۔ امریکہ جب افغانستان میں آیا تو اس نے ڈیڑھ لاکھ افغان مسلمانوں کو صرف بمباری میں شہید کیا۔ اس تمام تر بمباری کے لیے جاسوسی معلومات اپنی سرزمین بھی اسی رائل انڈین آرمی (پاکستانی فوجی) نے دی۔ ایک فون پر گیڈر نما جرنیل مشرف اپنی ساڑھے سات لاکھ فوج سمیت امریکہ کے قدموں میں جا گرا۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ ایک اسلامی ریاست جس میں عین شرعی نظام قائم تھا، اس کو گرانے کے لیے اڈے تک دے دیے گئے مگر کوئی ایک بھی بغاوت کھڑی نہیں تو اس کی وجہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ جو فوجی پہلے دن ہی اپنا ستر اور اعضائے پوشیدہ، جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرم و حیا کا مرکز بنایا ہے' افسرانِ بالا کے سامنے کھول دے، اُسے کبھی شرم و حیا چھو کر بھی گزر سکتی ہے؟

اس صلیبی جنگ کے آغاز سے اس فوج کی بدمعاشی اور اصل چہرہ سامنے آنے لگا۔ اس فوج نے سقوطِ امارت اسلامیہ کے بعد افغانستان سے آنے والے مجاہدین کو گرفتار کیا حالانکہ اخلاقیات کا تقاضا تھا کہ وہ جس ملک سے تعلق رکھتے تھے ان کے حوالے کر دیا جاتا مگر ان ظالموں نے امریکہ کی غلامی کا حق ادا کرنے کے لیے اور چند ٹکے وصول کرنے کے لیے ان کو

امریکہ کے حوالے کر دیا۔اسلام کی تاریخ تو اسلام والوں کے لیے معنی رکھتی ہے لیکن یہ تو انسانی تاریخ میں بھی کبھی نہیں ہوا کہ کسی سفیر کے ساتھ ایسا بد ترین سلوک نہیں کیا گیا جیسا اس فوج نے امارت اسلامیہ کے سفیر کے ساتھ کیا،اُنہیں برہنہ تشدد کر کے امریکہ کے حوالے کر دیا گیا۔یعنی کسی کے سامنے ناک رگڑنے اور غلامی کی انتہا ہے کہ ایک شخص جس کو آپ نے پناہ دی اور اس شخص نے آپ سے کچھ بھی برا نہیں کیا،اس شخص کو آپ اس قدر ظلم و زیادتی کا نشانہ بنا رہے ہیں تو یہ اس فوج کے گھٹیا ترین اخلاق کی نشاندہی کرتی ہے۔

دوسری طرف جن لوگوں کے لیے تم یہ قدم اٹھا رہے ہو ان صلیبیوں نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ کہاں گیا جینوا کنونشن؟ یہ ہیں اس رائل انڈین آرمی (پاکستانی فوج) کی جنگی اخلاقیات... یہ مظالم دیکھ کر ایمان کی شمع دل میں لیے قبائلیوں نے اس فوج کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔اس فوج کے لیے شریعت کا نام ہی اتنا تکلیف دہ ہو گیا کہ جس نے بھی اسلام کے نفاذ کا نام لیا اس کو مٹانا اس نے فرض جانا۔اسلام کو مٹانے کے لیے تمام حدیں پار کرتے چلے گئے...لال مسجد میں موجود غازی عبدالرشید شہید رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کا قصور بھی صرف اور صرف یہ تھا کہ وہ پاکستان میں شریعت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ان ختم کرنے کے لیے ان لوگوں نے تمام تر حدود کو پھلانگ دیا اور چادر چار دیواری مسجد قرآن سب کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے گولیوں کی بارش برساتے ہوئے مسجد میں داخل ہو گئے ،مولانا غازی عبدالرشید شہید نے اپنے ساتھیوں سمیت بھرپور دفاع کیا۔شرم سے جانے کیوں ڈوب نہیں مرتے فوجی جب وہ اپنے ایک ساتھی کو مسجد کو گرا کر قرآن کو جی سکس کے گندے نالے میں بہا کر معصوم طالبہ و طالبات کو شہید کر کے فتح کا نشان بنا رہا ہے۔ہر فوج ہر مذہب میں اخلاقیات موجود ہوتے ہیں کہ اگر سامنے کوئی عبادت گاہ آجائے یا عورتیں اور بچے آجائیں تو اس جگہ سے آپریشن کا رخ کس طرف کر دیا جائے گا۔مگر یہ اندھے بہرے فوجی بس افسرانِ بالا کے حکم کو خدائی آڈر سمجھنے والے کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔ان کے افسروں کا مذہب اور اخلاق ڈالر ڈالر اور بس ڈالر ہے۔

لیکن اللہ پاک کی اپنی سنت ہے!اور خود کو فرعون سمجھنے والوں کے درمیان اللہ نے پھر سے موسیٰ کا کردار پیدا کر دیا۔اللہ پاک نے پاکستان میں جہادی تحریک کا آغاز کروایا تو اس فوج نے جنگی جنون اور اپنے آقا امریکہ کے حکم کی پیروی میں قبائل میں آپریشن کا آغاز کیا۔ کہیں ان لوگوں نے ''راہ راست''کے نام سے آپریشن کا آغاز کیا تو کہیں ''راہ نجات''۔ان آپریشنوں میں یہ لوگ قبائل کو نصرت جہاد کا فریضہ ادا کرنے اور اسلام کے لیے پوری دنیا سے ٹکر لینے کی سزا دے رہے تھے ،سب سے پہلے اندھا دھند بم باری کی جاتی، جس کے نتیجے میں پورے کے پورے علاقے کو مکمل تباہ کر دیا جاتا۔یہاں تک کہ اگر کسی قصبے میں شک بھی ہوتا کہ یہاں کوئی ذی روح موجود ہو گا تو قصبے کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جاتا۔وہ صحافی جو میڈیا پر املاک کا رونا روتے ہیں کاش وہ آنکھوں سے دیکھے حال کو بلا خوف و خطر بیان کرتے۔جب علاقہ مکمل کھنڈر بن جاتا تو اس کے بعد یہ زمینی فوج اتارتے اور اپنی فتح کے ترانے اس قبرستان میں رقص کرتے۔یہی طریقہ اب تک جاری ہے۔سوات میں آپریشن کے دوران میں جب اس فوج نے بم باری کی تو وہ اس قدر شدید تھی کہ ایک خاتون نے اپنے شیر خوار بچے کو اٹھا کر جلدی میں بھاگی جب اس گاؤں کے باہر پہنچی تو معلوم ہوا کہ وہ افراتفری اور حواس باختگی کے عالم میں جسے اپنی گود میں اٹھا کر بم باری سے بچانے کے لیے بھاگ نکلی وہ اُس کا بچہ نہیں تھا بلکہ تکیہ تھا!رہا بچہ...تو وہ اب واہ کینٹ کے میزائلوں کی زد میں آکر جھلسا ہوا ایک کوئلہ ہی باقی رہ گیا ہے۔سوات میں بچوں کو قطار میں کھڑا کر کے گولیاں مارنے والی ویڈیو اس فوج کے اصل جنگی اخلاق کی عکاس ہے۔نو دس اور گیارہ سالہ بچوں کو قطار میں کھڑا کیا جاتا ہے،آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی ہے اور پھر ایک فوجی آکر ان کو کلمہ پڑھنے کا کہتا ہے،پھر اس کے بعد رائل انڈین آرمی(پاکستان فوج) کے ''بہادر''جوان پوزیشن لے کر جی تھری سے گولیوں کی برسات ان ننھے اور نازک جسم پر برسا دیتے ہیں، یہ ننھے بچے چھلنی جسموں سے زندگی اور موت کے درمیان آہیں بھر رہے ہیں اور درد کی شدت سے کراہتے ہیں،ایک سورما آگے بڑھ کر ان کے جسموں پر مزید گولیاں مارتا ہے کہ تسلی ہو جائے اتنے بڑے دہشت گرد ختم ہو گئے۔ایسے ''بہادروں''کو دنیا میں تو نشان حیدر ہی جائے گا مگر میرا رب ان کو نشان عبرت ہی بنائے گا۔

حاجی مسلم (ترجمان تحریک طالبان سوات) کو مذکرات کی غرض سے بلانا اور پھر گرفتار کر لینا اس فوج کے دینِ دجال پر ہونے کی دلالت کرتا ہے اور اس کے ''اعلیٰ جنگی''مزاج آشکار کرتا ہے کہ یہ فوج کس حد تک عہد و پیمان کے پاس دار ہے۔کوئٹہ کے چوراہے میں مہاجر مسلم بہنوں کو گولیوں سے بھون دینا اور اُس بچے کو بھی نہ بخشنا جو اپنی ماں کی کوکھ میں مراحلِ تخلیق سے گزر رہا تھا،یہ سب اُسی آڈر کی پابندی ہے جو اس فوج کو انگریز نے وراثت میں دیا تھا کہ بس ''oder is oder'' چاہے حق یا ناحق،بچہ ہے یا عورت، حکم ہے گولی کا،تو مار دو!

آپ کبھی نہیں سنیں گے کہ کسی فوجی سپاہی یا افسر کو امریکہ دوستی یا شراب پینے یا داڑھی جیسی عظیم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منڈوانے پر نوکری سے نکال دیا گیا بلکہ جب بھی نکالا گیا اسلام سے محبت ہی کی بنیاد پر نکالا گیا۔اگرچہ میرا موضوع اس فوج کی جنگی اخلاقیات ہے مگر جب یہ اپنے آپریشنز کا نام پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار 'عضب' کے نام پر رکھیں اور کبھی رد الفساد رکھیں حالانکہ ان کا دین سے دور کا واسطہ بھی نہیں بلکہ یہ تو خود دین دشمن ہیں۔یہ خود اللہ کی زمین پر فساد پھیلانے والے ہیں۔

اس سے بڑھ کر ہم ان کی بدعہدی کا نمونہ اور کیا دیکھیں گے کہ ایک شخص نے ان کے

سامنے ہتھیار ڈالے اور ان کے سامنے اس شرط پر تسلیم ہوا کہ اس کے قیدی ساتھیوں کو چھوڑ دیا جائے گا، ان کے کسی ختم کر دیے جائیں گے، پاکستان میں انہیں آزادانہ طریقہ سے رہنے دیا جائے گا مگر آج عرصہ تین سال ہو گیا، پرانے قیدی تو چھوڑنا دور کی بات مزید ساتھی غائب کر دیئے اور ان کے امیر کو ابھی تک پشاور میں نظر بند کر کے بیٹھایا گیا ہے۔ بچے تک اس جیل نما گھر سے باہر نہیں جا سکتے۔ شناختی کارڈ تک منسوخ ہیں۔ یہ سبق ہے ہر اس شخص کے لیے جو اس فوج کی چھتری میں بیٹھا ہے یا بیٹھنے کی سوچ رہا ہے۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقہ کو اغوا کر کے امریکہ کے حوالے کر دینا کس طرف اشارہ کر رہا ہے؟ ڈاکٹر عافیہ صدیقی اس امت کی بیٹی ہیں جنہیں اغوا کر کے چند ٹکوں کے عوض نیلام کر دیا گیا اور پھر ان کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ آج ایک بوٹ پالش خود ساختہ جہادی طبقہ کہتا ہے کہ وہ تو مشرف کا قصور تھا۔ تو ہمارا سوال ہے کہ مشرف کے جانے کے بعد کیا بدلا؟ کیا آپ کے نئے جرنیل نے عافیہ کی واپسی کا مطالبہ کیا؟؟؟ اگر سچ کہوں تو تم بھی بلواسطہ اسی کے غلام ہو جس کا غلام تمہارا جرنیل ہے!

وزیرستان کے حالیہ آپریشن میں ایسی اندھا دھند بم باری کی گئی کہ پورا کا پورا امیر ان شاہ بازار کھنڈر بنا دیا گیا۔ اگر ہم میڈیا دیکھتے ہیں تو ایک ہی رونا روتے ہیں کہ بندوق کے نوک پر شریعت کیسے نافذ ہو سکتی ہے! کوئی ان سے پوچھے کیا جیٹ کی بم باریوں سے سے جمہوریت نافذ کرنا گناہ نہیں؟ بم باری کا نشانہ بھی وہی معصوم شہری جن کے ٹیکس سے یہ فوج اپنا راشن پانی پورا کرتی ہے۔ پاکستان میں کام کرنے والی مجاہدین کو تو گرفتار کیا ہی گیا مگر ان کے اہل خانہ کو بھی نہ بخشا گیا، ان کے ساتھ معصوم بچوں کو بھی ان کال کوٹھڑیوں میں ڈالا گیا جہاں دن کا نہ رات کا علم ہوتا ہے۔ ان بچوں کا گناہ صرف اور صرف یہ ہے کہ یہ اللہ کی راہ کے ایک راہی کی اولاد ہیں۔

کیا یہ سب کچھ یوں ہی ہواؤں میں تحلیل ہو جائے گا؟ نہیں بالکل بھی نہیں! یہ آہیں اور صدائیں رب کے حضور پہنچ چکی ہیں بس رب کے حکم کا انتظار ہی باقی ہے۔ اس رائل انڈین آرمی (پاکستانی فوج) کا ہر جرنیل یہی کہتا ہے کہ ہم اپنی سرزمین کا دفاع کر رہے ہیں۔ یہ اس دور کا بہت بڑا جھوٹ ہے کیونکہ بہت سے واقعات سے یہ جھوٹ بھی آشکار ہو گیا جیسا کہ وزیرستان بھی پاکستان کا ہی حصہ ہے مگر امریکہ کے ڈرون شب و روز بم باری کرتے رہے مگر اس ملک کا اسی فیصد بجٹ کھانے والی فوج کے کسی ایک جرنیل کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھا سکتا ہے اس کی وجہ ڈالر تھا۔ جب اس فوج کے پاس ڈالر کی رسد پہنچ جائے تو یہ اپنے اہل و عیال سمیت سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ پھر سب نے دیکھا کہ لاہور کے چوراہے میں امریکی بلیک واٹر کے ایجنٹ نے دو پاکستانیوں کو دن دیہاڑے گولیوں سے بھون ڈالا، اس کی فلم بھی بنائی اور پورے پاکستان کے سامنے چالیس توپوں کی سلامی میں اپنے ملک روانہ کیا گیا۔ ہندوستان کے ایجنٹ جس نے کئی پاکستانیوں کو بم دھماکے میں اڑا یا تھا اس ایجنٹ کشمیر سنگھ کو بھی محفوظ طریقے سے ہندوستان بھیج دیا گیا۔ اب سوال ہمارا یہ ہے کہ اس فوج کا دعویٰ ہے کہ ہم پاکستانی عوام کی حفاظت کرتے ہیں اور پاکستان کے مفاد میں سب کچھ کرتے ہیں تو پھر کیوں آپ امریکہ سے ڈالر لینے کا حق ادا کرتے ہیں اور ریمنڈ ڈیوس کو چھوڑ دیتے ہیں؟ ہندوستان کے خونخوار درندے کو اخلاق کی بنیاد پر چھوڑ دیتے ہیں مگر پاکستانی عوام کو جیٹ اور ڈی سی توپوں کے کئی ٹن وزنی گولوں سے نشانہ بناتے ہیں تمہارا تعلق کس ملک کی فوج سے ہے؟ تمہاری ڈوریاں کس کے ہاتھ میں ہیں؟

جنرل شاہد عزیز کی کتاب ''یہ خاموشی کب تک'' اس فوج کے کالے جنگی اخلاق اور سیاہ کردار کو جاننے کے لیے بھی کافی ہے۔ اس فوج کے اکثر جرنیل، فوج سے فراغت کے بعد آپ کو پاکستان میں نظر نہیں آتے یونکہ ان کا سب کچھ کسی دوسرے ملک میں تیار ہوتا ہے۔ بیٹیاں بیچنے والوں کے جنگی اخلاق کو بیان کرنے کی کوئی بہت زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ آئی ایس پی آر کے سابق ڈی جی کی بھانجی دشمن ملک ہندوستان میں فحش تصویریں بنواتی پھرتی ہے اور جنرل باجوہ پاکستانی فوج کے بھرم کے گیت گاتا پھرتا ہے۔

اس فوج کا کردار و جنگی اخلاق اور شام میں موجود بشار الاسد رافضی کا کردار و اخلاق ایک جیسا ہی ہے۔ اس ظالم نے بھی کئی ٹن بارود کے حامل بیرل بم مظلوم شامی عوام پر برسائے اور اب تک برسا رہا ہے جب کہ دوسری طرف اس رائل انڈین آرمی نے بھی قبائل میں ایسا ہی کیا۔ بشار ظالم نے بھی امت کی کئی بیٹیوں کو زندان میں مظالم کا شکار بنایا، دوسری طرف اس رائل انڈین آرمی نے بھی ایسا ہی کیا۔ اب جب نیشنل ایکشن پلان مکمل ناکام ہو گیا تو اس رائل انڈین آرمی نے ایک ہی رات میں سو سے زیادہ قیدیوں کو جیلوں سے نکال کر شہید کر دیا۔ ایسا تو ابو جہل کے لشکر نے بھی نہ کیا ہو گا مگر یہ ابو جہل کے جاں نشین اس سے گھاؤنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جنگی قیدیوں سے ایسا سلوک بد سے بد ترین دشمن بھی نہیں کرتا! ان آقا (امریکہ) نے بھی ایسا نہیں کیا جیسا اب ظالموں نے کیا!

مگر ایک بات یاد رکھنی چاہیے جو شخص گھر سے شہادت کے لیے نکلا اسے قید سے نکال کر شہید کر دینا کون سی بہادری ہے؟ ہاں ایسے بزدلوں کے نزدیک بہت بڑی بہادری ہو سکتی ہے۔ اس رائل انڈین آرمی عرف پاکستانی فوج کا فیصلہ ہم اپنی پاکستانی قوم پر چھوڑتے ہیں آپ ہی فیصلہ کریں کہ کس نے اللہ کے دین کو نافذ کرنے کے لیے پہاڑوں اور ریگستانوں میں تنگی اور عسرت میں گزر بسر کیا اور کس نے اللہ کے دین سے غداری کرتے ہوئے تعیشات کے محل بنائے اور عیاشی کی زندگیاں بسر کیں؟ سوچیں سمجھیں اور عمل کی طرف بڑھیں!

☆☆☆☆☆

شریعت یا شہادت کی صدائیں دیتا کشمیر

سلیم اللہ ہاشمی

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں اور رضائیں ہوں امام برحق شہید عبدالرشید غازی، ان کی آل، اعوان وانصار اور ان کے راستے پر گامزن اجنبیوں کے لیے۔

آپ رحمہ اللہ نے چند نوجوانوں اور نہتی طالبات کے لشکر قلیل کے ساتھ جس طرز میں کسریٰ وقت کی صف اول (فرنٹ لائنز) سے ٹکر لی، آپ کا یہ عمل چودہ سو سال پر محیط شجاعت و عزیمت سے مزین مبارک تاریخ میں ایک حسین باب کا اضافہ تھا۔ تمام سابقہ اسلامی سالاروں کی طرح آپ نے بھی اپنے مشن کو بأحسن مکمل کیا۔ آپ نے اپنے مامور لشکر کو فتح سے ہمکنار کیا اور اس کے ساتھ ہی اپنے رب سے کیا گیا وعدہ بھی سچا کر گئے۔

آپ کی تحریک نے جہاں پاکستان کے عصری تعلیم یافتہ طبقے میں تجدید ایمان کی ایک تحریک برپا کردی تو وہیں اس طبقے کے قیمتی نوجوانوں کو امت کے مدافع محاذوں پر بھی جوک درجوک لا کھڑا کیا۔

آپ ہی کے لشکر نے جہاں امریکہ کو اس کی فرنٹ لائنز پر لڑتے پچاس ہزار پاکستانی سپاہیوں کی لاشوں کا تحفہ دیا تو وہیں آپ کے ماخوذ و مامور، محبین و متدربین، عسکری و فکری، حاضر و غائبانہ شاگرد تقریباً تمام ہی دنیا میں کفر سے دو دو ہاتھ کرتے نظر آئے۔ آپ کی شہادت کے بعد امت نے ایک مرتبہ پھر جسد واحد ہونے کا عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ آپ رحمہ اللہ کی شہادت آپ کی تعلیمات و نظریات کو پوری دنیا میں پھیلانے کا سبب بنی۔ افغانستان سے مالی، کردستان سے بنگلہ دیش اور کشمیر سے صومالیہ تک آپ ہی کے غلغلے سنائی دینے لگے۔ جامعہ حفصہ کی طالبات کی جانب سے ایک بینر پر لکھا جانے والا ''شریعت یا شہادت'' کا نعرہ رب العالمین کو اس قدر پسند آیا کہ یہ بلا تخصیص دنیا بھر کے اہل ایمان کی زبانوں پر جاری کر دیا گیا۔

یہ شہید غازی کی عظیم مادی فتح ہی تو ہے کہ آپ کو قتل کرنے والے ملاعین اور ان کی ذریت جب بے نامی و گمشدگی کی ذلت آمیز زندگی سے نکلنے کے لیے رقاصاوں اور بھانڈوں کا سہارا لینے پر مجبور ہے وہیں مغرب اسلامی سے وزیرستان تک آپ کی ''وصیت'' بطور نصاب پڑھائی جا رہی ہے۔ کم و بیش ایک صدی کی عسکری، سیاسی و جہادی اور امارتی تاریخ رکھنے والی کردستان کی جہادی جماعت ''انصار الاسلام'' کا آپ کے نام پر معسکر تعمیر کرنا اور پھر اس معسکر سے کفر پر جھپٹنے کے لیے شیروں کی فوج تیار کرنا، اور پھر صومالیہ اور مالی کی اسلامی ولایتوں سے جہادی قائدین کا اپنے فرمودات میں آپ کے مبارک اسوے کا تذکرہ کرنا... یقیناً یہی سب تو اس دنیا میں مرشد غازی رحمہ اللہ کی جیت اور فتح پر دلالت کرتا ہے۔ جبکہ آخرت کا اجر و مرتبہ تو ہے ہی اللہ کے ذمے۔ جس پر کوئی ذہن گمان تک نہیں کر سکتا۔

کشمیر کی تحریک حریت کے بارے اس مجاہد کا کہنا تھا کہ یہ شریعت کے نفاذ کی جنگ ہے نہ کہ کسی گروہ یا پاکستان کے مفاد کی جنگ۔ اس مجاہد بھائی کا کہنا تھا کہ یاد رکھو پاکستان میں اسلامی نظام نہیں ہے ہم نے وہاں بھی اسلامی نظام نافذ کرنا ہے۔ جب ہم لوگ متحد ہو جائیں گے اور اسلام کی مدد کریں گے تب ہی فتح یاب ہوں گے ہم پاکستان سے اس لیے محبت کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے نام پر بنا مگر اب وہاں اسلام نافذ نہیں ہے جس پر ہم ناخوش ہیں اور اس لیے جیسے ہم نے ہندوستان میں جا کر جہاد کرنا ہے بالکل ویسے ہی شریعت کے لیے پاکستان میں جا کر بھی جہاد کرنا ہے۔ ہم نے بندوق اسلام کے لیے اٹھائی ہے اور ہم یہاں اسلام کا نظام چاہتے ہیں قرآن کا نظام چاہتے ہیں اور آپ بھی اسی کے لیے اپنا خون دو، اپنا مال دو اور اپنی جان دو۔

اللہ نے آپ کا پیغام جانے کس کس انداز میں کہاں کہاں تک پہنچایا اس کا اندازہ فقط اس بات سے لگا لیجیے کہ راقم نے پاکستان سے کہیں دور اردو زبان سے مکمل انجان ایک آزاد علاقے میں ایک ٹھیلے پر جلی حروف میں ''شریعت یا شہادت'' لکھا ہوا دیکھا۔ یہاں کوئی بھی قاری اس غریب مسلمان کے دل میں مچلتی ایمانی کیفیات اور غازی شہید سے محبت کا اندازہ بآسانی کر سکتا۔

آپ کی قربانی جہاں قلوب ایمانی میں انقلاب کی بہار لے کر آئی وہیں اس نے قیادت و تقدیس کے دلفریب پردوں میں چھپے اندوہناک چہروں کے لیے خوف ناک طوفان کی صورت اختیار کر لی۔ آپ کی قربانی سے خفیہ اداروں کے دُم چھلوں اور اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹ تمام حسین چہروں کا غازہ پل بھر میں اتر گیا۔

تم نے اپنے لہو سے جلائیں تھیں جو
مشعلیں ان سے تاریکیاں چھٹ گئیں

پھر جب امام برحق اور ان کی سپاہ حق کی جانب سے ''شریعت یا شہادت'' کا یہ پیغام باد نسیم کی مانند وادی کشمیر میں بھی جا پہنچا تو فرزندان امت نے شرق و غرب میں پھیلے اپنے بھائیوں کی طرح اسی نعرے اور منہج کو اپنا لیا۔ پہلے شہید برحان وانی اور اب کماندار ذاکر موسیٰ حفظہ اللہ نے اس پیغام پر لبیک کہا۔ شریعت یا شہادت کا یہ مبارک منہج اپناتے ہی مجاہدین کشمیر اور عامۃ المسلمین پر ظلم واستبداد کے ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا۔ چونکہ بھائی ذاکر موسیٰ کے حالیہ بیان پر کشمیری نوجوانوں نے فوری عمل درآمد شروع کر دیا حتیٰ کہ نوجوان سوشل میڈیا پر بھی وطنیت پر مبنی گفتگو پر ایک دوسرے ٹوکتے اور خلافت و شریعت کی پرزور دعوت دیتے نظر آئے۔ جس پر مشرک ہندو فوج نے فوری رد عمل دیتے ہوئے یونی ورسٹیوں،

کالجز اور سکولوں کے طلبہ و طالبات کو خاص کر ہدف بنالیا۔ اکثر جامعات میں طلبہ کو محصور کر کے شیلنگ اور تشدد کا نشانہ بنایا، پیلٹ کے نام پر براہ راست کارتوس چلا کر نوجوانوں کو چھلنی کیا گیا، گرفتاریاں اور اس پر جان لیوا تشدد کا عذاب۔ اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کشمیری مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

جب کہ پاکستان سے عرب مجاہدین کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کرنے والوں کو بھی اب "اپنے" کشمیری مجاہدین پر شدید پیار آنے لگا ہے۔ اس تنظیم کے مجاہدین کو ایک عرصہ ان کی پاکستانی "قیادت" نے میدان جنگ میں بے سروسامان چھوڑے رکھا۔ لیکن چونکہ اب کشمیری کے باغیرت مجاہدین مرتد پاکستانی نظام سے بھی واضح بغاوت کا اعلان کر چکے ہیں تو ادنی درجے کی کارروائیوں پر بھی باقاعدہ "انعام" کا اعلان بھی کیا جارہا ہے 'سبحان اللہ'۔ جب کہ کلمے والے جھنڈے کو چھوڑ کر پاکستان کا جھنڈا اپنا لینے والی "تحریک آزادی کشمیر" نے اب تک اپنی تمام نشریات (اخبار، جرائد و سوشل میڈیا) سے کمان دان ذاکر موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی دعوتی و جہادی سرگرمیوں کا مکمل بلیک آوٹ کر رکھا ہے۔ یقیناً اس عمل سے ان کے دعووں کی حقیقت پاکستانی اور کشمیری مسلمانوں پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ یہیں کشمیروں کی اخلاقی و سفارتی حمایت کے دعوے دار مرتد نظام کے سیاہ چہرے کا تذکرہ کرنا بھی مناسب رہے گا۔

کشمیر میں پہلا ہندوستانی ہیلی کاپٹر گرانے والے عظیم مجاہد کمانڈر آصف بالآخر مرتد نظام کے جبر کا شکار ہو کر ۱۸؍ اپریل ۲۰۱۷ء کو بہاولنگر میں وفات پاگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ شہید پالا رحمہ اللہ کی قریبی ساتھیوں میں شمار کیے جاتے تھے جبکہ افغان جہاد سے وابستگی کے بعد اسلام کے دشمنوں نے آپ پر ظالمانہ قانون 'فورتھ شیڈول' لاگو کر دیا۔ آپ کو اپنے علاقے میں محصور اور تقریباً روزانہ کی کرب ناک حاضری کی تعذیب میں بھی مبتلا کیا گیا حتیٰ کے علاج کی غرض سے بھی علاقہ چھوڑنے کی اجازت نہ دی گئی اور آپ دل کا والو وبند ہونے کی وجہ سے دار فانی سے کوچ کر گئے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

جب کہ ان تمام مصائب آلام کے باوجود مرشد غازی کا قافلہ دعوت و جہاد کے پرچم تلے پوری آب و تاب سے اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا ہے۔ بحمد للہ عسکری و دعوتی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہیں ذیل میں اسی کاررواں کی ایک تازہ کارگزاری نقل کی جارہی ہے۔

۷؍ اپریل، جمعے کی شام کریم آباد گاؤں پلوامہ کے شہداقبرستان میں کم از کم ۶ مجاہدین کا قافلہ شہید مجاہد نصیر احمد پنڈت کی قبر پر حاضر ہوا۔

مجاہدین کی آمد پر اہل علاقہ کی ایک کثیر تعداد مجاہدین کی زیارت غرض سے شہداقبرستان میں اکٹھی ہوگئی۔ جس کے بعد ایک نقاب پوش کشمیری مجاہد نے ان سے پرجوش خطاب کیا۔ اس مجاہد کی گفتگو کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ ہمارے جنازوں پر پاکستان کا "غیر اسلامی" جھنڈا مت لہرایا کریں ہم ان شاءاللہ اسلام کا نفاذ کل ہندوستان اور اس کے بعد پاکستان کا رخ بھی کریں گے۔

کشمیر کی تحریک حریت کے بارے اس مجاہد کا کہنا تھا کہ یہ شریعت کے نفاذ کی جنگ ہے نہ کہ کسی گروہ یا پاکستان کے مفاد کی جنگ۔ اس مجاہد بھائی کا کہنا تھا کہ یاد رکھو پاکستان میں اسلامی نظام نہیں ہے ہم نے وہاں بھی اسلامی نظام نافذ کرنا ہے۔ جب ہم لوگ متحد ہو جائیں گے اور اسلام کی مدد کریں گے تب ہی فتح یاب ہوں گے ہم پاکستان سے اس لیے محبت کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے نام پر بنا مگر اب وہاں اسلام نافذ نہیں ہے جس پر ہم ناخوش ہیں اور اس لیے جیسے ہم نے ہندوستان میں جا کر جہاد کرنا ہے بالکل ویسے ہی شریعت کے لیے پاکستان میں جا کر بھی جہاد کرنا ہے۔ ہم نے بندوق اسلام کے لیے اٹھائی ہے اور ہم یہاں اسلام کا نظام چاہتے ہیں قرآن کا نظام چاہتے ہیں اور آپ بھی اسی کے لیے اپنا خون دو، اپنا مال دو اور اپنی جان دو۔

اس مجاہد نے مجاہدین طالبان کی انتہائی زیادہ تحسین کی اور لوگوں سے "طالبان زندہ باد" کے نعرے بھی لگوائے۔

اس کے بعد اس کا کہنا تھا کہ میں نے آپ سے طالبان کے نعرے کیوں لگوائے؟ اس لیے کہ طالبان' پاکستان میں اسلامی نظام چاہتے ہیں۔ اور اسی لیے ہم طالبان سے پیار کرتے ہیں۔

اس دلیر کشمیری مجاہد نے عامۃ المسلمین کو مخاطب کرتے ہو کہا کہ میرے جوانو ذرا دھیان سے سنو! یہ شریعت یا شہادت کے متعلق ہے۔

آپ پاکستانی پرچم کیوں لہراتے ہو جبکہ یہ شریعت کے دائرے میں نہیں آتا۔ کیا پاکستان کے جھنڈے پر کلمہ لکھا ہے؟ جس پر مجمع نے بیک وقت "نہیں" کی پکار بلند کی تو پھر اس مجاہد نے غزوہ ہند سے متعلق ایک حدیث سناتے ہوئے کہا کہ تم پھر کالا پرچم بناؤ، اس پر کلمہ لکھو اور اسی کو لہراؤ۔ مجاہد نے بطور وصیت مجمع سے کہا کہ میرے جنازے پر جس شخص نے پاکستان کا جھنڈا لہرایا وہ میرا دشمن ہو گا۔

یہاں یہ بات انتہائی زیادہ قابل غور ہے کہ کشمیری مجاہدین اپنے اور عامۃ المسلمین کے اعمال اور تزکیہ نفس پر بے حد زیادہ توجہ دینے والے ہیں۔ بھائی ذاکر موسیٰ ہی کی طرح اس مجاہد ساتھی نے بھی مجمع سے جذباتی انداز میں نماز کی پابندی اور داڑھی کا سوال کیا اور فتح کی شرط اللہ سے مضبوط تعلق کو قرار دیا۔ اس کے بعد کشمیری نوجوانوں کو ان کی مظلوم بہن نیلوفر کی یاد دلائی اور کہا کہ جوانو!! کل اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھے گا جوانی کہاں گزاری تو کیا جواب دو گے۔ کہ انٹرنیٹ پر ضائع کر دی یا لڑکیوں کا پیچھا کرتے گزاری۔

علاقے میں اپنی موجودگی پر انڈین آرمی کو کی گئی ممکنہ مخبری کی بابت اس مجاہد کا کہنا تھا کہ ابھی آرمی کو ہمارے بارے بہت سارے فون گئے ہوں گے مگر یاد رکھو! ان کی جیلوں سے کیا ہو گا؟ ہاں وہی ہو گا جو اللہ نے ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہے!!!

ان چند قیمتی نصائح کے بعد مجاہدین نے جب علاقہ چھوڑنے کا قصد کیا تو عوام الناس نے انہیں محفوظ راستہ فراہم کرتے ہوئے تکبیر اور آزادی کے واشگاف نعرے بلند کیے جس پر ایک مجاہد نے عوام کے جہادی جذبوں کو مہمیز دینے کی خاطر فضا میں کلاشن کوف سے کچھ فائر کیے جس پر محب نوجوانوں کی خوشی بھی دیدنی تھی۔

امام بر حق رحمہ اللہ کے یہ عظیم اور مبارک کشمیری شاگرد جنہوں نے غازی شہید کا علم و عمل، نعرہ و منہج سب اپنالیا۔اور بالکل انہی کی سی کسمپرسی کے باوجود چند ہزار کی تعداد میں ہوتے ہوئے ساڑھے سات لاکھ ہندوستانی فوج سے پنجہ آزما ہوگئے۔اور پھر سب نہج چھوڑ کر ''شریعت یا شہادت'' کا آزمائشوں اور صعوبتوں سے مزین راستہ بھی اپنالیا۔

کشمیر میں جاری یہی وہ مبارک جہاد ہے جس سے دوری پر شہید احسن عزیز رحمہ اللہ اپنا کرب کچھ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

اگر ہے غم، بس ایک ہے
کہ دور ہوں رہِ سرور و شوق سے!
کہ اس کتاب عشق کا
(رقم جو آج ہو رہی ہے وادیٔ جہاد میں)
جو باب میرے نام تھا
ابھی رقم نہیں ہوا
مگر اے میرے ساتھیو!
نقوشِ پا کو دیکھ کر تمہیں کہیں گماں نہ ہو
کہ فاصلہ سمٹ گیا، سفر کا شوق گھٹ گیا
قدم جو رک گئے تو کیا؟
نظر تو تھم نہیں گئی
عَلم ابھی بلند ہے
عَلم ہے جس بھی ہاتھ میں
...وہی تو میرا ہاتھ ہے
قدم ہے جو رکاب میں
میرا قدم وہی تو ہے

''شریعت یا شہادت'' کی خاطر شہید عبدالرشید غازی رحمہ اللہ کے راستے پر چلتے کشمیر و وزیرستان سے غزوہ ہند میں شامل ان بے آسرا اجنبیوں کو اپنی دعاؤں میں مت بھولیے گا اور ہاں اگر فقط دعاؤں پر اکتفا کیے رہے اور سالوں سے تھکے ہارے ان مسافروں کو آگے بڑھ کر کمک نہ دی تو ہم یقیناً ان بے آسرا سپاہیوں یا ان کے مظلوم دین کے ساتھ نہیں بلکہ خود اپنے ساتھ ہی دھوکہ کر رہے ہیں! جو کہ ہمارے ہی خسارے کا سبب بن سکتا ہے۔

اللہ ہم سے عافیت اور بخشش والا معاملہ فرمائیں، آمین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

ذرا سوچیے انداز حکمرانی پر! معتصم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کو قتل کرنا اپنی حکومت مال و دولت اور جاہ و جلال کے لٹا دینے سے بہتر سمجھا۔ آج بھی شہیدان راہ وفا اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر مرنے اور کٹنے والے شہبازوں کا درجہ اور قیمت ساری کائنات سے زیادہ ہے۔ یاد رکھو ساری کائنات، اس کی مال و متاع، اس کے اہل جان، مملکتیں اور سیاستیں اور تخت و تاج سب لٹ جائیں مگر میرے دوست ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پر کوئی ہاتھ نہ ڈالنے پائے۔

بہر حال اصل بات جو کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ اخلاص اور للہیت کے یہ پیکر اور دنیا کے ظلمت کدوں میں ایمانی شمع روشن کرنے والے سر بکف مجاہدین کا یہ وہ قافلہ تھا جس نے انسانیت کے سامنے اسلامی تعلیمات کی ابدی صداقتوں کی راہ میں رکاوٹ بننے والے خاشاک غیر اللہ کو ہٹانے کے لیے اسلام کی بلند صداقتوں کی صحیح تصویر پیش کی۔ نتیجتاً امن و آشتی اور عدل و انصاف کے حامل دین اسلام ابر رحمت بن کر پورے عالم پر چھا گیا اور اس کی برکات و ثمرات سے کائنات کا ذرہ ذرہ روشن و منور ہوا۔

آج مسلمانوں کے لٹے پٹے کارروان کو ابو عمرو بن نجید، یعقوب بن جعفر جیسے جاں باز مخلصین کی کس قدر حاجت ہے...ایک مسلم عورت کی پکار پر معتصم باللہ جیسے خلیفہ کی آج عالم اسلام کو کتنی ضرورت ہے... بوسنیا، فلسطین، لبنان، برما، کشمیر، چیچنیا اور جانے دنیا کے کتنے خطے ہیں اور روئے زمین کے نقشے پر عہد جدید کے کتنے ہی عموریہ شہر ہیں جہاں کی فضاؤں میں اسلامی تہذیب کے نشیمن کے ایک ایک تنکے پر بجلیاں گرائی جاتی ہیں۔ جہاں کی خلاؤں میں مسلمانوں کے خاکستر کو صرف اس لیے بکھیرا جاتا ہے کہ اس میں چنگاریاں پوشیدہ نہ ہوں، جہاں مسلمان ماؤں اور بہنوں کی دردناک صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ جہاں کے سناٹوں میں ان کی الم ناک صدائیں گونج رہی ہیں۔ جہاں کی وسعتوں میں عصمتوں کی چادر تار تار تیر رہی ہے۔

لیکن آہ! آج کوئی معتصم نہیں ہے، آج کوئی ابن قاسم نہیں جو نفیرِ عام کا اعلان کرے! جو ان صداؤں پر لبیک کہتے ہوئے بے چین ہو جائے، جو بیتے دنوں کو لوٹا دے اور گزری تاریخ کو دہرا دے۔

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

☆☆☆☆☆

کرزئی اور غنی کے بعد حکمت یار!

مصعب ابراہیم

حکمت یار نے افغان کٹھ پتلی حکومت کے سامنے سپر ڈال کر اور تسلیم ہو کر بالآخر خود کو ربانی، سیاف، مجددی اور احمد شاہ مسعود کی صفوں میں شامل کر لیا ہے۔ ان تمام افراد اور ان کی تنظیموں کا کردار سوویت یونین کے خلاف جہاد میں مسلّم رہا لیکن سوویت یونین کے انخلا کے بعد اقتدار کی غلام گردشوں کے اسیر ہونے کے لیے اِن میں سے ہر ایک نے افغان سرزمین کو غیور افغانی مسلمانوں کے خون سے پوری طرح رنگنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ثمراتِ جہاد کا ضیاع ایک بڑا سانحہ تھا اور اس سانحے کے ذمہ دار کعبۃ اللہ کے سائے تلے ہونے والے معاہدوں کی بھی پاس داری نبھانے کی بجائے کشت وخون کا بازار گرم کیے رکھنے پر مُصر رہے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے قندھار کے درویش ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کو منتخب فرمایا اور آپ رحمہ اللہ نے طالبانِ ذی شان کی قیادت کرتے ہوئے ان فتنہ گر وار لارڈز اور جنگی سرداروں سے افغان مسلمانوں کی جان خلاصی کروائی۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پورے افغانستان پر شریعت کی حاکمیت کو عملاً نافذ کیا۔

بعد ازاں جب امریکہ نے امارت اسلامیہ افغانستان پر صلیبی جنگ مسلط کی تو یہ تمام جنگی سردار' پکے ہوئے پھل کی طرح امریکی جھولی میں جا گرے اور امارت اسلامیہ کے خلاف امریکہ کو ہر طرح کا تعاون پیش کیا۔ ایسے میں صرف حکمت یار نے ہی صلیبی افواج کی مزاحمت کا راستہ اختیار کیا۔ اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے جس کا انکار کوئی بھی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ حکمت یار کی امریکہ کے خلاف مزاحمت اپنی جگہ لیکن امریکی سرکردگی میں قائم افغان کٹھ پتلی انتظامیہ کے ڈھانچے میں روزِ اول سے بنیادی کردار حکمت یار کی بچی کھچی 'حزب اسلامی' نے ہی ادا کیا اور افغانستان کے ۳۴ صوبوں میں سے اکثر کے سرکاری گورنر اسی جماعت سے تعلق رکھنے والے تھے۔ گویا حکمت یار نے شروع دن سے علامتی مزاحمت کے ساتھ ساتھ اقتدار کی کنجیوں پر بھی نظر رکھی اور انہیں حاصل کرنے کے موقع کی تاک لگائے رکھی!

اب جب کہ صلیبی امریکہ اور اُس کے افغان غلام' سولہ سال تک طالبان مجاہدین کے خلاف ہر طرح کی عسکری اور فوجی طاقت و قوت آزمانے کے بعد بے حال ونڈھال ہو چکے ہیں اور مکر، فریب اور چالبازیوں کے تمام حربے آزمانے کے باوجود کسی قسم کی کامیابی حاصل نہیں کر پائے تو ایسے میں حکمت یار نے اپنی علامتی مزاحمت کو بھی ترک کر کے کابل انتظامیہ کی بانہوں میں باہیں ڈال لی ہیں!

جس طرح ربانی، سیاف اور مسعود وغیرھم' دنیا و آخرت کے خسران کا شکار ہوئے، اُسی طرح حکمت یار نے بھی ڈھلوان کا وہی سفر اختیار کیا جو بالآخر اپنے مسافر کو ذلت کی کھائیوں میں پھسلنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ حکمت یار کی افغان حکومت (اصلاً صلیبی امریکہ) سے ڈیل راتوں رات نہیں ہوگئی بلکہ ایک عرصہ سے یہ کوششیں جاری تھیں۔

نوائے افغان جہاد کے پرانے قارئین کو یاد ہوگا کہ ۲۰۰۹ء میں جب کرزئی حکومت کی جانب سے حکمت یار کے ساتھ معاملات طے کرنے کی تگ ودو ہو رہی تھی (اُس وقت بوجہ یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی) تب ہمارے شہید قائد اور بانی مدیر' رب نواز فاروقی رحمہ اللہ (حافظ طیب نواز بھائیؒ) نے دسمبر ۲۰۰۹ء کے شمارے میں اپنے ایک مضمون ''القاعدہ... افغانستان میں نئے کرزئی کے متلاشی کا اصل ہدف'' میں حکمت یار کے عزائم اور امریکی مہرے کے طور پر استعمال ہونے کو بیان کر دیا تھا۔ اُس وقت بعض حلقوں کی جانب سے اس پر لے دے بھی ہوئی لیکن اتقوا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله کے مصداق' ایمانی بصیرت کی حامل آنکھ نے سات سال قبل وہ منظر دیکھ لیا تھا، جو آج دنیا کے سامنے ہے!

حکمت یار کا امریکی طاغوت کے سامنے سرنڈر کرنا اُس کی ذات کی حد تک ایک المیہ ہی ہے! کیونکہ اس کے نتیجے میں سوائے خواری اور ذلت کے کچھ بھی حاصل حصول نہ ہوگا۔ یہ نوے کی دہائی نہیں ہے کہ ''افغانستان کی سب سے مقبول پارٹی'' کے زعم میں مبتلا رہا جائے۔ بیتے ماہ و سال میں پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی گزر چکا ہے! ''عوامی مقبولیت'' دریا بُرد ہو چکی ہے اور سابقہ طاقت و قوت کے نشان بھی ڈھونڈے سے ملنا مشکل ہیں! ایسے میں یہ اقدام سوائے اپنی عاقبت خراب کرنے کے اور کسی کام نہیں آئے گا۔

افغان کٹھ پتلی انتظامیہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کو جتنے بھی دلکش الفاظ میں بیان کیا جائے اور اس بزدلی و کم ہمتی پر فلسفوں اور خوش نما عبارتوں کے جتنے بھی ''رنگ روغن'' چڑھائے جائیں، بہر حال یہ پسپائی صرف اور صرف لذت دنیا کے حصول، دنیا کی زیب و زینت کی تمناؤں، سیم و زر کی چاہتوں، ''ریڈ کارپٹڈ ویلکم'' اور پروٹوکول کی ہوس پوری کرنے کے لیے ہی ہے! اسی لیے حکمت یار کے اعزاز میں افغان صدارتی محل میں ہونے والی تقریب میں عبداللہ عبداللہ اور اشرف غنی نے مجاہدین کو بھی دنیاوی سج دھج ہی کا لالچ دی اور کہا کہ اگر طالبان بھی ''امن عمل'' میں شامل ہو جائیں تو ایسی ہی استقبالی تقریبات اُن کے اعزاز میں ہوں گی...

سبحان اللہ! مجاہدین تو جنت میں رب کی خوشنودی کے سائے تلے استقبال کے لیے اپنی رگوں میں موجود خون کا ایک ایک قطرہ راہِ خدا میں قربان کرنے واسطے میدانِ قتال میں موجود ہیں! اُن کے دلوں کو یہ دنیا کا رنگ روپ، دنیاوی روشنیاں رنگینیاں بھلا کیونکر لُبھا سکتی ہیں! وہ تو سوکھی روٹی قہوے میں ڈبو کر کھاتے، اس پر رب کا شکر ادا کرتے، غاروں اور پہاڑوں میں سردی سے ٹھٹھرتے راتیں بِتاتے، بوسیدہ کپڑوں اور ٹوٹے جوتوں کے ساتھ جنتوں کے سفر طے کر رہے ہیں! اس کٹھن لیکن ایمان وایقان سے بھری راہ کو چھوڑ کر دنیا کی لطف ولذت کا سودا کرنے والے احمق کیا جانیں کہ ان اللہ والوں کے دلوں میں ایمان کی کیسی پُر لطف بہاریں قائم ودائم ہیں، اور بلاشبہ تعریف تو تمام کی تمام اللہ رب العالمین ہی کو

سزاوار ہے! بس مختصر یہ کہ کچھ نے دنیاوی مفادات کے عوض عمر بھی کی پونجی کفر کی جھولی میں ڈال دی اور کچھ دیوانوں نے اپنے مالک کی رضا پانے کے لیے اُس راستے کو مضبوطی سے تھامے رکھا کہ جس راستے پر استقامت سے چلنا ہی نظام کفر کو ابدی نیند سلانے کا سبب بنے گا، ان شاء اللہ!

امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف آئے روز یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا اور تجزیوں تبصروں کی بھرمار ہوتی ہے کہ طالبان نے مذاکرات کی میز سجانے کی تیاری کرلی۔ کبھی چار ملکی، کبھی پانچ ملکی مذاکراتی عمل کا عندیہ دیا جاتا ہے۔ اسلام آباد، بیجنگ، ماسکو، دوحہ، میونخ، برسلز، اور اوسلو کانفرنسوں میں طالبان کے نمائندوں کی شرکت کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ عوام کو گمراہ کرنے اور امارت اسلامیہ کے جہاد و ساکھ کو نقصان پہنچانے کے لیے خفیہ ایجنسیوں کی ہدایات پر رپورٹوں کے پیٹ بھر کر اُنہیں عام کیا جاتا ہے۔ آخر کار طالبان کے ترجمان کی طرف سے مذاکراتی ڈرامہ سے لاتعلقی کے ایک بیان کے بعد مذاکراتی میز اُلٹ جاتی ہے اور امریکہ کی چاپلوسی کرنے والے منہ تکتے رہ جاتے ہیں!

جب کہ یہاں حکمت یار کی پسپائی کو مسجع و مرقع انداز میں پیش کیا جارہا ہے اور افغان مسئلے کے حل میں ''عظیم پیش رفت'' قرار دیا جارہا ہے۔ اس پیش رفت میں پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں اور ایک سیاسی مذہبی جماعت کا بنیادی کردار ہے۔ پاکستانی فوج کے سابق سربراہ راحیل نے امریکہ کو یقین دلایا تھا کہ وہ امارت اسلامیہ کو امریکہ دے مفاہمت پر مجبور کر دے گا اور امارت کی قیادت کو مذاکرات کی میز پر لے آئے گا۔ لیکن پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کی تمام تر کوششوں، ڈراؤ دھمکاؤ اور مکر وفریب کے باوجود امارت اسلامیہ کی قیادت نے اِنہیں گھاس نہیں ڈالی تو راحیل شریر کو آقائے امریکہ کے سامنے سُبکی کا سامنا کرنا پڑا اور اپنا سب کچھ صلیبیوں پر نچھاور کرنے کے باوجود بھی امریکہ کے ''ڈومور'' احکامات کا سامنا کرنا پڑا۔

ایسے میں سال بھر پہلے پاکستانی فوج کے سربراہ راحیل شریر نے مذکورہ سیاسی مذہبی کی مرکزی قیادت سے ملاقات میں اُنہیں حکمت یار کو ''افغان مین اسٹریم'' میں لانے کا منصوبہ سے متعلق آگاہ کیا اور اُنہیں اس راحیلی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا ٹاسک دیا۔ اسی کے بعد مذکورہ جماعت کے رہ نماؤں نے حکمت یار کے مہرے کو استعمال کرنے کے لیے اپنی جماعت کے خیبر پختونخواہ سے تعلق رکھنے والے اہم رہ نما کو اس 'مشن' کے لیے وقف کردیا۔ حکمت یار سے 'ڈیل' فائنل ہونے کے دوران میں پاکستان میں افغان کٹھ پتلی حکومت کا سفیر عمر زخیل وال مذکورہ جماعت کے ذمہ داران سے مسلسل رابطے میں رہا، اس کے ہیڈ کوارٹر کے دورے کرتا رہا اور معاملات کو حتمی طور پر طے کرنے کے سارے مراحل اسی ذریعہ سے انجام پائے۔ اس جماعت نے اپنے ''امور خارجہ'' کے شعبہ میں (آئی ایس آئی طرز پر) ''افغان ڈیسک'' قائم کیا۔ یوں صلیبی امریکیوں کی سہولت کاری کے لیے پاکستانی فوج، خفیہ ایجنسیاں اور مذہبی سیاسی جماعت ایک ہی لڑی میں پروئے نظر آئے۔

گروہی و جماعتی تعصب بھی کیسی ایمان کُش اور زہریلی بنیادیں فراہم کرتا ہے کہ اپنا گروہ' جس نے اپنے ''ہیبت وشوکت'' کے دور میں کابل سمیت پورے افغانستان میں باہمی لڑائیوں اور فسادات میں مسلمانوں کا بے دریغ خون بہایا' اُسے امریکی چاکری میں پیش کرنے کے لیے صلیبی ہراول دستے پاکستانی فوج کے ساتھ دل وجان سے مل کر امریکی منصوبے کی تکمیل کی جارہی ہے۔ یاد رہے کہ ''حکمت یار منصوبہ'' کا بنیادی نکتہ 'افغانستان بھر میں ''جمہوریت کی بقا اور مضبوطی'' ہی ہے! حکمت یار نے ''منظر عام'' پر آنے کے بعد کہا:

''بزورِ طاقت افغانستان پر نہ تو طالبان حکومت کر سکتے ہیں، نہ حزب اسلامی اور نہ کوئی گروپ اور نہ ہی غیر ملکی طاقت۔ اس لیے سیاسی جدوجہد کا راستہ اختیار کرنا پڑے گا''۔

ذرا دیکھئے! کہ یہ وہی ''بیانیہ'' نہیں ہے جو یہاں پاکستان کے سرکاری و درباری علما شدومد سے بیان کرتے ہیں کہ ''جہاد والا نہیں جمہوریت والا اسلام چاہتے ہیں، جنگوں اور بندوقوں کے زور پر ملکوں کو فتح کرنے کا زمانہ گزر گیا، اب جمہوریت اور ووٹ سے آنے کا دور ہے''۔ الفاظ مختلف ہیں لیکن مدعا اور پیغام ایک ہی ہے! اللہ کے دشمنوں نے ہمیں اپنی اپنی سرحدوں میں تو مقید کردیا لیکن ہر ایک کے لیے اُن کا منصوبہ اور لائحہ عمل یکساں ہے! اور وہ لائحہ عمل ہے ''جمہوریت کا نفاذ اور مضبوطی''! اپنے اپنے خطوں میں اٹھنے والی جہادی تحریکوں کی مخالفت اور طواغیت کے مقابلے میں صلح جوئی، امن پسندی اور پرامن سیاسی جدوجہد کے منصوبوں پر ہر ملک اور خطے میں عمل ہورہا ہے!

شریعت اور دین کے مقابلے میں اس مفسد وملعون جمہوری نظام کے لیے امریکی قدموں میں بیٹھنے والے ان عناصر کو یاد رکھنا چاہیے کہ امارتِ اسلامیہ افغانستان نے چھ سال کی مختصر مدت میں اُن تمام فسادات اور شر کا خاتمہ کیا تھا جن کا بیج اس جماعت کے ممدوح حکمت یار نے اپنے حریفوں کے ساتھ مل کر افغانستان بھر میں بویا تھا۔ اسی طرح گزشتہ سولہ سال میں امارت اسلامیہ نے صلیبی افواج کے خلاف جہاد وقتال، ہجرت وشہادت، صبر واستقامت اور قربانی و جاں نثاری کی جو مثالیں رقم کی ہیں، اُنہی کی بنا پر افغانستان بھر کے غیور مسلمان 'امارتِ اسلامیہ کی پشت پر کھڑے ہیں ...اور امریکہ شیطان جس روپ اور شکل میں بھی آئے گا، افغان عوام اُس کے کریہہ اور ظالمانہ چہرے کو خوب پہچانتے ہیں اور کسی بھی طرح اُسے اور اُس کے سامنے دوزانو بیٹھ کر امن کی بھیک مانگنے والوں کو مجاہدینِ اسلام کے مقابلے میں ذرہ بھر بھی ترجیح نہیں دیں گے۔ اور ہمیں اللہ پاک کے وعدوں پر یقین ہیں کہ امریکہ، افغان کٹھ پتلی انتظامیہ، ان کے سامنے تسلیم ہونے والے اور ان کے سرنڈر میں ''سہولت کاری'' انجام دینے والے' باذن اللہ بہت جلد امارت اسلامیہ کے سامنے تسلیم ہوں گے!

☆☆☆☆☆

داعش کی افزائش کے امریکی حربے اور بلخ کی تباہ کن فدائی عملیہ

عبید الرحمن زبیر

امریکہ اور اُس کے غلاموں کی طرف سے افغانستان میں اپنی بے کسی و بے بسی کو چھپانے کے لیے ''ڈرامائی تبدیلیوں'' کا سہارا لیا جارہا ہے، جن کے ذریعے چند مخصوص طبقات اور خیالی دنیا کے باسیوں کو دھوکہ دینا تو ممکن ہے لیکن اپنی ساکھ کو سنبھالنا اور برقرار رکھنا قطعی محال ہے۔ عامۃ الناس پر بے پناہ مظالم، بے دریغ بم باریوں، حکمت یار کارڈ اور داعش کا ہوّا کھڑا کرنے کے باوجود امریکہ اور اُس کے حواری مجاہدین کی راہ کو کسی صورت کھوٹا نہ کر پائیں گے اور گزشتہ سولہ سالہ جنگ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مجاہدین نے قربانی، استقامت اور استشہاد و جہادِ مسلسل کی بدولت فتح و تمکین حاصل کررہے ہیں' اُسے کسی طور بھی روکنا اور دبانا دشمنانِ دین کے لیے ناممکن ہے۔

بموں کی ماں:

۱۳ اپریل کو ننگرہار کے ضلع اچین میں امریکہ نے ''بموں کی ماں'' سے بم باری کی۔ اس کارروائی کو ذرائع ابلاغ میں داعش کے خلاف 'بڑی کارروائی' کے طور پر پیش کیا گیا۔ لیکن ''بموں کی ماں'' داعش کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکی (اس کی تصدیق داعش نے بھی کی، کہ اُس کا کوئی جنگ جو اس امریکی بم باری میں نہیں مارا گیا) البتہ ننگرہار کے عام مسلمان بڑی تعداد میں گیارہ ٹن وزنی ''سب سے بڑے غیر ایٹمی بم حملے'' کا شکار ہوئے۔

داعش کی فتنہ پروری:

اصلاً تو یہ کارروائی عام مسلمانوں کے خلاف تھی اور اس سے بھی زیادہ یہ مقصد پیش نظر تھا کہ امارت اسلامیہ جو روز بروز قوت حاصل کرتی جارہی ہے' اُسے پیغام دیا جائے کہ امریکہ کے پاس کیسے کیسے ہلاکت خیز اسلحے کے انبار موجود ہیں۔ اس سے دو فائدے حاصل کرنا مقصود تھا:

- اول تو یہ کہ داعش کو اس قابل کیا جائے کہ وہ شام و عراق کی طرح یہاں بھی مسلمانوں سے اپنے لیے ہمدردیاں سمیٹے اور انہی ہمدردیوں کی بنیاد پر جہادی صفوف میں ویسی ہی رخنہ اندازی، انتشار اور غدر کی کیفیات پیدا کرے جیسی عراق اور شام میں کی جاچکی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ داعش کے نادانوں کی صورت میں دشمنوں کو وہ 'سہولت کار' میسر آگئے ہیں جو جانے انجانے میں دشمن ہی کی باز و مضبوط کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔ اسی لیے ہر محاذ پر امریکہ کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ داعش کو دیگر مجاہدین سے دست و گریباں کروا کر مجاہدین کی قوت کو ہر ممکن حد تک کمزور و مضمحل کردیا جائے۔ شام اور عراق کے تجربات و مشاہدات کو بغور دیکھتے ہوئے روزِ اول سے ہی امارت اسلامیہ افغانستان' داعش کے فتنہ گروں کی طرف سے پوری طرح ہوشیار و خبردار رہی۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان میں ان غلاۃ کو کھُل کھیلنے کا موقع کم ہی ملا اور امارت اسلامیہ کی جہادی صفیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی رہیں، اس صورت حال میں ''بموں کی ماں'' کو آزمایا گیا کہ اسی بہانے داعش کو ہمدردیاں سمیٹنے اور پروپیگنڈہ کرنے کا موقع ملے۔ لیکن اس کا اصل نشانہ اور ہدف داعش تھی ہی نہیں، اس لیے اُسے میدان میں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا (جس کی تصدیق داعش کے رسمی ذرائع نے بھی کی)۔ یہ بھی عام مسلمانوں کے قتلِ عام کی ہی ایک بھیانک اور سفاکانہ کارروائی تھی۔

داعش کو امارت اسلامیہ کی صفوں میں رخنہ ڈالنے کا جو ٹاسک دیا گیا تھا، وہ تو الحمد للہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا، البتہ اب یہ غلاۃ اور خوارج نے چھُپ کر وار کرنے کا کردار نبھا رہے ہیں۔ ۳۰ اپریل کو امارت اسلامیہ کے اہم کمانڈر مولوی محمد داؤد تقبلہ اللہ، ان کے بھائی مولوی محمد شریف تقبلہ اللہ اور مجاہد عالم دین محمد رحیم خاکسار تقبلہ اللہ کو پشاور میں شہید کردیا۔ یہ تینوں مجاہدین 'صوبہ لوگر میں امریکی صلیبی اور افغان کٹھ پتلی افواج کو نہایت مطلوب تھے۔ امریکی سپیشل فورسز کئی چھاپہ مار کارروائیوں اور سرچ آپریشنز کے باوجود ان تک رسائی حاصل نہ کر پائیں۔ داعش نے امریکی راہ میں مزاحم ان مجاہدین کو شہید کرکے کس کی خدمت کی ہے، یہ ہر ذی شعور جان سکتا ہے۔ افغانستان میں امارت اسلامی کے خلاف امریکہ داعش گٹھ جوڑ کی ایک تازہ مثال اُس وقت سامنے آئی جب ۲۹ اپریل کو امریکی سپیشل فورسز نے ننگرہار کے ضلع چپرہار میں رات گئے چھاپے مارے جس کی وجہ سے مجاہدین کو کچھ جگہوں سے پیچھے ہٹنا پڑا، اور اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خوارج نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا، جس کے بعد امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے خوارج کے خلاف ملا تورحفظہ اللہ کی قیادت میں جوابی حملوں کا آغاز کردیا جس میں خوارج سے سارے علاقے واپس لیے گئے۔

- دوسرا مقصد امارتِ اسلامیہ کو بارود کی ''اندھی طاقت'' سے مرعوب کرنا تھا لیکن امریکی ایسے غبی ہیں کہ ڈیڑھ عشرے سے زائد جاری صلیبی جنگ میں استعمال کیے گئے ہمہ قسم اسلحے اور آہن و بارود کی ''کارپٹ بارش'' کو بھول جاتے ہیں۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے تورہ بورہ بھی دیکھا ہے اور قلعہ جنگی بھی! شاہی کوٹ کے پہاڑوں کو دہلاتی بم باریاں بھی سہی ہیں اور ڈیزی کٹر، ٹام ہاک کروز میزائل اور نیپام بموں کی برسات کو بھی بھگتایا ہے! سولہ سالوں میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین اور اُن کے انصار و اعوان نے صلیبی اسلحہ کا ہر قسم کا وار سہا ہے اور صلیبی آتش و آہن کی بارشوں میں صبر، استقامت و استقلال سے ڈٹے رہے ہیں! اللہ کی نصرت کے مظاہر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد یہ مجاہدین اس قابل ہوئے کہ آج فتوحات کے دروازے کھلے ہیں، اس لیے امریکہ چاہے بموں کی ماں استعمال کرے یا بموں کا باپ! مجاہدین کو خوف زدہ کرنا اور اُن کی راہوں کو کھوٹا کرنا' ائمۃ الصلیب کے بس میں نہیں، باذن اللہ!

صلیبی غلاموں کی ہلاکتیں:

افغانستان میں صلیبیوں اور اُن کے نوکروں کو مجاہدین کے ہاتھوں کس قدر مار پڑ چکی ہے، اس کا اندازہ طرفین کی جانب سے جاری کیے گئے حالیہ اعداد و شمار سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

۲۱ اپریل کو امارت اسلامیہ کے ذرائع نے بیان جاری کیا کہ گزشتہ ۱۰ سالہ جنگ میں ۴۸ ہزار صلیبی فوجی جب کہ ایک لاکھ ۵۵ ہزار افغان کٹھ پتلی فوجی موت کے گھاٹ اتار دیے گئے، جب کہ ۹۷ ہزار زخمی اس کے علاوہ ہیں۔

۲۷ اپریل کو ہلمند پولیس چیف آغا نور کنتوز نے کہ ۱۵ سالہ جنگ میں صرف ہلمند پولیس کے ۱۸ ہزار سے زائد پولیس اہل کار' طالبان کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔

۲ مئی کو اقوام متحدہ کے نمائندے نے کہا کہ صرف گزشتہ دو ماہ میں طالبان کے حملوں کے نتیجے میں ۸۰۰ سے زائد افغان فوجی ہلاک ہوئے ہیں۔

مزار شریف فوجی مرکز پر حملہ:

امارت اسلامیہ افغانستان نے حسب روایت امسال بھی موسم بہار کے آغاز ساتھ ہی ۲۸ اپریل ۲۰۱۷ء کو نئے عسکری آپریشن ''منصوری'' کا اعلان کیا۔ لیکن اس سے قبل ''عمری آپریشن'' کا اختتام بھی یوں ہوا کہ بلخ میں افغان فوجی مرکز پر دس مجاہدین کی فدائی عملیہ نے اہلِ ایمان کے دلوں کو ٹھنڈک وراحت سے بھر دیا اور پینٹا گون میں بیٹھے صیہونی بھی چیخ پڑے کہ ''سولہ سالہ جنگ میں طالبان کا سب سے کاری وار ہے''۔ اسی پر بس نہیں بلکہ عمری آپریشن کے اختتامی مراحل کو امارت اسلامیہ کے خوست کے مجاہدین نے بھی خوب یادگار اور دل نشین بنا دیا جب امریکی فوجی اڈے پر تعارض میں درجنوں امریکی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ۲۱ اپریل کو صوبہ بلخ کے صدر مقام مزار شریف میں واقع شاہین کور بیس پر امارت اسلامیہ کے ۱۰ مجاہدین نے فدائی حملہ کیا۔ مجاہدین نے اس حملے کو قندوز اور بغلان کے شہید گورنروں ملا عبدالسلام اخند اور مولوی لعل محمد لعل کی شہادت کا بدلہ قرار دیا۔ امارت اسلامیہ کے ذرائع نے اس منظم، مربوط اور دلیرانہ کارروائی کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ

> ''اس فوجی مرکز میں ۳۰ ہزار کٹھ پتلی فوجی اہل کار تعینات تھے، جن کے خلاف ۱۰ فدائی مجاہدین نے ۸ گھنٹے تک بھرپور کارروائی جاری رکھی۔ اس حملے میں ۵۰۰ امریکی تربیت یافتہ کمانڈوز اور دیگر مختلف سطح کے فوجیوں کو اسلام اور وطن فروشی کے جرم کے سنگین انجام سے دوچار کیا۔
>
> شاہین کور بیس امریکیوں کا وہ خوں خوار، قاتل اور وحشی اڈہ تھا، جو شمالی صوبوں کے ہزاروں معصوم افغانوں اور مجاہدین کے قتل عام میں ملوث تھا۔ گزشتہ ۲ سال کے دوران میں مظلوم مسلمانوں کے گھروں پر جتنے بھی چھاپے مارے گئے تھے، بوڑھوں اور خواتین پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے گئے تھے، ان میں ان امریکی تربیت یافتہ اجرتی قاتلوں کا اہم اور نمایاں کردار تھا۔ بلخ کے اس فوجی ہیڈ کوارٹر کے ظالم اور قاتل اہل کاروں نے بلخ کے علاوہ قندوز، تخار اور بغلان میں بھی امریکی فوجیوں کے تعاون سے ہر آپریشن میں حصہ لیا ہے۔ انہوں نے ہزاروں مظلوم افغانوں کے قتل عام اور ان پر بہیمانہ تشدد کے علاوہ نہتے افغان شہریوں کے دیہات اور سیکڑوں گھروں کو مسمار کیا تھا۔ مساجد کو شہید اور مدارس کو منہدم کیا تھا۔ اسی طرح قابل اعتماد معلومات کے مطابق قندوز اور بغلان کے گورنروں شہید ملا عبدالسلام اور شہید مولوی لعل محمد سمیت دیگر مجاہدین کو نشانہ بنانے میں شاہین بیس کے اہل کار ملوث تھے۔ یہ تمام ایسے جرائم ہیں، جو ہرگز قابل معافی نہیں ہیں''۔

مزار شریف میں کی جانے والی اس تاریخی کارروائی نے افغان کٹھ پتلی حکومت اور امریکی کفار کو بُری طرح سراسیمہ کر دیا ہے۔ افغان وزیر دفاع جنرل عبیداللہ حبیبی اور آرمی چیف قدم شاہ فہیم نے استعفیٰ دے دیا۔

نظام پاکستان کی پتلی حالت:

نظام پاکستان بھی اس ''نازک موقع'' پر افغان کٹھ پتلی انتظامیہ کے زخم سہلانے کو تیار نظر آیا۔ نواز شریف نے ۲۳ اپریل کو مزار شریف حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ''دہشت گردی کے وحشیانہ اور بدترین واقعہ پر افسوس ہے، دہشت گردی کے خلاف جنگ کے لیے پرعزم ہیں، دہشت گردی مشترکہ دشمن اور خطے کے امن کے لیے خطرہ ہے''۔ پاکستانی آرمی چیف نے ۲۳ اپریل ہی کو کہا کہ ''افغان فوج کے ساتھ کھڑے ہیں، دہشت گرد ہمارے مشترکہ دشمن ہیں، ہم انہیں شکست دیں گے''۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ۲۷ اپریل کو چیف آف جنرل سٹاف بلال اکبر فوجی افسران کے وفد کے ہمراہ افغان فوج کے آنسو پونچھنے اور دلاسہ دینے واسطے غیر اعلانیہ دورے پر کابل پہنچا۔ اس موقع پر افغان آرمی چیف کے ساتھ ملاقات میں اُس نے کہا کہ ''دہشت گرد دونوں ممالک کے مشترکہ دشمن ہیں جنہیں شکست دی جائے گی''۔ جب کہ مزار شریف حملہ میں زخمی افغان فوجیوں کے پاکستانی فوجی ہسپتالوں میں مفت علاج کی پیش کش بھی کی گئی۔ اس منظرنامے سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ امریکی آقاؤں کا ''ڈومور'' کا حکم وزیرستان تک محدود نہیں رہا بلکہ اب پاکستانی فوج' امارت اسلامیہ کے ''دہشت گردوں'' کے خلاف بھی باقاعدہ مورچہ زن ہونے کو ہے!

مزید امریکی فوجیوں کو افغان مرگھٹ میں اتارنے کا فیصلہ:

مزار شریف فدائی حملے اور ''منصوری آپریشن'' کے آغاز پر تازہ دم مجاہدین کے افغانستان کے طول و عرض میں منظم و مربوط حملوں کے نتیجے میں افغان کٹھ پتلی فوج کے پاؤں اکھڑ رہے ہیں، ''منصوری آپریشن'' کے ابتدائی دس دنوں میں مجاہدین نے تین اضلاع، غورماچ، اشکاشم اور قلعہ زال فتح کر لیے۔

(بقیہ صفحہ ۸۸ پر)

افغان باقی، کہسار باقی

بہاری منصوری آپریشن کے آغاز کے حوالے سے امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قال الله تبارك و تعالیٰ : إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ٥ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (الصافات: ۱۷۱،۱۷۲)

''وہی مظفر و منصور ہوں گے۔ اور ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا''۔

جہاد کے گزشتہ پندرہ برسوں کے دوران اگرچہ غاصب کافروں کو بھاری نقصانات کا سامنا ہوا اور کافی اتحادی ہمارے ملک سے اپنی افواج نکلوانے پر مجبور ہوئے۔ لیکن امریکی قیادت میں اب بھی بعض غاصب ممالک اپنی ظالمانہ جارحیت کو جاری رکھتی ہے، جنگ پر اصرار کرتی ہے، اپنی غاصب فوجوں کی تعداد میں اضافہ کرتی ہے، وزنی بم برساتی ہے اور مختلف فوجی حکمت عملی کی نقاشی کی کوشش کرتی ہے، تاکہ ہماری مؤمن اور خود مختار عوام کو ہمیشہ کے لیے محکوم اور جارحیت کی ہتھکڑیوں میں الجھے رکھیں، امارت اسلامیہ اور مجاہد عوام پر عزم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ملک میں موسم اور موسمی حالات سازگار ہونے سے ایک بار پھر بیرونی غاصبوں اور ان کے ملکی کٹھ پتلی حامیوں کے خلاف منصوری جہادی آپریشن کا اعلان کرتی ہے۔

یہ کہ شہید امیرالمؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی زیر قیادت مجاہدین نے عظیم فتوحات حاصل کیں۔ اغواکار اور کرپٹ عناصر نیست و نابود، بہت سارے برائیوں کا سد باب ہوا۔ سیاسی اور سماجی مد میں قابل قدر پیش رفت ہوئی، متعدد غاصب ممالک کی فوجیں جہاد کے ذریعے شکست اور فرار ہونے پر مجبور ہو کر بہت سے قابل فخر کارنامے سرانجام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ شہید امیرالمؤمنین کے مبارک نام کے برکت ونیک شگون سے منصوری آپریشن کے دوران وطن عزیز، کافروں اور ان کے باقیات، اغواکاروں، باغیوں اور کرپٹ عناصر کی موجودگی اور شر سے نجات پائے گا۔

یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور افغان مجاہد عوام کی بے دریغ قربانیوں کی برکت سے غاصب دشمن فوجی میدان میں شکست سے روبرو ہوا ہے اور دشمن ہی کے اعتراف کے مطابق ملک کے نصف سے زیادہ رقبے پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔

لہٰذا جارحیت کے دیگر سالوں کی نسبت امسالہ منصوری آپریشن کی نوعیت اور حکمت عملی کی تبدیلی سے سول اور فوجی دو شعبوں میں ایک ہی وقت میں اعلان اور عملی ہوگا۔

(۱) سول شعبے میں:

الف: ملک کے جو علاقے دشمن کی موجودگی سے پاک اور وہاں مجاہدین حاکم ہیں۔ امارت اسلامیہ کے پاس موجودہ امکانات کے مطابق سویلین سرگرمیوں میں اضافہ ہوگا اور بھرپور کوششوں سے عوامی فلاح و بہبود کے مختلف شعبوں میں کارروائی شروع کی جائے گی۔

ب: جن اضلاع اور علاقوں سے دشمن کا صفایا کیا جاچکا ہے، وہاں نظام کے قیام کی تمام انتظامی امور کی بحالی اور سویلین کی سیکورٹی اور قانونی مسائل کے حل و فصل کے لیے انتظامی ڈھانچے کو منظم طور پر آمادہ کردی جائے گی۔

ج: ہر ضلع کی سرکاری تشکیل کے علاوہ وہاں دعوت و ارشاد کمیشن کے خصوصی شعبے کا اہتمام کیا جائے گا اور دشمن کی صفوف میں ورغلائے جانے والے ہموطنوں کو مذکورہ شعبے کے علمی اور باتجربہ اشخاص اپنی عوام اور مجاہدین سے ملانے کی جدوجہد کی جائے گی۔

(۲) فوجی شعبے میں:

الف: جن علاقوں سے دشمن کا مکمل صفایا نہیں ہوا ہے، وہاں دشمن کو کچلنے، قتل، گرفتار اور علاقے سے مار بھگانے کی فوجی طرز عملی کی جائے گی۔

ب: منصوری آپریشن کا بنیادی مقصد بیرونی غاصب، ان کی فوجی و انٹیلی جنس محکموں اور موبائل مراکز اور ان کے ملکی حامیوں کو ختم کرنے پر مشتمل ہوگا۔

ج: مذکورہ آپریشن دشمن کے اہداف پر جارحانہ حملوں کے ساتھ ساتھ گوریلے حملے کی جنگ کی حکمت عملی کی رو سے وسیع پیمانے پر شہیدی اور ٹارگٹ کلنگ حملے، رابط مجاہدین کے حملے اور بم دھماکے انجام دینے سے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے اس مشن کو آگے بڑھایا جائے گا۔

د: منصوری آپریشن میں مجاہدین پابند ہے، کہ کارروائی کے علاقے میں حتی الامکان ایسے مقامات اور ترتیب کا انتخاب کیا کریں، جہاں آپریشن کے دوران عام شہریوں کی جان ومال کی حفاظت کی جانب سنجیدہ توجہ رکھی جاچکی ہو۔

نیز آپریشن کے دوران تازہ ترین مفتوحہ علاقوں میں قومی اثاثہ جات اور نجی ملکیت کی تحفظ اور انتظامی شعبوں کی بحالی پر خاص توجہ دی جائے گی اور دشمن کے ہلاک اور زخمی ہونے والے جنگی افراد کے ساتھ اسلامی اور انسانی سلوک کرتے ہوئے ان کا تحفظ اور انسانی حقوق کی رعایت کا خاص خیال رکھا جائے گا۔

جس طرح ۰۸/ثور کا دن سوویت یونین اور کمیونزم کے خلاف ہمارے گزشتہ مقدس جہاد کی کامیابی اور عظیم فخر کا دن ہے، تو منصوری آپریشن بھی ان شاءاللہ ۰۸/ثور ۱۳۹۶ھش/یکم شعبان المعظم ۱۴۳۸ھق بمطابق ۲۸/ اپریل ۲۰۱۷ء کو ملک بھر میں مقامی وقت کے مطابق صبح پانچ بجے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے سے استعمار اور اس کے حامیوں کی فوجی تنصیبات پر ایک ہی وقت میں شروع ہوگا۔

(بقیہ صفحہ ۸۳پر)

افغان باقی، کہسار باقی

بموں کی ماں

قاری نورالرحمن ملازئی

تم نے ماضی میں تورہ بورہ کو کھنڈرات میں بدلنے کی کوشش کی... تمہارے ڈیزی کٹر بھی تھک گئے... تمہارے ایف 16 بھی کچھ فتح نہ کر سکے... تمہارے ڈرون ایمان والوں کو شکست نہ دے سکے...اور اب ''بڑے بم'' سے ڈرانے کی کوشش؟؟؟

تم پوری دنیا کے مسلمان ممالک پر ''بموں کی ماں'' ہی نہ برساؤ بلکہ ایسی بارش کر ڈالو کہ ایک ایک جھلس کر راکھ ہو جائے تب بھی خدا کی قسم میرا ایمان ہے کوئی ایک بھی مسلمان بچ گیا تو تمہاری عبرت ناک موت لازم ہے!

واللہ! ہم مانتے ہیں کہ تمہارے پاس وہ قوت ہے جس کی پرواز یں بادلوں کا سینہ چیر دیتی ہیں، لیکن ہمارے پاس اس سے بھی بڑی قوت ہے۔

مجھے آج اس ولی اللہ، ملا محمد عمر رحمہ اللہ کا جملہ یاد آرہا ہے، تمہارے باطل میڈیا کو جواب دے کر اُس نے کہا تھا:

''تمہارے طیارے آسمانوں سے نیچے اڑتے ہیں جب کہ ہمارے پاس اللہ کی قوت ہے جو آسمانوں کے اوپر سے سب کنٹرول کرتا ہے''۔

کر لو جتنی زور آزمائی کرنا ہے! ملالو دو ٹکے کے دانش فروشوں کو اپنے ساتھ! بھرپور فتنہ پھیلاؤ! جو تدبیر کر سکتے ہو کر لو! تم اللہ کا نور بجھانا چاہتے ہو؟ تو سنو!

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِؤُواْ نُورَ اللّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّهُ إِلاَّ أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (التوبہ: ۳۲) ☆☆☆☆☆

''یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں، اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پھیلا کر رہے گا، خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو''۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

تمہیں لگتا ہے تم غالب آجاؤ گے؟! تو سنو:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (الصف: ۹)

''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے اور تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناخوش ہوں''۔

تمہیں لگتا ہے کہ سب مسلمان بس ہماری طرح فیس بک پر تمہارے خلاف چیخ و پکار کریں گے؟ نہیں! ہرگز نہیں! کچھ لوگ ہمیشہ رہیں گے جن کا ایمان آسمانوں کو چھو رہا ہو گا:

''یہ دین (اسلام) ہمیشہ قائم رہے گا، مسلمانوں کی ایک جماعت دین کے لیے قیامت تک قتال کرتی رہے گی''۔ (صحیح مسلم: ۹۲۲)

ہاں! اگر تمہیں لگتا ہے کہ تمہارے اس روشن خیالی کے سیلاب میں ''حق'' بہہ جائے گا اور تم فتح یاب ہو گے؟ تو سنو:

''اللہ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ دیدیتا ہے اور قیامت تک مسلمانوں میں سے ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی اور اپنے سے الجھنے والوں پر غالب رہے گی''۔ (صحیح مسلم)

اور آخر میں اے مسلمانو! اگر تمہیں یہ زعم ہے کہ تمہی سے سب قائم دائم ہے، تو تم جو بھی کرتے رہو اس پر کوئی باز پرس نہ ہو گی اور بھلا تمہارے سوا دین کا کام کون کر سکتا ہے؟ تو اس بھول میں نہ آنا، سن لو:

وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ

''اور اگر تم (حکمِ الٰہی سے) رُوگردانی کرو گے تو وہ تمہاری جگہ بدل کر دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے''۔

وہ دن گیا جب کہ ہر ستم کو
ادائے محبوب کہہ کے چپ تھے
اٹھے گی ہم پر جو اینٹ کوئی
تو پتھر اس کا جواب ہو گا

بقیہ: بہاری منصوری آپریشن کے آغاز کے حوالے سے امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

لہٰذا شہریوں کی جان و مال کی تحفظ کی غرض سے تمام ہم وطنوں سے امید کی جاتی ہے کہ آپریشن کے دوران دشمن کے ہر قسم کی فوجی مراکز، اڈوں اور مضر اشخاص سے دور رہیں اور ہر شعبے میں اپنے مجاہد بھائیوں سے مزید معاون و مددگار رہے۔

والسلام

رہبری شوری امارت اسلامیہ افغانستان

یکم شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

۲۸ / اپریل ۲۰۱۷ء

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہِ مارچ میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیشِ خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم مارچ:

☆امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہدین نے کابل شہر کے وسط میں واقع تین اہم مراکز (انٹیلی جنس سروس مرکز، حلقہ نمبر 6 میں پولیس اسٹیشن اور اس سے متصل دعوتی سینٹر) پر حملہ کیا۔ سب سے پہلے ملا حبیب اللہ غزنوی نے بارود بھری ٹرک کے ذریعے پولیس اسٹیشن نمبر 6 اور دعوتی سینٹر کے درمیان دھماکہ کروایا، جس سے تمام رکاوٹیں عبور ہوئیں اور دو شہیدی مجاہد پولیس اسٹیشن جب کہ دو دعوتی سینٹر میں داخل ہو کر وہاں موجود پرسونل اور سیکورٹی اہل کاروں کو نشانہ بنایا۔ کچھ دیر کے بعد دیگر فروش مجاہد تیسرے ہدف پر پہنچ گئے اور پہلے ملا محمد اعظم نے انٹیلی جنس سروس مرکز کے تین پہرہ داروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بعد میں دونوں فدائین مرکز میں داخل ہو کر مخبروں اور پرسونل کو نشانہ بنایا۔ تمام اہداف میں دشمن کے اہم افسروں، انٹیلی جنس سروس، پولیس اہل کاروں اور فوجیوں سمیت 74 اہل کار ہلاک جب کہ 99 زخمی ہوئے، جن میں سے 14 انٹیلی جنس مرکز میں، 60 دعوتی سینٹر اور پولیس اسٹیشن میں ہلاک جب کہ 28 انٹیلی جنس مرکز اور 71 دیگر دو مقامات میں زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر کے نیو قلعہ، ارمل اور دیگر علاقوں میں مقامی جنگ جوؤں کی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دو چوکیاں مکمل طور پر فتح ہوئیں، اس دوران میں کٹھ پتلی فوجیں ٹینکوں کے ہمراہ پہنچیں، جس سے لڑائی میں شدت آئی، اور دشمن کے 6 ٹینک ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔ مجاہدین نے 5 فوجی ٹینک، 3 اینٹی ایئر کرافٹ گنیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز و سامان کرنے کے علاوہ 7 اہل کاروں کو بھی حراست میں لیے۔

2مارچ:

☆صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار شہر کے زلاخی کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں ضلع بگرام پولیس چیف شدید زخمی اور اس کی گاڑی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر کے مربوطہ علاقوں میں پولیس اور جنگ جوؤں کی چوکیوں اور تازہ دم اہل کاروں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے پانچ چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 7 ٹینک تباہ اور 23 اہل کار ہلاک جب کہ 17 زخمی اور 6 پولیس اہل کار زخمی ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین نے 3 اینٹی ایئر کرافٹ گن، 4 ہیوی مشین گن، 4 کلاشنکوفیں، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک ایم فور گن اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لی۔

3مارچ:

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں ننگرہار ایئرپورٹ کے مین گیٹ کے قریب امریکی فوجوں کی فرونر نامی گاڑی پر مجاہدین کی حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 4 وحشی موقع پر ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سرخ رود کے شاہ ناصر آغا کے علاقے میں نام نہاد کمانڈو اہل کار علی جان ولد سردار کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں ضلعی مرکز اور دفاعی چوکیوں پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے نتیجے میں 4 ٹینک، تباہ، 17 فوجی ہلاک، جب کہ 13 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار میں قندہار شہر میں پولیس افسر مولوی نظام الدین کو ہدفی کارروائی میں نوعیت حملے میں قتل کر دیا اس کی اسلحہ غنیمت کر لی۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع شیبکوہ میں مجاہدین نے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا، جس سے ایک آفسر مولاداد قتل، جب کہ ایک پولیس زخمی ہوا۔

4مارچ:

☆صوبہ جوزجان کے ضلع خانقاہ کے باشکہ اور ازبیکہ گاؤں میں نام نہاد قومی لشکر کے 16 جنگ جوؤں نے مجاہدین کی مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے زقوم چارراہی کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی کے دو ٹاور تباہ اور وہاں تعینات 5 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا کے خورزانہ کے علاقے میں رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار موقع پر قتل ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر کے حلقہ نمبر دس کے مربوطہ کارتہ معلمین کے علاقے میں کابل پارلیمنٹ کے رکن اور سابق جنگ جو کمانڈر معلم میر ولی کو مسلحانہ کارروائی کے دوران قتل کر دیا اور مجاہدین بحفاظت اپنے مراکز کو لوٹ گئے۔ واضح رہے کہ معلم میر ولی کابل پارلیمنٹ صوبہ ہلمند کا نمائندہ ہے، جس نے امارت اسلامیہ کے صوبہ قندوز کے

گورنر شہید ملا عبدالسلام کی شہادت کو ایک اہم عظیم کامیابی قرار دیا تھا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک کے اوپاشک کے علاقے میں گشتی پارٹی پر حملہ ہوا، جس سے 4 فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں مجاہدین نے ایک فوجی کو سنائپر گن سے نشانہ بناکر مارڈالا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع واغز کے پولیس ہیڈکوارٹر پر لیزر گن سے حملہ کیا گیا، جس میں 3 اہل کار ہلاک ہوئے

5مارچ:

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش میں ضلع مرکز کی دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 10 چوکیاں فتح، 19 فوجی ہلاک ہوئے جب کہ اہم کمانڈروں سمیت 25 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے 2 رینجر گاڑیاں، ایک ٹینک اور 20 عدد ہلکے بھاری ہتھیار سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کرلیا۔

6مارچ:

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں کٹھ پتلی فوجوں نے فضائی تعاون سے جو کہنہ اور شیر پل کے علاقوں پر مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے حملے پسپا ہونے کے علاوہ 11 اہل کار ہلاک جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں تاسنگ کے علاقے میں بکتر بند فوجی ٹینک پر ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 3 موقع پر ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

7مارچ:

☆صوبہ قندھار کے ضلع ترینکوٹ میں واقع دفاعی چوکیوں میں تعینات 40 فوجی اور پولیس اہل کاروں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ کے کنڈک چار کے قریب فوجی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بم دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار 6 اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے کے سور شاخ کے علاقے میں اسی نوعیت بم دھماکہ سے ایک اور ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کارروں ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع چشت شریف میں اتیج کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 2 اہل کار ہلاک اور 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندھار شہر میں خفیہ ادارے کے دو اہم اہل کاروں عصمت اللہ اور صفی اللہ کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس میں ایک ٹینک تباہ جب کہ 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع نرخ کے کریم داد کے علاقے کے مارخانہ کے مقام پر مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ اور متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع جلریز میں زیولات کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں ایک بکتر بند ٹینک تباہ اور اس میں سوار فوجی بیس چیف آف اسٹاف امر الدین محافظوں سمیت ہلاک ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے مربوطہ بولان کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجیوں اور پولیس اہل کارروں نے امریکی طیاروں ہمراہ مجاہدین کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا، جس پر مجاہدین نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے دشمن کے 2 ٹینک تباہ اور 11 اہل کار ہلاک اور زخمی کردیے۔

8مارچ:

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں چشموں کے علاقے میں واقع فوجی یونٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ایک ٹینک تباہ اور 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر میں حلقہ نمبر چار کے مربوطہ علاقے یاران مارکیٹ کے قریب مجاہدین نے 2 انٹیلی جنس اہل کارروں کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

☆صوبہ کابل کے کابل شہر میں مجاہدین نے گرین زون کے علاقے میں واقع امریکی سفارت خانے پر میزائل داغے۔ میزائل سفارت خانے کے اندر گرے، جس سے صلیبی دشمن کو جانی و مالی نقصانات کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ میدان کے ضلع جلریز میں ہوائی پل کے علاقے میں بم دھماکہ سے تین فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر کے ناوہ پایں کے علاقے میں فوجیوں اور پولیس اہل کارروں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ اور 8 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ میں سپین نامی پولیس اسٹیشن اور عبد الرحمن پٹرول پمپ کے علاقوں میں سیکڑوں فوجیوں، پولیس اہل کارروں اور جنگ جوؤں نے امریکی طیاروں ہمراہ مجاہدین کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے جوابی حملہ کیا، جس سے 2 ٹینک تباہ اور 13 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر میں ضلعی مرکز کے قریب گشتی پارٹی پر ہونے والے بم دھماکہ سے 3 فوجی موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے علاقوں پر بور، سرکی، والی خیل، نیازئی اور رحیم خیل میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں کے علاقوں میں حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5اہل کار ہلاک جب کہ 7زخمی ہوئے ایک بکتر بند ٹینک تباہ ہو گیا۔
☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں منگلی اور خدائیداد خیل کے علاقوں میں صبح سے مغرب تک کٹھ پتلی فوجوں اور مجاہدین کے درمیان چھڑنے والی لڑائی میں 7فوجی ہلاک ہونے کے علاوہ 2بکتر بند ٹینک بھی مکمل طور پر تباہ ہوئے۔

9مارچ:

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب ایئرپورٹ کے اندر سپورٹس گراؤنڈ میں سپیشل فورس اہل کار روں پر مجاہدین کی نصب کردہ بم سے حکمت عملی کے تحت دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں 4اہل کار موقع پر ہلاک جب کہ 8زخمی ہوئے۔
☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں الیاس خان قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔
☆صوبہ زابل کے ضلع سیوری ئی میں ضلعی مرکز کے قریب میراخور کے علاقے میں مجاہدین نے سپلائی کرنے والے 2آئل ٹینکروں کو غنیمت بنالیا۔ واضح رہے کہ ایک آئل ٹینکر میں 4000لیٹر تیل بھی غنیمت ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں چینہ ماندہ کے علاقے میں فوجی کارروان پر ہونے والے بم دھماکوں سے 3کاماز گاڑیاں تباہ اور 7اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر میں گشتی پارٹی پر ہونے والے حملے سے 4 اہل کار ہلاک، جب کہ 3زخمی ہوئے۔

10مارچ:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع پچیر آگام میں بم دھماکہ سے جنگ جوؤں کی گاڑی تباہ اور اس میں سوار 4اہل کار لقمہ اجل بن گئے، جب کہ انٹیلی جنس چیف اور ایک اعلیٰ افسر زخمی ہوا۔
☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں سرایک اور عزیز آباد کے علاقوں میں فوجی قافلے پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2ٹینک تباہ اور 4 اہل کار قتل، جب کہ اہم کمانڈر ظاہر گرگ سیاہ سمیت 3مزید زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں پولیس اور انٹیلی جنس سروس اہل کار روں پر حکمت عملی کے تحت یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے، جس میں 2مخبر ہلاک جب کہ 2پولیس اہل کار زخمی اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔
☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود کے ضلعی بازار، تودنک اور عبد اللہ خیل کے علاقوں میں سیکڑوں فوجی اور پولیس اہل کار روں نے صلیبی طیاروں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، اس کے بعد مجاہدین نے حکمت عملی کے تحت پسپائی اپنائی، اور علاقے میں بارودی سرنگ نصب کی، مذکورہ لڑائی میں دشمن کے 8ٹینک تباہ اور 35فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک، جب 20سے زائد زخمی ہوئے۔

11مارچ:

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش میں ضلعی مرکز کی دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر نیازو کا اہم مرکز سمیت 10چوکیاں فتح، مزید 9چوکیوں سے دشمن فرار، 43پولیس اور فوجی ہلاک، 16اسلحہ سمیت سرنڈر، 47 گرفتار، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین نے ایک ٹینک، 6رینجر گاڑیاں، 2فیلڈر کار، 8موٹر سائکل، 3اینٹی ایئر گرافٹ گن، پانچ ہیوی مشن گن، پانچ راکٹ لانچر، 100 کلاشنکوف، 2بم آفگن اور 10پستولوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ زابل کے ضلع سیوری ئی کے شارہ کے علاقے میں واقع چوکی میں تعینات 2رابط مجاہدین نے وہاں تعینات اہل کار روں پر اندھا دھند فائرنگ کی، جس سے ظالم جنگ جو کمانڈر حیات خان سمیت 9جنگ جو موقع پر قتل ہوئے۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، 9کلاشنکوف، ایک ہیوی مشن گن اور ایک پستول سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں عجلہ کندئی کے قریب ھزارتک کے علاقے میں فوجیوں پر حملے سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار قتل، جب کہ 2مزید زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں کٹھ پتلی فوجیوں، پولیس اہل کار روں اور جنگ جوؤں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2ٹینک تباہ اور 12 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

12مارچ:

☆صوبہ خوست کے ضلع زازئی میدان کے سپین زیارت کے علاقے میں بم دھماکہ سے بکتر بند ٹینک تباہ اور اس میں سوار انٹیلی جنس ادارے کے 3اہل کار ہلاک ہوئے۔

13مارچ:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل کے مارکوہ بازار میں جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 8شرپسند ہلاک ہونے کے علاوہ مجاہدین نے 5کلاشنکوفیں، 2ہیوی مشین گنیں، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کر لی۔
☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں خواران کے علاقے میں واقع کچل برج نامی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات کمانڈر فرہاد سمیت 8 اہل کار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی کے قاری کے علاقے میں نظم عامہ اور پولیس اہل کار روں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 3ٹینک تباہ اور 9 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

14مارچ:

☆صوبہ کابل میں کابل شہر کے حلقہ نمبر 8 کے مربوطہ بنی حصار قلعہ کے علاقے کابل نامی چوکی پر مجاہدین نے حکمت عملی کے تحت حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات کمانڈر 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے مربوطہ نجم الدین اخندزادہ کے علاقے میں امریکی فوجوں کا بکتر بند ٹینک دھماکہ خیز مواد سے تباہ اور اس میں سوار امریکی ہلاک جب کہ 3 شدید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع جلال آباد شہر میں تلاشی چوک کے مقام پر مجاہدین نے کابل انٹیلی جنس سروس کے نائب چیف پیر محمد چٹک کے دو محافظوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

15مارچ:

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں سرخوبیب کے علاقے میں واقع دفاعی چوکیوں پر حملے سے ایک چوکی فتح، ٹینک تباہ اور 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع فیض آباد میں گرجک، بالامردیان، شیشہ خانہ اور قپچاق افغانیہ کے علاقوں میں 9 پولیس اہل کار اور کٹھ پتلی فوجی مخالفت سے دست بردار ہوئے،

16مارچ:

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں منگلی کے علاقے میں واقع فوجی بیس کا محاصرہ توڑنے کی خاطر کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 14 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع چپرہار میں تریلی کے علاقے میں امریکی فوجیوں پر ہونے والے حملے میں ایک صلیبی فوجی ہلاک جب کہ 2 شدید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب سرخ رود دوسرکہ کے علاقے سبز آباد کے مقام پر انٹیلی جنس سروس اہل کارروں کی گاڑی میں مجاہدین کی نصب کردہ مقناطیسی بم سے دھماکہ ہوا، جس کے 3 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

17مارچ:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سپین غر کے چملگزی کے علاقے میں 9 فوجیوں نے مجاہدین کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا

☆صوبہ خوست کے ضلع صبری میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے لیس فدائین نے یعقوبی کے علاقے میں سابقہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر اور موجودہ فوجی مرکز پر حملہ کیا، سب سے پہلے شہید فدائی مجاہد سنگریار خوستی تقبلہ اللہ نے بارود بھری ٹرک گاڑی کو مرکز سے ٹکرا کر تمام رکاوٹوں کو عبور کیا، جس سے مرکز منہدم اور وہاں تعینات اہل کار ملبے تلے دب گئے اور بعد میں دیگر فدائین نے مرکز میں داخل ہو کر وہاں موجود اہل کارروں کو نشانہ بنایا۔ اس معرکہ میں درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس مرکز میں 60 سے 70 سیکورٹی اہل کار تعینات تھے، جن میں سے اکثریت ہلاک اور زخمی ہونے کے علاوہ مرکز بھی مکمل طور تباہ ہوا۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان کے منگلی کے علاقے میں واقع محصور بیس کا محاصرہ توڑنے کی خاطر کی کمانڈوز نے حملہ کیا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جو دو گھنٹے تک جاری رہی، جس کے نتیجے میں 8 کمانڈوز ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ کئی گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا۔

26مارچ:

☆صوبہ کابل کے ضلع کابل شہر مین خیر خانہ کوتل کے علاقے میں پولیس ہیڈکوارٹر میں تعینات اعلیٰ افسر ایمل پنجشیری کو مجاہدین نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ کے مرکز کے قریب یکے بعد دیگرے بم دھماکوں سے 2 بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع قوش تپہ کے نوآباد کے علاقے میں نام نہاد قومی لشکر کے جنگ جوؤں نے جنگ جو کمانڈر حمزہ کی قیادت میں 15 جنگ جوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے دس کلاشنکوفیں، راکٹ لانچر، سنائیپر گن، فلائنگ کوچ گاڑی، موٹر سائیکل اور دیگر فوجی ساز وسامان بھی مجاہدین کے حوالے کر دیے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سپین شر کے چھپل گزی کے علاقے میں 7 افغان فوجیوں نے مجاہدین کی مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔

27مارچ:

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا کے کاریزگئی کے علاقے میں فوجی کانوائے پر حملہ ہوا، جس سے ایک ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں سپینہ خاورہ کے علاقے میں واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے ہلکے بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے وسیع علاقہ فتح، 2 گاڑیاں ایک موٹر سائکل تباہ اور 18 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں خشتیل کے علاقے میں فوجی قافلے پر حملہ ہوا، جس سے پانچ اہل کار ہلاک، جب کہ 6 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ٹینک سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

28مارچ:

☆صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز میں دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 15 فوجی اور 6 جنگ جوؤں قتل ہوئے۔ مجاہدین نے

ایک S.P.G:9 توپ، ایک انٹی ائیر گرافٹ گن، پانچ ہیوی مشن گن، 2 مارٹر توپ، 13 کار مولی بندوق اور ایک G.P.S سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں چینار کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکی بھی مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں فتح اور 2 اہل کار ہلاک ہوئے
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک کے پارچاؤ کے علاقے میں مجاہدین نے 2 پولیس اہل کاروں کو لیزر گن سے نشانہ بنایا، جس سے ایک قتل، جب کہ دوسرا زخمی ہوا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر کے مختلف علاقوں میں 11 پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔

29 مارچ:

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں 55 سیکورٹی اہل کار مجاہدین کی مخالفت سے دست بردار ہوئے۔
☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں کٹھ پتلی فوجوں نے صلیبی آقاؤں کے تعاون سے مربوطہ علاقوں میں مجاہدین کے خلاف وسیع کارروائی کا آغاز کیا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت، کمین گاہوں اور بارودی سرنگوں کا سامنا ہوا۔ پانچ روزہ آپریشن کے دوران میں 9 فوجی ٹینک تباہ، ایک غنیمت ہونے کے علاوہ 42 کٹھ پتلی اہل کار ہلاک جب کہ 27 زخمی ہوئے اور باقیوں نے بالآخر راہِ فرار اختیار کی۔
☆صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک میں شیوان کے علاقے میں نام نہاد کمانڈوز اور کٹھ پتلی فوجیوں نے ہیلی کاپٹروں ہمراہ مجاہدین کے مورچوں پر دو اطراف سے حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے 24 کمانڈوز اور فوجی قتل، 15 زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔
☆صوبہ اروزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں ناوہ پاین کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں مزاحمت کا سامنا ہوا، جس سے 6 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

30 مارچ:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں جارح امریکی و کٹھ پتلی فوجوں اور نام نہاد افغان کمانڈوز نے وزیر کے علاقے انگورہ کے مقام پر چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں امریکی سپیشل فورس کے 5 اہل کار ہلاک اور کٹھ پتلی کمانڈوز کے 8 اہل کار ہلاک جب کہ 13 شدید زخمی ہوئے۔
☆صوبہ بدخشان کے ضلع جرم کتیب اور کیب علاقوں میں فوج اور پولیس کے 10 اہل کاروں نے مجاہدین کی مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔

31 مارچ:

☆صوبہ فاریاب کے صدر مقام میمنہ شہر کے مربوطہ علاقے میں نام نہاد قومی لشکر کے 32 جنگ جوؤں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے 2 راکٹ لانچر، 2 ہیوی مشین گنیں، 28 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز وسامان بھی مجاہدین کے حوالے کر دیے۔
☆صوبہ ننگرہار کے ضلع جلال آباد شہر کے قریب رنگ روڈ پر بم دھماکہ سے فوجی رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 2 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: داعش کی افزائش کے امریکی حربے اور بلخ کی تباہ کن فدائی عملیہ

افغان سیکورٹی اداروں کی مجاہدین کے سامنے کامل بے بسی دیدنی ہے، اسی لیے امریکی اخبارات نیویارک ٹائمز اور واشنگٹن پوسٹ ایسی خبریں شائع کر رہے ہیں جن کے مطابق پینٹاگون نے ۵ ہزار امریکی فوجی افغانستان بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان خبروں کے منظر عام پر آنے کے بعد ۱۰ مئی کو وائٹ ہاؤس کے کے ترجمان شین اسپائسر نے واضح کیا کہ ''ٹرمپ نے افغانستان میں مزید فوجی بھیجنے یا نہ بھیجنے کے بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ امریکی حکومت افغان مشن اور اس کی حکمت عملی کے حوالے سے غور و خوض کر رہی ہے''۔ ظاہر ہے افغانستان کے مرگھٹ میں فوجیوں کو اتارنے کا نتیجہ اُن کی ہلاکت، معذوری اور خود کشیوں کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ٹرمپ بھی متذبذب ہے کہ امریکی ناک بچائے یا اپنے فوجیوں کی جانیں؟!
محسوس یہی ہوتا ہے کہ امارت اسلامی افغانستان کے سر بکف مجاہدین کی طوفانی یلغاروں اور کابل حکومت کی لرزتی کانپتی ٹانگوں کا دم خم نکل جانے کی خوف ناک صورت حال کے باعث طاغوت اکبر ایک بار پھر اپنی افواج کو جہنم کا ایندھن بنانے کی تیاریاں کر رہا ہے ... جان لیجیے کہ فتح قریب ہے، دشمن اپنی شکست کی آخری تیاریاں کر رہا ہے جس طرح چراغ بجھنے سے پہلے اپنی پوری قوت سے ایک بار روشن ہوتا ہے امریکہ کا ''مدر آف آل بمب'' گرانا اور مزید فوجی دستوں کی افغانستان آمد کی خبریں بھی اسی کیفیت کی نشاندہی کرتی ہیں۔ آزمائش سخت ہو گی لیکن یاد رکھنے کی بات یہی ہے کہ صلیبی چراغ کے بجھنے کا یہ آخری وقت ہے... یہ کفر اب گرا کہ تب گرا کی حالت میں پہنچ چکا ہے!!!

☆☆☆☆☆

مُومِن

عُقبہ کے لیے لرزاں، پیشی کے لیے ترساں
آشفتہ و سرگرداں، تا منزلِ جاویداں

موجود بہر میداں، تیار بہر اِمکاں
یہ فخر دل آویزاں، جنت کے لیے خیزاں

دکھ درد کے ماروں پر رحمت کی برکھا
پُریاس فضاؤں میں، ایک نور بہار افزا

شبِ تاب رہِ رحماں اک رشکِ شفق ریزاں
یہ فخر دل آویزاں، جنت کے لیے خیزاں

اصلاح ہدف اس کا، نبضوں پہ ہے کف اس کا
ہاں سوزِ محبت ہی گہر صدف اس کا

ہر دل کا یہ مہماں، ہر اک کا اقرار جاں
یہ فخر دل آویزاں، جنت کے لیے خیزاں

اخلاق میں یہ عالی، کینے سے جگر خالی
گلشن کا یہی والی، چمپا کی کِھلی ڈالی

پت جھڑ میں یہ بہارستاں، دم سازِ مسلماناں
یہ فخر دل آویزاں، جنت کے لئے خیزاں

ہر دل پہ ہے راج اس کا، اُلفت جو ہے تاج اس کا
عالم کی ہے یہ رونقِ ایماں، سراج اس کا

ہر صبح کو ضُوافشاں، ہر شام مہِ تاباں
یہ فخر دل آویزاں، جنت کے لئے خیزاں

انجینئر احسن عزیز شہید رحمہ اللہ

یہ دین تلواروں کے سائے تلے کھڑے رہ کر قائم کیا جاتا ہے

اسلام اللہ کا دین ہے اور قانون ساز اسمبلیاں قبل از اسلام جاہلیت کا دین! چنانچہ جو شخص بھی حکمرانوں یا علما کے کہنے پر اللہ کے حرام کردہ کو حلال جانے مثلاً قانون ساز اسمبلیوں میں شرکت، یا اللہ کے حلال کردہ کو حرام ٹھہرائے مثلاً جہاد فی سبیل اللہ کو، تو یقیناً اس نے اللہ کے ساتھ ان لوگوں کو بھی خدائی میں شریک کیا۔ اور بلاشبہ اللہ کی مدد کے سوا کسی کے پاس کوئی طاقت اور قوت نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (التوبۃ:۳۱)

”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا ہے، اور مریمؑ کے بیٹے مسیحؑ کو بھی، حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پاک ہے وہ (اللہ) اس شرک سے جو یہ اُس کے ساتھ کرتے ہیں“۔

اللہ ان کے اس فعل کو شرک قرار دیتا ہے۔ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم کسی طور پر شرک کرنے والوں میں شامل ہوں۔

دین کا قیام اور فتنے کا خاتمہ جہاد فی سبیل اللہ ہی کے ذریعے ممکن ہے اور یہ بات ہمارے عزیز و حکیم رب نے قرآن مجید میں نہایت وضاحت کے ساتھ ہمیں بتلادی ہے:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال:۳۹)

”اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ ہی کے لیے خالص ہو جائے“۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ.....ویقیموا لصلوۃ ویوتوا الزکوۃ.....

”مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں...اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں...“

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

واعلموا ان الجنۃ تحت ظلال السیوف (رواہ بخاری)

”جان لو! جنت تلواروں کے سائے تلے ہے“۔

یہی ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ یہ دین تلواروں کے سائے تلے کھڑے رہ کر قائم کیا جاتا ہے، نا کہ نمائندہ اسمبلیوں، پارلیمنٹ اور مرتد حکومتوں کے سائے میں بیٹھ کے، جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے... تو کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی گمراہی ہو سکتی ہے؟ ایک شاعر کے الفاظ میں:

جو لڑنے پر آمادہ نہیں بے شک وہ یہ راستہ چھوڑ جائے

لیکن قتال پر آمادہ لوگوں کو تو نہ بھگائے

اے دنیا بھر میں بسنے والے مسلمان نوجوانو! اس گمراہ کن راہ سے اپنے آپ کو بچاؤ اور جہاد کی رہ پر جمے رہو کیونکہ آج یہ فرداً فرداً تم میں سے ہر ایک پر فرض ہو چکا ہے۔ اور جہاد کے فرضِ عین ہونے کے باوجود جو بیٹھا رہ جائے تو وہ شریعت کی نگاہ میں فاسق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (التوبۃ:۲۴)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تمہیں اندیشہ ہو اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم منتظر رہو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے اور اللہ تعالی بے حکمی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا“۔

[اقتباس از: محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی جانب سے عراقی مسلمانوں کے نام پیغام؛ رجب ۱۴۲۴ھ... اگست ۲۰۰۳ء]